مکاتیب

سیّد علی عباس جلالپوری

مرتبہ: پروفیسر لالہ رخ بخاری

اس کتاب کے جملہ حقوق پروفیسر لالہ رخ بخاری کے نام محفوظ ہیں۔

ضابطہ

نام کتاب	:	مکاتیب سید علی عباس جلالپوری
مرتبہ	:	پروفیسر لالہ رخ بخاری
ناشر	:	تخلیقات، لاہور
بار اول	:	جون ۲۰۱۳ء
تعداد	:	۱۰۰۰
ادارہ	:	تخلیقات پبلیکیشنز لاہور
کمپوزنگ	:	سجاد کمپوزنگ سنٹر دین پارک گوجرانوالہ
قیمت	:	300 روپے

PDF BY

انتساب

اُن فلاسفہ اور سائنس دانوں کے نام

جنہوں نے

اہلِ مذہب کے تحکم کا بے جگری سے مقابلہ کیا

اور

مستقل مزاجی سے

خرد افروزی کی راہ پر چلتے رہے

ترتیب

دانش کو دوام حاصل ہے — اقبال کوثر — ۶

مقدمہ — ڈاکٹر طارق جاوید — ۷

حرف آغاز — پروفیسر لالہ رخ بخاری — ۳۱

شہزادی بیگم (والدہ) مکتوب بنام لالہ رخ — ۳۷

سید علی عباس جلالپوری، خطوط بنام شہزادی (بیگم علی عباس جلالپوری) — ۳۹ تا ۷۲

سید علی عباس جلالپوری، خطوط بنام حامد رضا (پسر) — ۷۳ تا ۸۴

حامد رضا، مکتوب بنام علی عباس جلالپوری — ۸۵

سید علی عباس جلالپوری، خطوط بنام جعفر رضا (پسر) — ۸۷ تا ۹۱

سید علی عباس جلالپوری، خطوط بنام لالہ رخ بخاری (دختر) — ۹۲ تا ۱۲۵

حامد رضا، مکتوب بنام لالہ رخ بخاری — ۱۲۶

سید علی عباس جلالپوری، خطوط بنام سید مراد علی شاہ — ۱۲۹، ۱۳۰

سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام جگتار سنگھ — ۱۳۱

سید علی عباس جلالپوری، بنام احمد ندیم قاسمی — ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۴۲، ۱۵۲، ۱۶۰، ۱۶۲

سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام سید سبط الحسن ضیغم — ۱۳۳

سید علی عباس جلالپوری، خطوط بنام مشتاق احمد — ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۵۱، ۱۵۶

سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام گلباز آفاقی — ۱۳۸

سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام چودھری محمد امین — ۱۴۰

سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام قاضی محمد صدیق — ۱۵۲

سید علی عباس جلالپوری، بنام ڈاکٹر ملک — ۱۴۳

سیّد علی عباس جلالپوری، بنام ایم حلیم		۱۴۴
سیّد علی عباس جلالپوری، خطوط بنام نبیلہ		۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۷، ۱۶۶
سیّد علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام زاہد		۱۴۷
سیّد علی عباس جلالپوری، بنام پروفیسر ظفر علی خان		۱۵۴
سیّد علی عباس جلالپوری، خطوط بنام آغا امیر حسین		۱۵۵، ۱۶۴
سیّد علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام سیّد محمد کاظم		۱۵۸
سیّد علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مظفر خان		۱۶۱
سیّد علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام حسن رضوی		۱۶۳
سیّد علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام حکیم خارجی		۱۶۵
محمد اسلم چیمہ، مکتوب بنام لالہ رخ بخاری		۱۶۸
سیّد علی عباس جلالپوری۔۔۔میرے استاد	فرحت راجہ	۱۷۱
سیّد علی عباس جلالپوری۔۔۔ایک مثالی استاد	پروفیسر حامد رضا	۱۷۷
آفتابِ خرد افروزی	پروفیسر ظفر علی خاں	۱۸۴
علی عباس جلالپوری کے نام مشہور قانون دان ول ڈیورنٹ کے خط کا عکس		۱۸۷
علی عباس جلالپوری کے لیے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کے پرائیڈ آف پرفارمنس کے ایوارڈ کے سرٹیفکیٹ کا عکس		۱۸۸
تصاویر		

اقبال کوثر

دانش کو دوام حاصل ہے

ذرا اے ہم عزا خوانِ صفِ دانش تحمل !
وہ زندہ لوگ ہیں ہم جن کی تعزیت کو آئے ہیں
دوامِ زندگی ان کو ہی ملتا ہے
جو دانش اور آگہی کے سچے داس ہوتے ہیں
جو کائنات و انساں کے
حقائق کے تفکر میں، حقائق کے تجسم میں
ہمالہ پار کر جاتے ہیں عمریں
چھوڑ کر زرکہ۔۔۔ ان آثار و وارثِ سحر کا
دماغ و دل کی خوشبو سے لکھے ان حرفِ دانش کا
نیا روشن جو بنتے ہیں
رہِ شب زارِ ہستی میں
سبھی اہلِ سفر کے نام ۔۔۔ اک صورت اور پیغام کی
صورت
سنو اے ہم عزا خوانِ صفِ دانش!
کہ دو دیوانگانِ عقل درویشانِ خود آگاہ
جو اپنے صدق بے پرواہ سے
اپنے علم و دانش اور جنوں انگیز افکار کی پاداش میں
بن باس ہوتے ہیں، کبھی مرتے نہیں ہیں
یہ جہلم کے، جو دنیا بھر کے جس خطے کے اندر بھی
علی عباس ہوتے ہیں کبھی مرتے نہیں ہیں
وہ زندہ لوگ ہیں ہم جن کی تعزیت کو آئے ہیں

ڈاکٹر طارق جاوید

مقدمہ

میدانِ فلسفہ کے شہسوار جناب علی عباس جلالپوری (ولادت: ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء، ونگہ ضلع گجرات وفات: ۶۔ دسمبر ۱۹۹۸ء جہلم) برصغیر میں خرد افروزی کی تحریک کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے فلسفے کو تجریدے کے دائرے سے باہر نکال کر عمل کے ساتھ آہنگ کرتے ہوئے جس وحدت کو متشکل کیا اس میں موجود (مقامی و عالمی انسانی صورت حال، فطرت) کے مقدر کو انسان کے ہاتھوں بہترین سمت دینے کی کاوش، یقین اور نوید ہے۔ اول الذکر کو خصوصاً محنت کش طبقات کے انقلابی عمل سے بزور توڑ کر نئی ساختوں میں ڈھالنے سے مشروط کر کے علی عباس جلالپوری خود اپنی سمت، یعنی قبیلے کے ساتھ وابستگی کو بھی نمایاں کر دیتے ہیں۔

علی عباس جلالپوری ان نوابغِ عالم میں سے تھے جنہوں نے اصولوں پر کبھی سمجھوتہ نہ کیا، خواہ اس کے لیے انہیں کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینا پڑی۔ اقبال پر تحریر کردہ ان کے مضامین پر سخت ہنگامے کی کیفیت پیدا ہوئی۔ ان کا موقف تھا کہ اقبال فلسفی نہیں متکلم ہیں، کیونکہ ایک فلسفی فرد، حیات اور کائنات کے حوالے سے مدلل و مربوط نظامِ فکر فراہم کرتا ہے۔ اس ضمن میں بشیر احمد ڈار اور عام فکری مغالطوں کے حوالے سے محمد ارشاد کے ساتھ "فنون" میں بحثوں کا طویل سلسلہ جاری رہا۔

علی عباس جلالپوری صفِ اول کے عالم تھے اور ان کی کتب پاکستان میں عہدِ خرد کی پیش رو اور نقیب ہیں۔ انہوں نے روایاتِ فلسفہ کے ذریعے عام اردو قاری کو فلسفیانہ موضوعات سے متعارف اور ول ڈیورنٹ کی "Story of Philosophy" کی طرح قبولیتِ عام بخشنے کی سعی کی۔ ول ڈیورنٹ کی تاریخ کی کتاب میں پائی جانے والی اغلاط کی انہوں نے تفصیل سے نشاندہی کی، جوابی خط

میں ول ڈیورنٹ نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایڈیشن میں وہ ان اغلاط کی تصحیح کر دے گا۔"

علی عباس جلال پوری کی اب تک درج ذیل سولہ کتب شائع ہو چکی ہیں:

"روایاتِ فلسفہ"، "روحِ عصر"، "عام فکری مغالطے"، "اقبال کا علم الکلام"، "مقاماتِ وارث شاہ"، "تاریخ کا نیا موڑ"، "رسوم اقوام"، "جنسیاتی مطالعے"، "کائنات اور انسان"، "روایاتِ تمدنِ قدیم"، "وحدت الوجود تے پنجابی شاعری"، "سماڈے وڈکیاں دی سوچ" "مقالاتِ جلال پوری"، "خرد نامہ جلال پوری"، "پریم کا پنچھی پنکھ پسارے"، "مکاتیب علی عباس جلالپوری"۔

"مقالاتِ جلالپوری" کے پہلے حصہ کی اشاعت کے بعد ان کا ناولٹ: "پریم کا پنچھی پنکھ پسارے" جنوری ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔ چھپا تو ۷۰ صفحات پر مبنی یہ ناولٹ ان کی عمر عزیز کے اس حصہ کی یادگار ہے جب وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں زیرِ تعلیم تھے۔ بعد میں ان کے رجحانات کا رخ فلسفے، مذہب، تاریخ، سماجیات اور ادبی تنقید کی طرف مڑ گیا۔ اس ناول کے مسودے کو انہوں نے ایک طرف رکھ دیا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس ناول کو انہوں نے نظر انداز کر دیا۔ اُن کی دختر پروفیسر لالہ رخ بخاری کے مطابق ۱۹۸۰ء میں ہوسٹل سے جب وہ جلال پور شریف گئیں تو ایک دن ردی کاغذوں کے کچھ ٹکڑے نظر آئے جن پر لکھی تحریر پڑھنے سے ان پر کسی ادبی تحریر کا شک محسوس ہوا۔ جب مسودے کے ٹکڑوں سے یہ پریم کہانی انجام تک پڑھی تو اسے ضائع کرنے کو جی نہ چاہا۔ لہٰذا اسے ایک کاپی پر تحریر کر لیا۔ کچھ دنوں بعد انہیں والد صاحب کی کتب میں سے ایک نوٹ بک ملی جس میں یہی کہانی تحریر تھی۔ غالباً مسودے سے نوٹ بک میں اسے اتار کر مسودے کو پھاڑ دیا گیا تھا۔

دراصل علی عباس جلالپوری اپنے اس ناول کی اشاعت کے حوالے سے آخر تک گومگو کی کیفیت میں رہے مگر انہوں نے اسے شائع نہ کیا۔ پروفیسر لالہ رخ بخاری نے اس ناول کو شائع کر کے درست اور جرأت مندانہ قدم اٹھایا۔

پروفیسر لالہ رخ بخاری کا اسی قبیل کا ایک اور جرأت مندانہ فیصلہ "مکاتیب علی عباس جلالپوری" کی اشاعت ہے۔ زیرِ نظر مجموعہ میں علی عباس کے ایک سو ایک خطوط شامل ہیں، جو نجی یا خانگی، دوست احباب اور اداریوں وغیرہ کے نام ہیں۔ ان خطوط کی تفصیل اس طرح ہے:

مکتوب الیہ	تعداد
شہزادی (بیگم علی عباس جلالپوری)	۲۵
حامد رضا (پسر)	۱۰
جعفر رضا (پسر)	۰۵
لالہ رخ بخاری (دختر)	۳۸
سید مراد علی شاہ	۰۲
جگتار سنگھ	۰۱
احمد ندیم قاسمی	۰۴
سید سبط الحسن ضیغم	۰۱
مشتاق احمد	۰۴
گلزار آفاق	۰۱
چودھری محمد امین	۰۱
قاضی محمد صدیق	۰۱
ڈاکٹر ملک	۰۳
ایم سلیم	۰۱
نبیلہ	۰۶
زاہد	۰۱
پروفیسر ظفر علی خان	۰۱
منیر بھٹی	۰۱
آغا امیر حسین	۰۲
سید محمد کاظم	۰۱

کلیم خارجی	۱۰
کل تعداد	۱۰۱

ان خطوط میں ایک انگریزی (لالہ رُخ کے نام)، تین پنجابی (جگجیت سنگھ، سید الحسن، زاہد کے نام) جبکہ دیگر تمام اُردو میں تحریر کردہ ہیں۔

لالہ رُخ نے اپنے نام والدہ اور حامد رضا کے دو خطوط بھی شامل کر دیے ہیں۔ کتاب کے آخر میں محترم پروفیسر حامد رضا کا ایک خوبصورت اور وقیع مضمون: "علی عباس جلالپوری۔۔ایک مثالی اُستاد" علی عباس جلالپوری کی شخصیت کے کئی گوشوں پر منفرد انداز کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔

علی عباس جلالپوری کے مکاتیب کو مرتب کرنے والی محترمہ پروفیسر لالہ رُخ بخاری کی اپنے والدِ گرامی کے ساتھ شدید قلبی وابستگی ہے۔ انھیں زندگی میں قدم قدم پر اپنے عظیم والد کی راہنمائی حاصل رہی۔ قدرت نے انھیں والد کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی، شخصیت، ذہنی میلانات، اندازِ زیست اور علمی کام اور اس کام کو انجام دینے کے مخصوص طریقۂ کار کو قریب سے دیکھنے کے مواقع عطا کیے۔ ۱۹۸۲ء میں ان پر فالج کا حملہ ہوا اور فالج کے باعث ان کا دہنا ہاتھ لکھنے سے قاصر ہو گیا تو بیماری کے دورانیے میں بیشتر خطوط انھوں نے لالہ رُخ ہی سے لکھوائے۔ زیرِ نظر کتاب کے 'حرفِ آغاز' میں لالہ رُخ کی درجِ ذیل تحریر بہت اہمیت کی حامل ہے:۔

> "والدِ گرامی کا مجھ سے بحیثیت بیٹی، غمگسار، تیماردار، رازدار ایک خصوصی تعلق تھا، جس کی بدولت میری ان کے ساتھ خط و کتابت بھی رہتی تھی۔ اکثر موصول ہونے والے خطوط کے جوابات بھی مجھ ہی سے لکھوایا کرتے تھے۔ میری عدم موجودگی میں حامد بھائی جان یا جعفر بھائی بھی یہ فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ ابا جان کی عادت تھی کہ پہلے خط کی املاء کروایا کرتے۔ پڑھنے کے بعد عبارت میں قطع و برید کرواتے، دوبارہ پڑھتے اور صاف کر کے لکھواتے۔ میں صاف کر کے تحریر کو سپردِ ڈاک کر دیتی اور

> ترمیم شدہ تحریروں پر مبنی کاغذات محفوظ رہے۔ چنانچہ والد
> گرامی نے جو مجھے یا دیگر اہلِ خانہ کو خطوط تحریر کیے وہ تو
> میرے پاس محفوظ تھے ہی لیکن میرے ہاتھ سے لکھوائے
> گئے خطوط بھی میرے پاس رہ گئے۔"۱

والد گرامی سے وابستگی کے ساتھ ساتھ انھیں تاریخ کو ان تحریروں کی اصل اہمیت کا بھی ادراک تھا جس کی وجہ سے ترمیم شدہ تحریروں پر مبنی خطوط بھی ضائع کرنے کے بجائے محفوظ رکھے۔ اگر وہ ان اور دیگر خطوط کو محفوظ نہ کرتیں تو مکاتیب پر مبنی یہ کتاب منصۂ شہود پر نہ آ سکتی۔

علی عباس جلالپوری کیسے لکھتے تھے، لکھنے کے دوران میں ان کی کیا کیفیت ہوتی تھی، اپنی کتب اور تحریروں کو اس زر پرست سماج کے تناظر میں کیسے دیکھتے، ان امور سے متعلق امور پر بھی لالہ رخ نے روشنی ڈالی ہے۔

> مجلس ترقی ادب لاہور کے شایانِ شان چھپ گئے
> تھے۔ "مقامات وارث شاہ" پر جب انعام کا اعلان ہوا مگر
> سید صاحب نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ احمد اسلام
> امجد نے انھیں قائل کرنے کی کوشش کی جو بار آور ثابت نہ ہوئی۔
> وجہ یہ تھی کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف تھے اور کسی سرمایہ دار
> ماخذ سے انعام وصول کرنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔"۲

> "کائنات اور انسان" ۱۹۹۹ء میں یہ کتاب شائع ہوئی اس
> وقت سید صاحب فالج کے موذی مرض سے دوچار رہے تھے
> کتاب اصول سے ... میں ہاتھ میں تھام لی ... ہاتھ میں رعشہ

---

۱ حرفِ آغاز، از پروفیسر لالہ رخ بخاری، مشمولہ مکاتیب علی عباس جلالپوری۔

۲ بحوالہ "تحریک خرد افروزی کے بانی۔ سید علی عباس جلالپوری" از پروفیسر لالہ رخ بخاری، مطبوعہ فنر، ہنگرین گورنمنٹ ... کالج سیالکوٹ ... گوجرانوالہ (شمارہ ۲۰۰۹ء) صفحہ ۷۔

کی تحریک ستیہ جس کا پہلا حصہ جب ہوا تو چہرے پر مسرت کی
بشارت تھی۔ نگاہیں آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ [illegible]
مسکراہٹ پھیل گئی۔ مطالعہ [illegible] جو [illegible] میں
[illegible] تھی [illegible] ہو گئی۔ [illegible] حاصل
[illegible] تھیں اور [illegible] پسند [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] ایک [illegible] خوشی سے انہیں بتایا [illegible] کی
میں [illegible] ہو چکی ہے [illegible] کتاب
ہاتھ میں لے کر [illegible] ابھی [illegible] ہو چکی ہے۔

[illegible] صاحب علم [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] طلبا [illegible]
[illegible] پڑھا [illegible] اس [illegible] دلچسپ [illegible] کیا ہے۔

"[illegible] کر [illegible] پڑھ [illegible] بھی تھیں [illegible]
[illegible] طور پر پاس کر لے [illegible] والد [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] کالج میں اسسٹنٹ [illegible] تھے۔ [illegible]
[illegible] وقت محسوس ہوئی تو [illegible] والد صاحب
سے [illegible] تشریف [illegible] میں [illegible]
[illegible] والد صاحب سے [illegible]
کہ فیس بھی [illegible] نہیں [illegible]
ہے تو [illegible] میں پڑھانے والوں [illegible] کی [illegible]
[illegible] کا [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] کلام [illegible] پیش کیا [illegible]
کا [illegible] بھی [illegible]
سے بھی تو [illegible] تعلیم [illegible]
[illegible] کا [illegible] طلبا [illegible]

[illegible]

کہ وہ ٹیوشن کی حاجت محسوس کرتے ہیں۔ میں تمہیں افلاطون کا ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ ایک دن ایک شخص نے افلاطون سے ریاضی کا سوال پوچھا۔ افلاطون نے سمجھا دیا۔ اس شخص نے پوچھا "اس کا کیا فائدہ ہے؟" افلاطون نے اس شخص کو سونے کا ایک سکہ دیا اور کہا 'یہ ایک سوال سمجھنے کا فائدہ وصول کرو اور آئندہ میرے پاس مت آنا کیونکہ علم مالی منفعت کے لیے نہیں ہوتا بلکہ یہ روح انسان کی تکمیل و وسعت کے لیے ہوتا ہے۔'*

پروفیسر ناصر شیخ کی اس بات کی توثیق پروفیسر حامد رضا کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے

"ٹیوشن سے عاری زندگی بھر تنخواہ پر ملازمت میں گزار دی۔ روحانی جاں کسی کی محتاجی نہ کی۔ وہ بنیادی طور پر ستارہ تھے۔ ان کی وفات پر بہاولپور میں ان کے ۱۹۴۸ سے رہنے والے شاگرد بھی آنسوؤں سے کہہ رہے کہ ایسا استاد ہم نے پھر کبھی نہیں دیکھا۔ اپنے گاؤں میں اپنے ادارے میں جو قابل طالب علم نظر آتا اس کی سرپرستی اور ہمت افزائی کرتا تاکہ وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔"**

علی عباس جلالپوری کیسے سوچتے تھے اس سلسلے میں ناصر شیخ سے چند تراشے ہوئے متن ملاحظہ کیجیے:

وہ اکثر ایک بڑے سے پتھر پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے کسی بھاری کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہوتے یا گہری فکر میں گم، یا پھر بستر پر لیٹے چھت کو گھورتے رہتے اور اس عالم میں آہستہ آہستہ ہم کے روحانی عالم کو جھیلتا رہتا ہے کہ اس کے ہر ربط کا کام ہو گئے ہم کسی بحث و مباحثہ میں مستغرق پا کر گھر میں داخل

* "درس آثار" از پروفیسر ناصر شیخ۔ مشمولہ مکاتیب علی عباس جلالپوری۔

** حامد رضا "علی عباس جلالپوری۔ ایک شخصیت" مشمولہ مکاتیب سید علی عباس جلالپوری

خاموش ہو جائے۔ بے عالم میں بلند آواز میں گفتگو یا زور کا قہقہہ
زن ہونا انہیں سخت ناگوار گزرتا۔

جب وہ کسی کتاب کی تالیف میں منہمک ہوتے تو شب و
روز اسی کے دھیان میں گم رہتے۔ ایک شب میری آنکھ کھلی تو
کمرے میں روشنی تھی۔ رات کے دو بجے تھے پاپا نے وہ سب
بیدار رہے بجلی بلب کی روشنی میں قرطاس تھا اور سر جھکا۔
میں مارے حیرت کے دیکھتی رہی۔ اس وقت کاغذ قلم کا
آہنگ مجھے کیا عجیب سا لگ رہا تھا۔[1]

منقولہ بالا اقتباس کے ساتھ پروفیسر حامد رضا کی لفظی تصویر کشی کو ملا دیا جائے تو منظر نامہ مکمل ہو
جاتا ہے:

ایمرسن کالج ملتان میں بطور لیکچرار اردو تعینات ہوئے
وہاں کی لائبریری بہت شاندار تھی۔ جس سے آپ نے بھرپور
استفادہ کیا۔ آپ اس لائبریری کی ہمیشہ تعریف کیا کرتے تھے۔
مجھے اچھی طرح یاد ہے میں آٹھ دس سال کا تھا اور گرمیاں
شروع ہونے کے قریب تھیں۔ وہ بڑے سے کمرے میں جس میں
دھول آ رہی تھی۔ بجلی والا پنکھا چل رہا ہے کہ کالج سے واپس
آ کر آرام کرنے کے بعد میز کرسی پر بیٹھ گئے اور کسی کتاب سے کاپی پر
کچھ نقل کیے جا رہے ہیں [illegible] ہر وقت ان کے
ایک ہاتھ میں رکی پنسل اور دوسرے میں قلم۔ میں [illegible]
جب تک کھڑکی کا منظر سامنے ہے۔
ملتان سے ہم گوجرانوالہ آ گئے۔ یہاں میز کرسی کی جگہ چارپائی نے
لے لی۔ اسی طرح لاہور میں میز کرسی دور چلی گئی لیکن مطالعہ
کرنے، سوچنے اور لکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔[2]

---

[1] حرف آغاز، مکاتیب سید علی عباس جلالپوری، از پروفیسر [illegible] بخاری

[2] حامد رضا، "علی عباس جلالپوری۔ ایک مثالی استاد" مشمولہ مکاتیب سید علی عباس جلالپوری

گویا ایک طرف تو انہیں شعر و ادب اور مطالعے کے ذریعے علی عباس کی شخصیت میں دست رس کرتے ہوئے ہے۔ خصوصاً دو پہلو ان کی زندگی میں بھی حاصل رہتے ہیں۔

ان کے خطوط میں خاص اہمیت ہے کہ ان میں سید علی عباس کی شخصیت کے مختلف گوشے ہماری نظروں کے سامنے ابھرتے چلے جاتے ہیں۔ عام زندگی کے معاملات میں وہ کیسے سوچتے تھے، روزمرہ کے معاملات سے سابقہ پڑنے پر ان کی کیا کیفیت ہوتی تھی، ان کی مکمل تفاصیل اور معلومات یہ خطوط فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح عزیز و اقارب، تلامذہ، خادموں، دوست احباب، معاصرین حتیٰ کہ نوجوانوں کے ساتھ ان کے رویے کی بھی خصوصی معرفت یہاں حاصل ہے۔ خود علی عباس کے دام جس میں بھی نہیں تھی کہ ان کے مکاتیب بعد میں زیور طبع سے آراستہ ہوں گے، اس لیے انہوں نے جو قلم برداشتہ لکھا اس میں ان کی شخصیت بلا کم و کاست سامنے آ جاتی ہے۔ ان کی یہی خوبی ہمیں ایک عظیم مفکر کے ذہن کے پس منظر اور شخصیت کو سمجھنے کے لیے مختلف دریچے، منظر اور پس منظر فراہم کرتی ہے۔

ان خطوط کے مطالعے سے راقم الحروف پر منکشف ہوا کہ عظیم دانشور علی عباس اور ان کی عام زندگی میں کوئی تضاد نہیں۔ علمی نکات اور فلسفے کے حوالے سے انہوں نے جو اصول مرتب کر رکھے تھے زندگی کے معاملات اور طرز عمل میں بھی انہی اصولوں کی واضح جھلک ملتی ہے۔

دوست احباب اور ہم عصر بہت سے لوگ علی عباس کی فکر اور نظریات سے متاثر ہو جاتے اور بیشتر ویسے ہی خطوط میں ان سے ملاقات کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ جرات سے نام لکھے گئے خطوط میں ان کے وجود کے بعد جب سامنے آتے اور انہیں عمل کر کے پسند کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ نظریاتی اختلافات کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور تبدیلی کے عمل میں شریک ہونے والوں کا بھی احترام کرتے۔ رجعت پسندی اور قدامت پرستی کے خلاف ان کی آواز ہمیشہ بلند رہی ہے۔

ان کے خطوط میں کہیں کہیں یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ وہ خطوط میں اپنی بیماری اور بڑھاپے کا ذکر کرتے تھے۔ دوستی میں پختگی کے سبب ان کی عدم موجودگی میں وہ خطوط تحریر نہیں کر سکتے تھے اس لیے جواب دینے میں کبھی تاخیر ہو جاتی اور کسی خط کا جواب نہ دے پاتے تو اگلے خط میں معذرت کرتے ہوئے اس کا ذکر کر دیتے تاکہ تشنگی نہ رہے۔

علی عباس جلالپوری کے خطوط کی شکل میں ہمارے تعلیمات [illegible] علمی معیار کی کڑی ہے
دراصل ان کے علم و حکمت اور شخصیت کی غماز ہے۔ وہ شدید انسانی دردمندی کی اقدار، تحمل اور عقل کا
دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ احمد ندیم قاسمی اور [illegible] میں [illegible] گئے خطوط میں اس صورت
حال کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

ان مکاتیب میں تین کتب شامل [illegible] کے [illegible] گئے ہیں۔ کتاب شعار کے [illegible]
استعمال اور خوبصورت [illegible] کی آگاہی سے [illegible] تحقیق [illegible] کرتی ہے

مکاتیب [illegible] ۱۹۴۳ [illegible] دینی [illegible] کا
ہو گیا تھا [illegible] ہندی [illegible] چڑی [illegible] تھیں۔ یہ مکتوب
[illegible] تمام [illegible] خطوط [illegible]
خاص خصوصیت [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] آپ کی [illegible]
[illegible]
[illegible]

شیراوں بیگم نے [illegible] بیگم کے نام علی عباس کے خطوط [illegible] چھاپ [illegible]
[illegible] ان خطوط سے پتہ چلتا ہے [illegible] بہت [illegible]
[illegible] حالات سے [illegible]
[illegible] شخصیت کی [illegible]
[illegible] بیگم
[illegible]
[illegible] جواب میں [illegible]
[illegible]
[illegible] بیگم [illegible]
[illegible] تھے [illegible] بیگم صاحبہ [illegible]

[illegible] بیگم مکتوب [illegible] ۱۹۴۳ [illegible]

[illegible] علی عباس جلالپوری، مکتوب [illegible] بیگم [illegible] ۱۹۵۳ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا خیال جاتا۔

ایم۔ اے اردو کے پرچے دینے کے دوران میں لاہور میں پروفیسر ظفر علی خان کے ہاں مقیم رہیں۔ [illegible] علی عباس سے بیگم کو [illegible] ان کا [illegible] عجیب ہے [illegible] پریشان ہو جاتی ہے [illegible] بیگم [illegible] ہوتی ہے [illegible] کی محبت شرآور ہو۔

بیگم نے تا عمر [illegible] خطوط میں سب سے زیادہ دلچسپ وہ ہیں جن میں مرغوں اور مرغیوں کا ذکر ہے۔ علی عباس [illegible] گوجرانوالہ میں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] گوجرانوالہ کے لیے روانہ ہوئے تو بیگم نے مرغوں اور مرغیوں سے [illegible] کو [illegible] تفصیل خود علی عباس کی زبانی ہے۔

[illegible]

[illegible]

آپ خط میں مرغیوں اور مرغوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام [illegible] ۲۲ مارچ ۱۹۸۳ء

۲۔ علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام [illegible] ستمبر ۱۹۸۵ء

"[illegible] نقوی مرغیوں کا "سرخ چہرہ" تو آئی۔ دن شام کو قریب
[illegible] ہو گیا تھا [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] سے [illegible]
[illegible] چوزوں کی حالت [illegible] ہو گئی چنانچہ وہ بھی [illegible]
[illegible] کے [illegible] جسم کا [illegible] حصہ [illegible] کا چوزہ [illegible]
ہے اور اسے ماں سے مارنا شروع کر دیا ہے۔ وہ بے چارہ اس
[illegible] کا [illegible] ہے۔ میں انہیں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر
[illegible] رہا ہوں۔ [illegible] کی مرغی [illegible] نے بھی انڈے دینا
شروع کر دیے [illegible] نے غسل خانے میں گھس کر ایک بہت
[illegible] ہے [illegible] کے [illegible]
[illegible] ہیں کہ ان [illegible] بھی [illegible] ہیں۔ باقی
مرغیاں ٹھیک ٹھاک ہیں۔ چوزے والی مرغی اب خوب صحت مند
ہو گئی ہے اور بڑے [illegible] رہی ہے۔"[1]

حامد رضا کے نام خطوط:

حامد رضا کے نام لکھے گئے خطوط میں [illegible] کے نام [illegible] گئے خطوط وہی
ہیں جیسے [illegible] کی [illegible] جولائی ۱۹۷۲ء میں [illegible]
[illegible] تھے [illegible] چاہتے تھے۔ [illegible]
[illegible] بیگم سے نام [illegible] میں بھی [illegible] تھے۔ [illegible]
[illegible] (رحمت [illegible]) [illegible] رضا (حامد رضا سے
برادر خورد) کی آمد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"[illegible] جاوید [illegible]
[illegible] اور اتوار [illegible]
[illegible] بھی [illegible]

---

[1] علی عباس جلالپوری بنام [illegible] ۳۰ جون ۱۹۷۲ء
[2] علی عباس جلالپوری مکتوب بنام حامد رضا گوجرانوالہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۲

بہر صورت جس سے آ جاتے ہے ایک فائدہ ہو گیا ہے۔ جس سے
ادھر ادھر سے بکھرے ہوئے ڈھونڈ لئے ہیں جن پر کسی کی نظر نہیں
پڑی تھی اور مرتب پر نظر ثانی شروع ہو رہی ہے۔ میرے
بیٹے تو ماہ دو مرتبہ آتے ہیں جب بار سکتا ہوں کوئی جگہ نکلی ہیں
وہ بچے پارے سے میرے ساتھ ہیں ام اکھٹے کل سے مرشد حافظ
جعفر کے حوالے کر دیتا ہوں۔[1]

ایک تو جناب نے شادی میں رکاوٹ پڑی تو حامد اعوان نے ندا میں لکھا۔ در اصل ان دنوں شادی کے سلسلے میں شروع سے گڑبڑ تھی ہیں کہ جو صاحب کا غیر یقینی دوسے کا [illegible] ہے گی۔[2]

حامد رضا نے خط میں اور امید اعوان سے موصول ہونے کی اطلاع دی تو جواب میں لکھا

"میرا اچھا ہو سے حامد ملک گیا ہے۔ جیسی ابتدائی حالت
سے مجھ [illegible] ہو گئے ہیں۔ امریکی پروگرام پچیس سال کام کرتے
کرنے پر ادھر کھائے بیٹھے ہیں۔
[illegible] وہیں سے شیعہ بنے۔ میں سے مخلص نہیں
مرف عالی کا پتہ بتا دیجئے کہ میں تو شیعہ ذات سے بہت ہی ہالا تر
ہوں۔ ہر حال جو ہو سے کیا جان سکے اپنے عقیدے کے
مطابق درست ہے۔ سنی شیعہ کی تفریق غیر ضروری ہے۔ دیکھنا یہ
ہے کہ بحیثیت انسان ہونے کے کوئی کیا ہے۔"[3]

پروفیسر حامد رضا کا اپنے والد گرامی کے نام لکھا ہوا ایک خط بھی پروفیسر ... سے شامل
کر رہا ہوں جس میں اپنے ہاں بیٹے کی ولادت کی اطلاع کے بعد لکھا ہے۔ آپ کا رنگ دل بہت
کرتے ہیں۔ معاشی مسائل ہر دم مشکل سے نکلی ہیں۔ وہ اکثر آپ سے ملتے ہیں۔[4]

1. علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام حامد رضا، گوجرانوالہ، ۱۳ جولائی ۱۹۹۶ء
2. علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام حامد رضا، گوجرانوالہ [illegible]
3. علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام حامد رضا، گوجرانوالہ، ۲۳ [illegible] ۱۹۹۶ء
4. حامد رضا، مکتوب بنام علی عباس جلالپوری، جہلم، ۵ [illegible] ۱۹۸۳ء

جعفر رضا کے نام خطوط ۔ ان میں مکان کی مرمت، جعفر کی والدہ کی علالت، جعفر کی نالائقی، جعفری مبارک کے امتحان میں کامیاب کا ذکر ہے۔ ایک خط میں جعفر رضا کے خط کی تحریر پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے "تم تو چھپے ہوئے ادیب ہو۔ البتہ ایسا ہو کہ تم سے ہو گی۔ بہر حال کیا حال لکھا ہے۔ یہ خط۔ بہر حال در ماں میں لکھا ہے جو سعد کو کہتے ہیں ماں۔"[1]

لالہ رخ کے نام خطوط ان مکاتیب میں لالہ رخ سے تعلیمی حالات کے ساتھ ساتھ علی عباس سے متعلق دریافت بیگم اور بچوں کے متعلق کئی گھریلو باتوں کی تفصیل بھی دی گئی ہیں۔ یہ خطوط کا دورانیہ کم و بیش بارہ سال (۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۲ء) پر محیط ہے۔ ان خطوط سے باپ کی بیٹی سے ساتھ شدید وابستگی، شفقت، محبت اور بیٹی کی باپ سے وابستگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شہزادی بیگم، منور رضا، جعفر رضا کے نام خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ علی عباس بچوں کی تعلیم و تربیت پر گہری توجہ مبذول کیے ہوئے ہیں۔ بچے چھوٹے ہیں تو ان کی والدہ کو ہر ایک بیٹے سے متعلق ہدایات دیتے ہیں، بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کی ذہنی مناسبت سے ان سے براہ راست مخاطب ہوتے ہیں۔ لالہ رخ کے نام خطوط کا بیشتر حصہ ان کی تعلیم، دلچسپی اور شخصیت سے متعلق ہے۔

گریجویٹ میں تحریر کردہ خط میں لالہ رخ کی گھر سے جدائی اور تنہائی کا ذکر ہے۔ ... ہوسٹل میں ... تھیں ... ہوسٹل میں قیام تھیں اپنی ... لڑکی کے ساتھ ... کی تعلیم کے حوالے سے ... کا بھی ... تحریر ... بہت ... کا ... عزیمت سے کام لے کر ... کے حالات ... تم خود ... کی ... جب لالہ رخ سے گریجویٹ کے پرچے میں بھی ... تو لکھا ... معصوم ... کہ ...

1. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام جعفر رضا ... ص ۱۹۔
2. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام ... ۸ ... ء

مسرت ہوئی کہ آپ نے انگریزی کے پرچے میں امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ مبارک ہو شہزاد! اگلے مکتوب میں تفصیل کے ساتھ بتانا کہ کمرۂ امتحان میں سوالیہ پرچہ کو پڑھنے اور جواب تحریر کرنے کے لیے کون سی تدابیر اختیار کرنی چاہییں۔

> "پہلے پرچہ غور سے پڑھنا۔ جلد بازی میں پرچہ مشکل محسوس ہوتا ہے۔ دوسرے [illegible] سے انتخاب طے ہو جاتا ہے۔ پھر ہر سوال کا جواب لکھنا [illegible] اچھی طرح [illegible] [illegible] اس [illegible] کا اہتمام [illegible] وقت کا [illegible] ہے [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] Points [illegible] اور [illegible] ذہن میں واضح ہو جاتے ہیں [illegible] [illegible] Points [illegible] [illegible] [illegible] خوشخطی کا [illegible] خیال رکھنا [illegible] [illegible] سوال کا پورے نمبر مل جائیں۔ انگریزی کے پرچے میں Spelling اور Tense کی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔
>
> سب سے آخر میں سب سے ضروری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] Good Luck!

جیسا کہ میں نے رباعی کہا تھا۔ رات کو زیادہ دیر تک —

جو کہا۔ صبح کو جو پرچہ ہوا اس پر ایک دو مصرعے ملا لی۔

بھی کافی ہوتا ہے ۔" [1]

... کی اشاعت پر ... ہوئے ... نظم کی بات ... تمہاری نظم سے اگست (۱۹۸۰ء) کے "محفل" میں چھپ گئی ہے تم ... ہوا ہے بہت خوشی ہوئی۔ [2] ساتھ ہی یہ بھی ... نظمیں ... میں اشاعت کے لیے بھیج دیں گے۔ علی عباس چاہتے تھے کہ ... شعر ... کی ... سے یہ بھی ... رہا ہے ... شاعری سے ساتھ ساتھ ... افسانہ نگاری بھی شروع کر چکی ہیں۔ تمہارے ... سے بعد تمہارے افسانے بھی چھپنا شروع ہو جائیں گے۔" [3]

گورنمنٹ کالج ... میں ... طور پر ... پریشانی ہوئی تو ... کے گلے میں ... Strepsils ... استعمال کرو۔ ... ضروری ہے کہ گلے کا خیال رکھے ... لڑکیوں کو ... گھر میں ... کی توجہ نہیں تھی۔ ... تمہارا ... مروت کا ... متاثر رہیں گی اور تمہارے ... سے ... کی۔" [4]

... کے نام ... خطوط کا اہم پہلو یہ ہے کہ علی عباس جلالپوری کی بیٹی کی تعلیمی، علمی ادبی ... اور اس کی صلاحیت سے ... اس کی امکانی استعداد سے پوری طرح آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس ... ہر عمل میں رجحان ساز عامل کی حیثیت سے ... کار رہا ہے۔

ان خطوط میں کہیں کہیں اہل خانہ اور ان کے ... عزیز و اقارب اور احباب سے متعلق معلومات بھی ... ہو گئی ہیں۔ ... سے نام لکھے گئے خطوط ہیں جن سے خود علی عباس کی زندگی کے ...

1. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام ... جلالپور شریف ضلع جہلم ... ۱۹۸۰ء۔
2. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام ... جلالپور شریف ضلع جہلم ... اگست ۱۹۸۲ء۔
3. ایضاً
4. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام ... جلالپور شریف ضلع جہلم ... ۱۹۸۲ء۔

گوشے بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد لاہور سے اپنے آبائی علاقہ جلال پور شریف گئے تو [illegible] کے نام خط میں تحریر کیا۔

"ہم لوگ بعض کی تحریر و عنایت سے جلال پور شریف پہنچ گئے۔ [illegible] کا انتظام تمہارے بھائی [illegible] نے کیا تھا [illegible] اور [illegible] سے الگ [illegible] کے بعد [illegible] وطن ہوئے ہیں اور تمہاری [illegible] شام کو پہنچ گئے [illegible] قیام یہاں [illegible] کسی چیز کا نقصان نہیں ہوا اس طرح [illegible] مرحلہ بخیر و خوبی طے ہو گیا [illegible] ۳۳ برس کی جلا وطنی کے بعد دوبارہ اپنے آبائی گاؤں آیا۔

چمک رہا ہے خاک جہاں کا خمیر تھا

یہاں کا موسم بہت اچھا [illegible] سخت [illegible] ہے [illegible] ہوا اور صحت بخش [illegible] مجھے [illegible] کا [illegible] وہاں [illegible] محمد منیر [illegible] صاحب اور مجھے جس محبت اور خلوص سے [illegible] رخصت کیا [illegible] اثر [illegible] دوستوں سے بچھڑنے کا صدمہ [illegible] ہے [illegible]

دعاگو"

[illegible] سے [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] بھی [illegible] غالب کی طرح [illegible] صاحب بھی [illegible] کا شکار تھے [illegible] سے [illegible] کا [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] روایتی [illegible] کے ساتھ ہے۔

---

[1] سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام [illegible] جلالپور شریف ضلع جہلم [illegible]

[2] سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام [illegible] جلالپور شریف ضلع جہلم [illegible] ۱۹۸۰ء۔

[illegible] پر ان الفاظ میں [illegible] ہے۔

"[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]"

اے رفیقِ خیر اندیش میں نے عشقِ جاناں میں
[illegible] دیکھ لیا کھویا اس کو دیکھ لیا پایا

[illegible] سید علی عباس جلالپوری کے عشق کی
کا دوسرا نام ہے، جس کا [illegible] صورت میں [illegible] ہو رہا ہے۔

سیّد مراد علی شاہ، بھتیجہ — [illegible] بخاری کے
[illegible] ۱۹۹۰ء کے [illegible]
آپ کا [illegible] ۱۹۹۱ [illegible] ۱۹۹۱ء [illegible] تاریخ
مقرر کی [illegible] سید مراد علی شاہ [illegible]
۱۹۹۱ء کو یہ شادی انجام پائی۔

ادبا و شعرا اور دوست احباب وغیرہ کے نام خطوط

[illegible]

---

1 سید علی عباس [illegible] ۱۰ [illegible] 1989ء

[illegible] ۔ [illegible] ہے چند سوالوں کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ کے [illegible] سید صاحب [illegible] پیغام [illegible] رہے تھے۔ پروفیسر [illegible] اقدار [illegible] کے استفسار پر بتایا کہ [illegible] مکمل [illegible]۔

احمد ندیم قاسمی کے مکتوب میں شائع ہونے والے [illegible] کے تو شعار حکومتی [illegible] کو پسند [illegible] ہیں [illegible] کا انتخاب ان کے [illegible] جس کا [illegible] ہے ۱۹۸۹ء میں تحریر [illegible] حکومت سے [illegible] ایوارڈ [illegible] اپنی کتاب [illegible] وارث شاہ پر "آدم جی ادبی [illegible] سے [illegible] کر چکے تھے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ایوارڈ [illegible] یا [illegible] لکھتے ہیں [illegible] خوشی کی بات ہے کہ [illegible] مستقل [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] کے [illegible] تحریر بھی بہت [illegible] ہے اس لیے سے یہاں درج کرنا مناسب ہوگا۔

> [illegible]
>
> [illegible] سائنس [illegible] حالی [illegible] اور عقلیت کو [illegible] پر قربان کر دیا۔
>
> آج سے تیس برس پہلے میرا ایک مضمون " [illegible] اسلام میں خرد افروزی" شائع ہوا تھا جس میں [illegible] اور عقلیت پسندی کی دعوت دی گئی تھی [illegible] کو پس پشت [illegible] [illegible] کی [illegible] مجلسوں میں [illegible] علوم سے [illegible] [illegible] آج کل [illegible] اور اسلامی سائنس کا [illegible] ہے لیکن کسی اہل علم نے [illegible] اسلامی فلسفہ اور اسلامی سائنس کا مطلب کیا ہے۔ [illegible] [illegible] کے وسیلے سے پامال [illegible] بات یہاں تک پہنچی [illegible] گیا ہے۔

۱۔ علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام [illegible] جلالپور شریف ضلع جہلم [illegible] اگست ۱۹۸۰ء

۲۔ علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام احمد ندیم قاسمی، جہلم [illegible] ۱۹۸۹ء

"مغرب معاش میں ایجادات کرتے ہیں جبکہ ہم نے روحانیت
کے سوال میں زبردست ایجادات کی ہیں۔ یہ بات یک ایسا
شخص ہی کہہ سکتا تھا جو علوم جدیدہ سے بے بہرہ ہو۔ لوگ بڑی
ذوق و شوق کی باتوں سے موت کے گھونٹ پیا جاتے تھے۔
مجھے یہ اطمینان ہوا ہے کہ جتنی بے ہودگیوں سے میری
محنت کو قبول کیا ہے چنانچہ اس کی نئی صورت میں فلسفے کے
حقیقی مفہوم کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک بات خاص طور سے مجھے
بے اطمینان کی ہے کہ بیانات فلسفے کو دیا گیا ہے۔"[۱]

دراصل خرد افروزی کا فلسفہ علی عباس جلالپوری کی پوری فکر کا اصل الاصول ہے۔ وہ عمر بھر کی قیمت پر بھی اس سے دستبردار نہ ہوئے۔

ایک مکتوب میں "فنون" کا تازہ شمارہ وصول ہونے پر احمد ندیم قاسمی کا شکریہ ادا کیا ہے اور اپنے ہاتھوں میں رعشہ کے سبب لکھنے کی معذوری کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ وہ یہ خط بادل نخواستہ لکھ رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ اطلاع بھی دی ہے کہ "روح عصر" پنجاب سروس کمیشن کے امتحان میں کا جواب ہو گئی ہے اور خرد افروزی کے امکانات کی خبر ہے۔[۲]

ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ علی عباس جلالپوری احمد ندیم قاسمی سے اور احمد ندیم قاسمی علی عباس سے ناراض ہیں۔ "آج سے دو سال پہلے مکتوب بھیجا تھا آپ نے پڑھ وعدہ کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کسی دن خود سے ملنے آئیں گے۔"[۳] مگر قاسمی صاحب نے وعدہ کے مطابق نہ تو مکتوب ارسال کیا اور نہ ہی خود ملنے آئے۔ انہیں شکایت ہے کہ اگر مکتوب مل جاتا تو اب تک کتاب کا دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہوتا۔ اب مجھے نئے سرے سے ترتیب دینا پڑے گا۔"[۴] یہ دراصل "اقبال کا علم کلام" کا مسودہ تھا۔ دوسری جانب قاسمی صاحب اس بات پر ناراض ہیں کہ علی عباس نے کاظم (سید محمد کاظم) صاحب سے مسودہ کے حوالے سے

۱۔ سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام احمد ندیم قاسمی، جہلم ۱۳، دسمبر ۱۹۸۹ء

۲۔ سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام احمد ندیم قاسمی، جہلم ۵، جنوری ۱۹۸۹ء

۳۔ سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام احمد ندیم قاسمی، جہلم ۱۳، جون ۱۹۸۲ء

۴۔ ایضاً۔

شکایت کیوں کی۔

اگلے خط سے پتہ چلتا ہے کہ جلالپوری اور قاسمی کے مابین اب شکر رنجی کی کیفیت ختم ہو گئی ہے۔ یہ موقع پر خط میں واضح جملوں کی ایسی ساخت ملتی ہے کہ اس میں جہاں معنی کی سمت آیا ہے۔ سید محمد کاظم صاحب کا خط پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے مچھلی پکڑنے کے کانٹے کے سر کو تعریف و تحسین کا چارہ لگا دیا ہے۔ امید ہے کہ ایک آدھ مچھلی اسے لگ جائے گی اور اس کے شکار میں مچھلی قدر کرنے کا کوئی شاندار عنوان بن جائے گا۔"[1]

سید سبط الحسن ضیغم سے لکھوائے ہوئے اس خط کی پوری عبارت دلنشیں اور خوبصورت ہے۔ خط کے الفاظ کس طرح اپنے اندر کتنی گہرائی سمیٹے ہوئے ہے!

مشتاق احمد مشتاق احمد کے نام لکھے ہوئے چار خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تجسس اور ذہن رسا کے حامل ایک نوجوان تھے جو جلالپوری صاحب کی خرد افروزی کی تحریک سے متاثر ہو کر ان کی کتب پڑھنے کے خواہاں اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ ان کے شعری مجموعہ "دشت وفا" کے بارے میں علی عباس نے ان کو لکھا:

> "دشت وفا" مل گئی ہے۔ میں نے اسے غور سے پڑھا۔
> مجھے حیرت آمیز مسرت ہوئی۔ آپ نے خوش اسلوبی سے
> ساتھ شعور عصر اور اسلوبیت کے بھی ... جو
> کل کے احساس اور ابہام کے زمانے میں بھی ... کے
> لیے خوش بختی کا باعث ہوتے ہیں۔ آج کل شاعری کے میدان
> میں جو ... ہے ... اگر ... اور ... ہے
> ہی ... میں ... ہیں ... عناصر ... ہیں
> ہیں۔ ان حالات میں آپ کا کلام اہل نظر کو متاثر کرے گا جیسا
> کہ آپ ... کی ... ہیں
> ... ہیں آپ کے کلام ...

[1] سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام احمد ندیم قاسمی، جہلم، ۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء۔
[2] سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام سید سبط الحسن ضیغم، جہلم، ۱۰ نومبر ۱۹۸۴ء۔

> جیسے بھی دیکھے جو تھے مجھے اور [illegible] گئے۔ آپ کے کلام
> کے ساتھ تو تعارف نہیں ہو گیا "دشت نوا" میں سے چند ایک
> اشعار مجھے خاص طور پر اچھے لگے۔ ان میں مجھے فکری تازگی اور
> بیان کی شگفتگی کے آثار دکھائی دیے ہیں[1]

متذکرہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ علی عباس جلالپوری کھلے دل کے ساتھ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ مشتاق احمد کی شاعری سے متاثر ہو کر یہاں تک لکھ دیا "میں نے اسے غور سے پڑھا مجھے حیرت آمیز مسرت ہوئی۔" آج اقتباس کی سطر سطر سے پتہ چل رہا ہے کہ مشتاق احمد کی شاعری کی تعریف محض ایک نوجوان کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر نہیں کی۔

زیر نظر اقتباس سے جب شاعری کے حوالے سے خود جلالپوری صاحب کا نقطہ نظر بھی نمایاں ہوا ہے "ترقی پسندی"، "تغزل بیت" "بیان کی شگفتگی" جیسے الفاظ و تراکیب [illegible] تبدیلی سے وابستگی کی حامل فکر کے ساتھ ساتھ خوبصورت بیان میں [illegible] کے بھی قائل رہے۔ جہاں تک "ابہام" کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ معنویت کے مخالف تھے بلکہ دراصل شاعری یا فن میں وہ معنی کی [illegible] داری کے قائل تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ابہام اور آگہی سے عاری تجرید بھی کچھ ہے جو معنی کی پرتیں [illegible] ابلاغ کا راستہ مسدود کر دے۔

مشتاق احمد نے علی عباس کو [illegible] اس پر تبصرہ کرنے کے لیے ایک مضمون بھی ارسال کیا جس کے جواب میں لکھا۔

> "میں نے آپ کا مختصر سا مضمون غور سے پڑھا ہے۔
> آپ سے درست [illegible] کے [illegible] میں [illegible]
> سب سے بڑی بات ہے [illegible] کے [illegible]
> [illegible] آپ [illegible]
> کلام "حسن [illegible]" [illegible] تھی [illegible]
> جو [illegible] آپ شاید واقف نہیں ہیں[2]

---

[1] سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مشتاق احمد، جہلم، [illegible] ۱۹۸۵ء

[2] ایضاً۔

> آج کل تو ایسے خرافات پسند کیے جاتے ہیں کہ اسلام ایک آفاقی
> مذہب ہے اور روح انسانی کی سارے مشکلات کا حل اسی میں لگی
> ہے اہل مغرب نے جو ترقی کی ہے وہ قرآن ہی کا فیضان
> ہے جو نظام پر خدا کا [illegible] لگا دیا جائے تو وہ [illegible] بن جائے گا۔
> وغیرہ وغیرہ۔
>
> اس قسم کی باتوں سے لوگوں نے [illegible] پاکستان [illegible] ہے
> ہیں اور انہیں [illegible] کے [illegible] ہے جس کا نتیجہ
> ہو [illegible] کہ حق کا [illegible] سے [illegible] رہے ہیں۔

ایک خط میں لکھا "ہم جہالت، ریاکاری اور جھوٹ کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہمارا منصب ہے کہ خرد افروزی کی شمع روشن رکھیں۔"[1] مضمون کے مجموعے چھپنے کے بارے میں استفسار کے جواب میں تحریر کیا کہ "جن پرچوں میں یہ [illegible] اس کے ایڈیٹر [illegible] مرحوم کے ساتھ معاملہ ہوا تھا۔ میرے [illegible] ہے تھے [illegible] یہ صاحب فوت ہو گئے اور [illegible] کرنے سے دست کشی کی۔"[2]

مکاتیب آفاقی [illegible] آفاقی کا علی عباس جلالپوری کے بارے میں [illegible] کتاب [illegible] میں شائع ہوا۔ اس میں جو معلومات فراہم کی گئی تھیں ان کا ماخذ "میرے مکاتیب" مطبوعہ [illegible] تھا۔ اس خط میں [illegible] گیا ہے۔ [illegible] کی وجہ تھی [illegible] حافظہ [illegible] صاف نہیں رہی۔ [illegible] کہ [illegible] پڑھنے میں غلطی کی۔ [illegible] علی عباس کی [illegible] کا کام [illegible] نکل [illegible] صاف نہیں رہی [illegible] ہے [illegible] مجھے [illegible] کی [illegible] کی وجہ سے یہ الفاظ [illegible] اس [illegible] حال [illegible] میں [illegible] کیفیت ہے۔

---

1. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مشتاق احمد، جہلم، ۹ نومبر ۱۹۸۵ء۔
2. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مشتاق احمد، جلالپور شریف، ۱۱ فروری ۱۹۸۹ء۔
3. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مکاتیب آفاقی، جہلم، ۲۰ [illegible] ۱۹۹۰ء۔

خط میں مدیر "دانشور" سے ملنے والی کسی معلومات کے حوالے سے علی عباس جلالپوری سے حسد و تشکیکات و تضر بہت بھی دی ہیں۔ مگر اقتدار سے قلبی سوگا کر علی عباس نے کے جذبات پہنچے ہے، یہ وہ تمنا نہیں کرتے۔ جواب میں جلالپوری صاحب کا کہنا ہے کہ "یہ بات" صرف ایک حد تک درست ہے۔" [1] وجدان کے بارے میں ان کا موقف ہے کہ "اپنے اظہار میں عقل وجدان کا محتاج ہے اور عقل خرد کی برتری قائم رہنے کے لیے وجدان کو اپنے مقام پر رکھنا ضروری ہے۔" [2] اس کے ساتھ ساتھ "میرے مکاتیب میں" پر ساجد [illegible] نے غلط فہمی کی نشاندہی کی ہے جس میں سے چند ایک یہ ہیں: گورنمنٹ کالج میں بطور طالب علم ۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۵ء مسٹر Heath کا [illegible] تھے۔ [illegible] سے تعلق اس وقت وہ صاحب "پاکستان ٹائمز" اور "امروز" کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے اقبال سے کہا کہ آپ نے خودی کا فلسفہ شاید [illegible] سے لیا ہے [illegible] تو آپ [illegible] یہ حقیقت ہے "لیکن صریح و معاملہ تھی۔" [3]

ایم۔ سلیم [illegible] سلیم کی کتاب "حدیث فلسفہ" موصول ہونے پر تحریر ہوا۔ اس کتاب کو قابل قدر علمی کاوش قرار دینے کے ساتھ ساتھ فلسفے کے تعلق کے [illegible] سے

> "آپ نے [illegible] کا تقرر [illegible] سے سمجھنے کی کوشش کی ہے [illegible]
> [illegible] میں جب انکشافات ہوتے ہیں [illegible]
> فلسفے کے اصولوں سے [illegible] کے [illegible]
> استفادہ کیا ہے۔" [4]

ضمیمہ: خطوط کا دورانیہ ۸ ستمبر ۱۹۸۵ء تا ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء تک ہے۔ مشتاق احمد [illegible] مکتوب کے ضمن میں راقم الحروف سے بات کی تھی۔ یعنی علی عباس جلالپوری [illegible] موجود [illegible]

---

1. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مشتاق [illegible]، جہلم ۳۰ اپریل ۱۹۹۰ء
2. ایضاً۔
3. ایضاً۔
4. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام ایم۔ سلیم، جہلم [illegible] ۱۹۹۰ء

کرتے تھے۔ وہ ہر طرح کے خطرے کا بھی سامنا کرتے تھے۔ ان خطوط میں بیٹے کو زندگی کی کڑی آزمائشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیتے ہیں۔

> "تمہارا خط دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوا کہ تم [illegible] میں
> اپنی والدہ کی وفات کی وجہ سے کافی [illegible] میں رہی
> بھی تک تازہ [illegible] قدرت نے [illegible]
> آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ ہمت کرو اپنے [illegible]
> [illegible] بھی تمہارے سامنے زندگی کی طویل راہیں پڑی
> ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم ایک دن دوبارہ خوشی سے ہم کنار ہو
> گی [illegible] تمہارے سامنے فخر سے [illegible]
> وہ چہرہ بار بار [illegible] سے محبت [illegible]
> حادثات کا شکار ہے ہر شخص کو کسی نہ کسی صورت میں دوچار
> ہونا پڑتا ہے
> مجھے دیکھو [illegible] موذی مرض میں مبتلا ہوں۔ بیٹے
> مرنے کے قریب [illegible] سوچتا ہوں پھر بھی [illegible]
> کتاب کے چھپنے [illegible] فکر میں [illegible]
> ساتھ انصاف کر سکوں تم بھی [illegible]
> ہمارے مسلک کا شعار [illegible] کے خلاف [illegible]
> کر تم نے [illegible] ہمت اور استقلال کی [illegible]!"[1]

منقولہ بالا اقتباس میں "مسلک" سے مراد ترقی پسندی اور سوشلسٹ انقلاب کے نظریات ہیں جس کی وضاحت [illegible] کے نام خطوط سے [illegible] ہوتی ہے۔

> "مایوس ہونا اور ہمت ہارنا میرے مسلک کے خلاف ہے۔
> آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ جہالت، تعصب اور رجعت پسندی
> کے [illegible] اور ترقی پسندی کی [illegible]
> جاتے ہیں [illegible]"

---

[1] سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام [illegible]، جہلم، ۲۲ جولائی ۱۹۸۶ء۔

> کیوں سوچتی کو ایک انہی عجب الجھن سے بے وقت کر دیا
> جاتا ہے مجھے۔ افسوس ہے جو ہمیں بے پناہ ہے ہاتھ میں رعشہ ہو
> جانے کے باعث میں لکھنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ یہ خط کسی اپنی
> بیٹی عزیزہ سے لکھوا رہا ہوں۔ میں ان ہاتھوں میں جو
> جانے سے پہلے ہم اپنا پیار آپ جیسی وجیہ لڑکیوں اور لڑکوں کو
> دے جائیں گے جو ہمیں کبھی ہر قربانی کے لیے دیں گے۔ آپ
> اس ملک میں [illegible] جنہیں کے لیے ہم لوگ ان کے
> تجزیے سے بچتے رہے ہیں اور خوش کرتے رہے ہیں۔
> اگر کسی کا کوئی بیٹی ہو تو اپنی مرضی سے
> اپنے کی ساتھی کو دے رکھتی ہو تو ہم چلتے اس کی راہ
> رکھتے ہیں [illegible] کی بات کا یقین ہے کہ
> مرنے سے پہلے جو کل ہم آپ لوگ دے جائیں گے اسے
> آپ زندگی بھر زندہ رکھیں گی۔[1]

وہ سید محمد اشرف جیسے آزاد پسندوں کی کتابیں پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ اس سے جاوداں ظہیر اور فیض احمد فیض کی کتب کا مطالعہ کرے گی۔

سائل کا زندگی اور مذہب اور مرد سے متعلق ایک خط میں نہایت سوالات اٹھائے۔ سائل کے ان سے جواب دیتے ہوئے علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں:

> محض سوال کا جواب یاد رکھنا کافی نہیں بلکہ سائل سے بحث کی
> [illegible] وقت کی طلب سے مرتے وقت جو
> وحشت بھی کی بات ہے تو وہ مسلمان مرد اور وحشت زدہ کی
> ہے جو اپنے مخالفت سے انتقامات کرنے والوں سے انتقام
> لینے پر مصر رہتا ہے۔[2]

---

1. علی عباس جلالپوری مکتوب بنام نبیلہ، محررہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۵ء۔
2. علی عباس جلالپوری مکتوب بنام نبیلہ، محررہ ۸ جنوری ۱۹۸۹ء

بعد میں غالب نے بیدل سے اس طرح ترک تعلق کر لیا اور

اردو کی بیسیوں دوسرے لکھاریوں پر بھی سخت تنقید کیا۔[1]

حضرت سید نقوی کے اس انتخاب میں غالب کا مجموعہ دو صد انتخاب عیش ہوا" سے مرتب ہو رہا ہے کہ علی عباس جلالپوری کے مجموعہ دو صد انتخاب کی بہر طور مداح سرور تھے۔ جہاں تک لیلیٰن کی ہجو کی تذلیل کا معاملہ ہے تو اس کو دنیا کا کوئی بھی انقلابی دانشور مستحسن قرار نہیں دے گا۔ بہرحال اہم بات یہ ہے کہ اس ساری تحریر میں ذاتی تعصب کا شائبہ تک نہیں آیا۔

زبیدہ … رابطہ سے مراد صاحب اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی میں پنجابی زبان و ادب کے استاد ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد ہیں۔ پنجابی زبان میں تحریر کردہ اس خط کا آغاز اس طرح ہوا ہے "تہاڈا … سانوں بڑے ودھ چنگے لگدے نیں … تسی … دے … ہے"[2] بعد میں لکھتے ہیں کہ "تسی آؤن توں پہلاں اطلاع کرو تے پنجی سدھ تے کس ویلے آؤ سو۔"[3]

پروفیسر ظفر علی خان علی عباس جلالپوری کے معتقد ساتھی۔ ان کی اہم تحریر کتاب "روایات تمدن قدیم" کی مرتب کتاب پروفیسر ظفر علی خان نے شائع کرائی۔ "مجلس ترقی پسند مصنفین" گوجرانوالہ کے زیر اہتمام علی عباس جلالپوری کے حوالے سے منعقدہ ایک اجلاس میں انہوں نے راقم الحروف کے سوال کے جواب میں جلالپوری صاحب کو علم کا سمندر قرار دیتے ہوئے ان کی زندگی کے کئی پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

پروفیسر ظفر علی خان "اتحاد اساتذہ" رہا میں پورے کالج اساتذہ … کے … میں اور ماہنامہ "اتحاد اساتذہ" کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ ان کے نام یقیناً جلالپوری صاحب نے کئی خطوط تحریر کئے ہوں گے پر پروفیسر اسد سلیم شیخ کے پاس محض ایک ہی خط تھا جسے انہوں نے زیر نظر کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ یہ خط اگرچہ مختصر ہے تاہم اس میں الفاظ کے دروبست سے خوبصورت شائستگی پیدا کر دی ہے۔

"عزیز محترم آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ … کی … ہے

ہوا سے اور … پر سخت چوٹ لگی ہے خدا … صحت دے …"

---

1. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام … جلالپور شریف، جولائی ۱۹۸۹ء۔
2. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام … ستمبر ۱۹۸۵ء۔
3. ایضاً۔

> اگر آپ جیسے بڑی شخصیت کا گھٹن رکی ہو جاتا تو ہی
> افسوس کہ ایسا ہو، میرے جیسے نا کی قسمت کی ہاتھ لگنے سے
> محروم ہو جاتا۔
> ہم سب کی دعا ہے کہ آپ جلد ہی صحت یاب ہو اور مسرت کی
> قید سے رہائی ہو۔[1]

آغا امیر حسین [illegible] ادارہ 'کلاسیک' کے مالک آغا امیر حسین سے علی عباس جلالپوری کی کتاب "تاریخ کا نیا موڑ" شائع کی تھی۔ [illegible] مضامین کی کتاب (غالباً مقامات جلالپوری) شائع کرنے سے انکار کرتے ہوئے ۱۹۸۶ء میں [illegible] علی عباس اس کے رد عمل میں لکھتے ہیں: "آپ نے میرے مضامین [illegible] آپ کی مرضی میں تو ایسی [illegible] [illegible] ہو گئے تھے [illegible] "تاریخ کا نیا موڑ" کا جب دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی باری [illegible] آ کر یہ کہتے ہوئے [illegible] وصیت سے انکار کر دیا۔ جس [illegible] آپ سے میرے مضامین کا مجموعہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہو گئی تھی۔ [illegible] میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اپنی کتابیں خود ہی چھاپوں گا۔"[2]

سید محمد کاظم [illegible] احمد ندیم قاسمی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] قرآن کا عالم الکلام کی کتاب قاسمی صاحب دبا کر بیٹھے ہیں۔ اُنھی کی خط لکھ چکا ہوں [illegible] سے کام لے رہے ہیں۔ جیسے کہ گذشتہ صفحات میں ذکر ہو چکا ہے یہ گلہ کاظم صاحب [illegible] سے قاسمی صاحب تک پہنچا اور موصوف جلالپوری صاحب سے ناراض ہو گئے۔

ان دنوں جلالپوری صاحب قاسمی کی ناراضی [illegible] شدید کرب [illegible] سے دوچار تھے
> آپ کا خط ملا۔ مجھے [illegible] افسوس ہوا [illegible]
> ہوں اور [illegible] آپ [illegible] سے [illegible]
> [illegible] اپنی علالت کے دوران میں [illegible]
> [illegible] [3]

1. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام مظفر علی خان سید، جلالپور شریف، ۲۸ [illegible] ۱۹۸۶ء۔
2. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام آغا امیر حسین، جلالپور شریف، [illegible] ۱۹۸۶ء۔
3. سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام آغا امیر حسین، جہلم، ۵ [illegible] ۱۹۸۶ء۔

مرحلے میں بھی خیال رہا ہو، آپ کہ چھپے ست آگو ثب تر

میں شامل ہو جاؤں یہی کہوں گا بقول ابوذر غفاری،

دنیا کی بیچ سے مجھے اس کا شعور دیا گیا ہے ۱

مکاتیب کے آخر میں فرحت رضا کی یادداشتیں "سید علی عباس جلالپوری میرے استاد" اور پروفیسر محمد رضا کے مضمون "علی عباس جلالپوری ایک مثالی استاد" سے قبل پروفیسر مرزا غلام بخاری کے نام محمد اسلم چیمہ صاحب کا ایک خط مرقومہ ۱۳ نومبر ۲۰۰۸ء درج کیا گیا ہے۔ خط کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف کو سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں ۱۹۷۱ء میں علی عباس جلالپوری کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ خط میں انہوں نے پروفیسر صاحب کو اپنے احساسات میں شریک کرتے ہوئے علی عباس کو ایک حقیقت پسند، باذوق شخصیت، عظیم فلسفی، نقاد، ماہر تعلیم، بے مثل شرنگار، پہلو دار شخصیت، عقلیت پسند، متحمل مزاج، رواداری کا حامل، نابغہ روزگار، مجادلہ نگار، بے باک، دور اندیش، صفت اور روایتی سوچ کا حامل دانشور قرار دیا ہے۔ انہوں نے مذکورہ کالج میں علی عباس جلالپوری کی ریٹائرمنٹ کے موقع پر منعقدہ مشاعرہ کا بھی ذکر کیا ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ سٹیج پر رونق افروز تھے جن صاحبان میں صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، شفیق جونپوری، قیوم نظر، احسان دانش اور عارف عبدالمتین کے علاوہ کئی معروف شعرا بھی موجود تھے۔ سید محمد اسلم چیمہ صاحب شخصیت کا خاکہ رکھتی ہے جو اپنے میں حالی کا رنگ لیے ہوئے ہے، یہ دراصل اقبال شناس ہیں اور یقیناً انہوں نے خوبصورت الفاظ میں علی عباس کے ساتھ اپنا تعلق اور یادوں کے موتی اکٹھے کیے ہیں جو یقیناً علی عباس کے فرمودات پر لکھا گیا مضمون ہے۔ ایک اور محقق خورشید سامنے آتے ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ایک روز وہاں بیٹھے انہوں نے فرمایا کہ

منٹو کی ایک بڑی شخصیت ہے کہ جو ایک سچا تھا

---

۱ سید علی عباس جلالپوری، مکتوب بنام سید محمد کاظم، جلالپور شریف، ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء۔

لکھتے ہیں وہ ایک سطر میں بیان کر دیتے ہیں۔ حیرت تھی کہ
آپ نے تو اس تقریر کو پارہ پارہ کر دیا تھا جو صدر پاکستان
یحییٰ خان نے ریڈیو پاکستان پر نشر کرائی تھی۔ قوم کے
دانشوروں میں آپ کا شمار ہے۔ آپ کو شاعر تصور کرتے ہیں
لیکن یہ شاعر کوئی فلسفی نہیں مانتے۔ معلوم نہیں وہ کون سی
شخصیت ہے۔ میں نے پوچھا تو فرمایا "وہ مولانا ابو الاعلیٰ
مودودی صاحب ہیں۔" اس سے قبل میں مولانا صاحب کو
نہیں جانتا تھا۔ بعد میں ہم نے اچھرہ میں ان کی سوال
وجواب کی محفل میں بھی شرکت کی۔ بلاشبہ مولانا بین
الاقوامی سطح کے عالم ہیں۔"¹

پروفیسر الہ دتہ نے علی عباس کی بات پر حاشیہ میں تبصرہ کرتے ہوئے درست لکھا ہے کہ مذہبی لوگ ابلاغ و ابلاغ سے کام نہیں لیتے جبکہ فلسفی اپنی بات کو بیان کرنے کے لیے تفصیلی گفتگو کا قائل ہوتا ہے۔ علی عباس نے یہ بات طنز کے طور پر کہی تھی جب کہ یہ حضرت اچھرہ جا پہنچے۔ ایک موقع پر سید صاحب علی عباس کے قریبی دوستوں کا کردار ادا نہیں کرتے ہیں۔

"اگر یہ درست ہے کہ آدمی کی محبت شہد کی مکھی کی سی ہوتی ہے
کہ جس میں گلاب یا کوئی خوشبودار پھول نظر آ جاتا ہے۔ اس
سے مستفید ہو کر وہ دوسرا پھول ڈھونڈتا ہے تو پھر بھی بچ کر
اس کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ علی عباس ایک مجذوب مصلح
نہیں ہیں لیکن عورت زندگی میں ایک دو محبت کرتی ہے۔
اس کی محبت شہد کی مکھی کی طرح ہوتی ہے
میں نے سید صاحب کی اس بات کو سمجھا تھا

۱۔ محمد ... کے نام پروفیسر ... مرزا ... کا خط، ضلع گوجرانوالہ، ۳ دسمبر ۲۰۰۸ء۔

میں ہر کہیں کارفرما دیکھا ہے۔ چھوٹی سی مثال سے ایک بڑی
حقیقت کی نشان دہی کرنا شاہ صاحب ہی کا شیوہ تھا۔ یہی
ایک فلسفی کا کمال ہے"1

ایک فلسفی سے کہاں وسیع اور فخیم قسم کی مثال سے ثابت کرنا یقیناً اسلم چیمہ صاحب کا کمال ہے کہ سادگی پہ کون۔ مر جائے اے خدا اگر علی عباس حیات ہوتے تو اس شاگرد رشید کو اپنے مخصوص انداز میں داد دیتے کہ اس نے اپنے استاد کو حقیقی فلسفیانہ مقام دلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ چیمہ صاحب مذکورہ مکتوب کو شامل کتاب کرنے کی منطق راقم الحروف کی فہم سے بالاتر ہے۔

ڈاکٹر طارق جاوید

1۔ محمد اسلم چیمہ، مکتوب بنام پروفیسر [illegible] گوجرانوالہ، 30 نومبر [illegible]

[illegible] لالہ رُخ بخاری

حرفِ آغاز

شام کا وقت تھا۔ ۲۸ رجب کی یاد میں [illegible] صاحبزادہ [illegible] ہوا*

بی بی [illegible] کے دوسرے سال میں قدم رکھ چکے ہیں اور صاحبزادہ [illegible] جو ہم جماعت کے ساتھ ہیں، کے ساتھ بیگم حبیبہ خالد کے یہاں مدعو تھی۔ چند روز قبل میری دوست آنسہ ثروت خالد نے [illegible] تعطیل تھی اور بچوں میں سے دونوں کو ساتھ چلنے پر آمادہ کر لیا۔ صاحبزادے [illegible] جو گھر ٹیوشن پڑھنے آتے ہیں [illegible] اور صاحبزادہ [illegible] پر "Soft Solution" سے [illegible] گھر لوٹے [illegible] 6 30 بجے گھر سے [illegible] گاڑی چلاتے ہوئے اپنے تئیں میں بڑا سادہ محسوس ہو رہا تھا مگر یہ چھوٹے موٹے مسائل تو میری زندگی کا لازم ہیں۔ بیگم حبیبہ خالد کے [illegible] میں خوب رونق تھی۔ [illegible] خواتین و حضرات کی آمد و رفت جاری تھی۔ لوگ آتے [illegible] اور رخصت ہو جاتے [illegible] منظر میں [illegible] گفتگو اور مجلس کی تکلف [illegible] بھی شامل تھی۔ بیگم حبیبہ خالد [illegible] تھیں بیگم نصرت [illegible] جب [illegible] کا وقت آیا گیا تو [illegible] کے ہاتھوں بیگم [illegible] نے [illegible] ان کی [illegible] بیگم حبیبہ خالد کے آنچل نے بہت محبت سے [illegible] بیگم حبیبہ خالد [illegible] عقیدت آمیز [illegible] خوش [illegible] چوکیوں پر انواع و اقسام کے [illegible] سجے ہوئے تھے۔ [illegible] پیش کرنے میں پیش پیش تھے [illegible] کے بعد میری پشت کے بائیں کندھے کے قریب [illegible] میں نے پلیٹ پر [illegible] لے [illegible] تکلیف کی حالت میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

برداشت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ میں اگر تکلیف کی حالت میں بھی چڑ سے بچتی اور برداشت کر لیا کرتی تھی۔

[illegible] میرا صبر اور برداشت کا امتحان مقصود تھا۔ جس آخیر [illegible] صدمے سے دو چار ہوئی اور افسوس میں پھیل گیا۔ عمر بھر کے لیے یوں لگا جیسے عمر کا تمام حصہ [illegible] ہو کر رہ گیا ہے۔ میں تو بہادو دوست نے [illegible] معدوم ہو گئے۔ میں [illegible] پیدا اور کی ہوتا ہے جیسے پر [illegible] ختم کیا ہمیں کا موسم تھا سب لوگ [illegible] اور گھر کے ایک بچے [illegible] علی سے کہا کہ میری گاڑی نکال دیں گے کہ میری گاڑی کے پیچھے تھیں گاڑیاں کھڑی تھیں۔ [illegible] علی سے گاڑی نکالی تو میں بچوں کو لے کر گھر آ گئی۔ صاحبزادہ [illegible] ہو سے باہر [illegible] کو کہا۔ بیٹے سے تسلی دی [illegible] آپ بہت کام کرتی ہیں۔ خود اپنا چیک اپ کروائیں۔ صحت کا خیال رکھیں۔ ابھی تو آپ نے [illegible] بھی لکھنا ہے۔" یہ سن کر مجھے جیسے [illegible] کا [illegible] ہو گئی اور وقت [illegible] ہو جائے گا اور میرے کام سے لیے میرے کام ادھورے رہ جائیں گے۔ [illegible] رشتہ داروں کی باتیں سوچ رہی ہوں — ان کے خطوط [illegible] پڑی ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں ان کے خطوط کو ترتیب دوں اور [illegible] اشاعت کے لیے مجموعہ [illegible] میں [illegible] ڈاکٹر [illegible] جو [illegible] بھی شامل ہے اور اشاعت بھی انہیں [illegible] رہی ہوں کہ [illegible] جلالپوری لکھتے ہے علم [illegible] سے محبت [illegible] عقیدت [illegible] اور [illegible] صاحب [illegible] پہلو کے ساتھ [illegible] حالت میں ہیں [illegible] اور [illegible] کا [illegible] خوش ہیں بے انتہا [illegible] کا [illegible] ہو گئی۔

[illegible] کراچی کا [illegible] دولت [illegible] خطوط [illegible] کی [illegible] تھی۔ [illegible] موصول ہونے سے [illegible] خطوط کے جوابات بھی [illegible] سے [illegible] رہتے تھے۔ [illegible] جلالی کی [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] حالت تھی۔ [illegible] کرواتے کرتے۔ [illegible] عبارت میں [illegible] اور [illegible] مسودے [illegible] شدہ تحریریں [illegible] اضافات [illegible] کراچی سے [illegible] خطوط [illegible] محفوظ تھے [illegible] کے خطوط بھی میرے پاس [illegible] اشاعت کا اہتمام کروں۔ میں [illegible] حیثیت ایک [illegible] سید علی عباس جلالپوری پاکستان [illegible] میں فلسفی اور دانش [illegible] اعلیٰ

اسلامی تعلیمات کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا۔ یہ ادب ہی سے تحقیق کی اور علم کو پسند کیا، ریاضت مسلسل میں جدید علمی
علم اور فلسفہ۔ فکر کی زرخیزی نے بے پناہ وسعت لی۔ کسی مجموعے کو بھی نہیں کیا۔ تردست میں مطالعہ کی
عادت ان سے مجھے ورثے میں ملی۔ بچپن ہی سے شغف رہا۔ حصول علم کا شوق ہر وقت فلسفے، علم اخلاق میں گہری دلچسپی
معلوم ہوتا تھا۔ ٹیوشن پڑھانا معیوب معلوم ہوتا تھا۔ میری ایک استانی تھیں جو پنجاب سے بی اے
تھیں۔ ان کے شوہر لیکچرار تھے۔ وہ بیوی کو طعنہ دیا کرتے کہ تم معمولی استانی ہو۔ میرے علم کی
دولت کو کیا جانو۔ میری استانی جو کہ ادبی ذوق کی بھی تھیں، بی اے پرائیویٹ طور پر پاس کر کے
بی ایڈ کا امتحان دیا۔ ایم اے کر کے گورنمنٹ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر تھے۔ میری استانی کو بی اے
کے دوران اسباق میں دقت محسوس ہوئی تو وہ والد صاحب سے پڑھنے تشریف لائیں۔ باتوں باتوں میں مدعا
بیان کیا۔ "مجھے سبق پڑھا دیجیے۔" والد صاحب نے ہامی بھر لی اور دریافت کیا کہ "فیس کتنی دیں گی؟"
دیا "فیس دے کر پڑھنا مقصود ہے تو مجھے دو روپے ماہوار دے دیں گی۔" میں ایک گھنٹہ بھر
روزانہ پڑھاؤں گا مگر فیس نہیں لوں گا۔ استانی صاحبہ نے کل شکریہ ادا کیا اور ان کا
سب خرچ کا تذکرہ والد کی خدمت میں کیا۔ میں نے کہا۔ آپ سرکار سے بھی تنخواہ لے کر تعلیم
دیتے ہیں۔ والد نے کہا وہ خدمت ہے۔ سرکار تنخواہ دیتی ہے۔ طالب علم کو یوں پڑھانا چاہیے کہ وہ ٹیوشن
کی حاجت محسوس ہی نہ کریں۔ میں تمہیں افلاطون کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک دن ایک شخص نے
افلاطون سے پاس کا سوال پوچھا۔ افلاطون نے اسے سمجھا دیا۔ اس شخص نے پوچھا، اس کا کیا فائدہ
ہے؟" افلاطون نے اس شخص کو دو سکے دیے اور کہا۔ یہ ایک سوال سیکھنے کا فائدہ وصول کر لو۔ فائدہ
مند ہے یہ علم کہ علم کو منفعت کے لیے حاصل کرنا، اس علم کو ادنیٰ سطح
لے جاتا ہے۔"

اس دور میں جن استادوں سے میں نے پڑھا، ان میں سے بعض کی یاد اب بھی ہے۔ والد گرامی
کے ایک ریاضی کے استاد کا ذکر اکثر کرتے تھے۔ ایک سرکاری دفتر میں اعلیٰ عہدے پر فائز
رہے۔ ان کی ریاضی میں بے پناہ دسترس تھی۔ میں جب بھی ان سے ملتا وہ مجھ سے سوال پوچھتے
لگ جاتے۔ کبھی کبھی وہ ایسے سوال پوچھ لیتے کہ میں سوچ میں پڑ جاتا۔
اس زمانے میں آہستہ آہستہ میرا دل بھی مطالعے میں لگ گیا اور میں بہت سا وقت کتب خانے میں گزارنے لگا۔
ہم بہن بھائی کتب بینی میں مستغرق رہتے۔ گھر میں کتابوں کا ہجوم رہتا۔ ایسے ماحول میں والد گرامی
کی شفقت و محبت کا ذکر نہ کرنا ناانصافی ہو گی۔

جب وہ کسی کتاب کی تالیف میں مصروف ہوتے تو شب دیر دیر تک ان کے دفتر میں کام کرتے رہتے۔ ایک شب میری آنکھ کھلی تو کمرے میں روشنی تھی۔ رات کے ۱۱ بجے تھے پتہ چلا کہ آپ ابھی تک بیٹھے لکھ رہے ہیں سب کی روشنی میں ان کا چہرہ تھا۔ میں نے خود کو ان کے پاس جانے سے روکا اور اسی وقت کاغذ قلم کا آہنگ میرا کانوں میں گونجتا رہا۔ میں دل میں سوچ رہی تھی معلوم نہیں کیوں پھیلیں گے آنسو ہو جاتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ادب اور فلسفہ کی تحقیق سے حاصل کیا ہے تو کہنے لگے میں یہ کام صرف خدا کی رضا کے لیے کرتا ہوں۔ والد کا ایک شعر ہے علامت ہے آپ کی نظم کا مصرعہ ہے۔ تخصیص رہ روِ شوق کے لیے ہے۔ عاشق کو توقع کرنا جنتوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔"

ان کے پاس ہمارے لیے بہت کم وقت ہوتا تھا۔ والد کی کتابیں پڑھنا، ان کا شغف تھا اور کبھی کبھی ہم سے بھی بات کرتے۔ ایک بار میں نے پوچھا کہ آپ کو ان کتابوں میں کیا ملتا ہے تو کہنے لگے "مجھ میں تو جو خلش ہے وہ مرتب کرنے کا نتیجہ ہے تو اپنی رائے کو کیوں درست سمجھوں۔"

میں نے شعور کو سمجھا تو میرا خوف ختم ہو گیا۔ ان کا تصور بہت وقت ان سے ملنے کا تھا۔ ایک بار کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں تو کہا "علم کی کوشش اور تحقیق میں کیوں پڑنا چاہیے کیوں کہ فلسفی دنیاداری سے دور ہو جاتا ہے۔"

ایک دن وہ بولے میں نے کبھی کسی کی بات نہیں مانی، یہ حقیقت ہے کہ میں ہر بات کو دلیل سے پرکھتا ہوں۔ آپ کی صورت حال کا منظر آنکھوں میں پھرتا ہے تو ان کی مسکراہٹ سے ایک حیرت کی سی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

اور دوست کہتے ہیں اپنی سادہ خوشی سے آپ کی راہ نہ روکو۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں ہم تو ان کی تحقیقات کو پڑھ کر ہی آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ معلوم نہیں کیوں انہیں یہ پتا کہ میں اپنی تحقیقات سے ہر گز ان مقاصد کا دعویٰ نہیں کرتا۔ ان صاحب اور ان کے احباب کی بات درست جانتے ہیں کہ ایک طالب علم بھی سچ شعار روایات سے دور رہ کر ایسے حالات پیدا کرتا ہے۔ آنکھوں والے جرأت کی ارتقا پذیر گی کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

ان کے خطوط کا دریافت ہونا قدرت کی عنایت ہے مجھے ان کی باتیں سب یاد ہیں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اب یاد دہانی کو چھپانے کی ترتیب دیتے ہوئے کچھ ان کی روح کی تسکین کے لیے چاہیے۔ ان کی یادوں کی شکل میں مکاتیب جو ان میں محفوظ کا خط ہو گیا، ان خطوں میں زیادہ شکوہ ہے۔ ان میں زیادہ خطوط ان نوعیت کے ہیں جو بیگم اور بچوں سے نام دوستوں کے نام چھپے ہوئے تمام بال

[illegible] بھی۔ رسالگی میں وہ سب میں [illegible] نسب سے۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی جا کر [illegible] نے [illegible] کو ترتیب دی تھی۔ امی جان کا تعارف بھی ضروری ہے۔ میرے نانا جان اشرف [illegible] ہی سے خاص طور پر [illegible] تھے۔ چونکہ زمینداری تھی گھر والے سب مزارعین یا چاکروں کے پیر تھے۔ ایک [illegible] کے شوق کی عکاسی تھی۔ میرے دادا جان کے ننھیال سید ہی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور میری [illegible] سے مختلف تھیں۔ دادا جان کے سوتیلے بھائیوں سے ان کی [illegible] گھرانے کی [illegible] چھوڑ دی اور پھر جہاں بھی سلسلہ [illegible] شروع ہوتا ـــــ وہاں [illegible] گزاری جاتی تھی جو والد کی [illegible] کرتی دولت سے بہتر ہو جاتی۔ میرے دادا جان تو کب کی وفات پا گئے تھے جب ابا جان [illegible] میں [illegible] مقیم تھے۔ دادی جان افضل بیگم سے محبت [illegible]۔ چنانچہ دادی جان نے ابا جان کا رشتہ اپنے [illegible] میں طے کر دیا۔ حسب روایت [illegible] بھی رشتہ ختم کرانے کی سازشیں ہوئیں لیکن میرے نانا جان [illegible] سے [illegible] چکے تھے ([illegible] کر چکے تھے کہ [illegible] بیٹھے ہیں کہ ان کی [illegible] میں [illegible] رہیں گے [illegible] تھیں) اب سے [illegible] قدر و قامت سے واقف ہو چکے تھے [illegible] قامت [illegible] پسند کر چکے تھے۔ چنانچہ جو منظور [illegible] تھا ہو کر رہا اور ان کی [illegible] ہو گئی۔ [illegible] کے یہاں [illegible] پہلے ان کے [illegible] علی [illegible] طالب [illegible] سے [illegible] "کاش [illegible] سے پہلے [illegible] میں [illegible] جاتی۔" میں نے ایک بار [illegible] سے پوچھا "کیا آپ نے ابا جان کو شادی سے پہلے دیکھا تھا؟"

امی جان نے [illegible] بات میں جواب دیا [illegible] کی وجہ سے [illegible] "[illegible] شریف سے چند [illegible] چھوڑ کر [illegible] آپ کے یہاں مقیم تھیں، [illegible] بھی [illegible] تھے۔ ایک [illegible] کے پیچھے [illegible] میں [illegible]۔ کسی کتاب کے مطالعے میں منہمک ـــــ مجھے یوں لگا جیسے کتاب اور [illegible] ـــــ وہ کوئی [illegible] کی مانند تھے ـــــ جب [illegible] تو میں نے اپنی قسمت پر رشک کیا۔"

جب [illegible] میں [illegible] ہوتی تو میں انہیں [illegible] کے لیے کہتی "[illegible]" تو ان کے چہرے [illegible] تھا۔ امی جان نظمیں بھی کہتیں [illegible]۔ انہیں کتب بینی کا از حد شوق تھا۔ ہر [illegible] کتب [illegible] پی ٹی وی سے آنے والا [illegible] ڈرامہ [illegible] جن میں [illegible] اشفاق احمد کے ڈرامے "ایک محبت سو افسانے" وغیرہ [illegible] تھے۔ 9.00 بجے [illegible] ساتھ [illegible] بھی کرتیں۔ میاں بیوی [illegible] [illegible] وقت [illegible] محسوس ہوتے ـــــ ابا جان [illegible] کے اوصاف [illegible] سے [illegible]

... اور مروت رکھتے تھے۔ امی جان ... کے خیالات ... [illegible]
دوران میں ... ابی جان کا موقف ... [illegible]
... [illegible] ... بھی تھیں ... [illegible]
درجہ حرارت ... 45 ڈگری تک ... گرمی کی شدت عروج پر تھی۔
ہم سب ... میں تھے۔ ابی جان ... [illegible]
طبیب ... ڈاکٹر صاحب سے ... اور والد صاحب کو ... [illegible]
... کے بارے میں ... [illegible]
رات ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] ... اس وقت ... [illegible]
... [illegible] ... ‘‘ ... ’’

... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]

[illegible] ان کا ہمیشہ سے ارادہ [illegible] جالندھر شریف اپنے آخری ایام [illegible] میں گے [illegible]
[illegible] کی جان [illegible] زندگی [illegible] امی جان ننھیال کی بہت تھیں [illegible] ہوئے
[illegible] کیا کرتی تھیں۔ ایک بار ایک خاتون نے انہیں بتایا کہ ان کے شوہر گھریلو کاموں میں بہت
[illegible] دیتے ہیں ان کو کاموں میں بہت آرام رہتا ہے۔ امی جان کے چہرے پر تمسخر جھلکا۔ انہوں
نے [illegible] میں کہا [illegible] عورتوں کی طرح کام کریں۔ مجھے پسند نہیں۔ میرے شوہر جب صاف
[illegible] پوشاک میں اپنی کرسی میز پر بیٹھے لکھ رہے ہوتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ امی جان کی ہمیشہ
[illegible] کوشش ہوتی [illegible] ہونے [illegible] شاید [illegible] مکمل [illegible] بھائی [illegible]
[illegible] خدمت گار موجود [illegible] امی جان کو کبھی اس کا کام پسند نہ آتا تو [illegible] لوگ
[illegible] کہتے تو امی جان کہتیں آپ انہیں بگاڑ دیتے
[illegible] کبھی کبھی [illegible] مجھے کہتے [illegible] اور تمہاری ماں انہیں [illegible] پڑی رہتی
[illegible] محنتی خاتون تھیں کبھی ملازم [illegible] گھر پر نہ ہوتے گاؤں چلے گئے ہوتے تو امی
[illegible] گھر کا [illegible] کیا کرتی تھیں۔ [illegible] دوستوں کی دعوت میں [illegible] کھانے خود ہی
[illegible] حلوہ ان کے دوستوں کو بہت پسند [illegible] سردیوں میں [illegible] تمام [illegible] اور
[illegible] آتا ہے۔ نفاست [illegible] میں [illegible] تھیں۔ گاؤں
[illegible] مشہور [illegible] شادی [illegible] خوشبو [illegible] ہے۔ کھانے میں [illegible] پسند
[illegible] کھایا [illegible] تھی۔ شادی کے بعد میں [illegible] تو ہمیں
[illegible] گاؤں [illegible] کا [illegible]
[illegible] محنت [illegible] ماں باپ [illegible]
[illegible] کوشش [illegible] شوہر [illegible] سسرال [illegible]
[illegible] بیٹیاں [illegible] ماں باپ [illegible] کے بعد [illegible] میں [illegible] تب
[illegible] آنکھوں سے [illegible] اور [illegible] میں
[illegible] ہیں۔ میں اپنے [illegible] تھیں
[illegible] ہوں [illegible] دیکھ [illegible] گاؤں [illegible] اوقات
[illegible] خوشبو [illegible] تھیں
[illegible] کوئی [illegible] میں [illegible] صورت نصیب ہوئی

ہے۔ وہ جس کس میں ہے سو حاضر ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں ابی جان کا اپنے نام ایک خط تحریر کرنا چاہتی ہوں تاکہ آپ کی شخصیت بھی متعارف ہو سکے۔ یہ خط میری شادی کے بعد انہوں نے تحریر کیا تھا جب انہیں چھاؤنی میں بنے والی کوٹھی کے چیک اپ کے لیے راولپنڈی (میری بڑی بہن گل شگفتہ بھی ان دنوں راولپنڈی ہی میں مقیم تھیں) جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمیں ڈر تھا کہ کہیں یہ سفر ہے جو۔ چنانچہ خط کا انتظار رہتا۔ جلد ہی ان کا خط موصول ہوا۔ ان دنوں میری ملازمت لاہور میں تھی۔ موبائل فون متعارف نہ تھا اور آفس فون استعمال کرنا بھی منع تھا سو خطوط پر گزارا ہوتے۔

لالہ رخ بخاری

[illegible] ۱۹۹۲ء

[illegible]

[illegible]

السلام علیکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی لڑھتا ہے مگر ہنستی رہتی ہے۔ راشو خوش ہے۔ رسالہ ختم ہونے کے بعد علی کی تحریر ڈال
دی ہے۔ پنڈی میں [illegible] بہت خوش تھی تم کو یاد کرتی تھی کہ میں نے یہاں سیر و سیاحت کے لیے
اسے دعوت دی تھی وہ آئی ہی نہیں [illegible] تم کو بہت یاد کرتی تھی اس کی بہن بھی وہاں ہی ہے۔ [illegible]
تو تمہیں [illegible] ہو رہی ہے۔ مبارک کہتی تھی اور سلام کہتی تھی۔ اب میں پھر ۱۹ کو شاید پنڈی جاؤں بچے گھر میں
تھک ہیں تو [illegible] چپ چاپ ہے۔ طوطا بھی [illegible] کو پکارتا رہتا ہے۔ کل کا مکان ڈھولک [illegible] میں ہے
جہاں لگے لیے جاتے ہیں ساتھ ہی فوجیوں کی وردی تیار کرنے کی فیکٹری ہے۔ بہرحال تم کو جب چاہا ہوا
تو جلد سے پورا [illegible] اور میرے [illegible] دودھ و فروٹ کی ضرورت نہیں انڈہ ختم کرے گا۔ ہاں تم سے
کہتی ہے کہ پانی پیتی ہوں [illegible] پانی پینے کا یہ مطلب نہیں کہ غذا ہی چھوڑ دو۔ کبھی کبھار جو طبیعت میں
بوجھل ہو یا گرمی محسوس ہو تو "پیروڈول" ایک آدھ پی لیا۔ ہاں اگر کوئی دوسرا مسئلہ ہے تو بھی
ڈاکٹر سے حل کر غذا کا پورا خیال رکھنا۔ غذا چھوڑنے سے تو کمزوری ہو جاتی ہے جو نقصان دہ ہوتی ہے۔
بہرحال اپنی صحت کا پورا خیال بہت ضروری ہے۔ اپنے معاملے میں تم کو تاکید کرتی رہتی ہوں۔ فکر نہ کرو اللہ
مالک ہے۔ سب گھر والوں کو درجہ بدرجہ سلام پیار تمہارے ابا جی سے دعا پیار راشو کا سلام

تمہاری امی

میری بیوی [illegible] سے بصرہ کا آپریشن کروایا اور جن کی ہمت و برداشت سے یہ تکلیف دہ مراحل طے
ہوئے۔ یہ [illegible] کا حوصلہ تھا کہ جنہوں نے ایک مسلسل [illegible] تحقیق دانشور کے ساتھ عمر بتا دی۔
بہت سے معاملات میں والد کی نہیں مانتے تھے مگر اختلاف رائے کی آزادی سے معاملات بگڑ
بھی جاتے۔ [illegible] 8 جون 1953 [illegible] جب ابا
وہاں بحیثیت مدرس [illegible] تھے تو ساتھ امتحان بھی دے رہے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈیئر بیگم!

مجھے بہت مصروف رکھے ہوا تھا۔ امتحان کے دوران میں تو سر کھجانے کا موقع نہیں ملتا۔ اور یہ امتحان بھی بڑے بے ڈھب قسم کا تھا۔ اس سال تین پرچے ہوئے ہیں اگلے سال چار پرچے ہوں گے۔ امید ہے اس حصہ میں کامیابی ہوگی۔ پرچے اچھے ہو گئے ہیں۔ خورشید[1] آپا سے بھی ملاقات ہوئی مگر میں نے اُن سے امتحان کا ذکر نہیں کیا۔ اُن کا تبادلہ گجرات ہو چکا ہے اور وہ لاہور چھوڑنے کے لیے بالکل تیار بیٹھے تھے۔ ممکن ہے اب تک گجرات پہنچ گئے ہوں۔ وہ سب لوگ بخیریت تھے۔ لاہور کی شدید گرمی سے میری طبیعت ناساز ہو گئی تھی۔ الحمدللہ اب آرام ہے۔

ہمیں عید کی صرف تین چھٹیاں ہوں گی۔ دو دن صرف آمد و رفت کے لیے چاہئیں اس لیے میں نے عید پر جلالپور جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ سوائے گرمی کی شدت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ تبادلے کے احکام کا ابھی تک انتظار ہے۔ ممکن ہے عید کے بعد موصول ہوں۔ لاہور میں ترقی کے لیے میں نے کوشش کی تھی۔ حسنات[2] صاحب دلچسپی لے رہے ہیں۔ انشاءاللہ کچھ نہ کچھ بہتری کی صورت ہو ہی جائے گی۔ گرما کی تعطیلات میں پھر وہاں ہو جاؤں گا۔

اپنی صحت سے بالتفصیل مطلع کرنا۔ امید ہے کہ عزیزی حامد[3] اور عزیزہ شہناز[3] بخیر و عافیت ہوں گے۔ عید پر بچوں (حامد، شہناز، کبیر، [illegible]) کو ایک ایک روپیہ اور روٹی دینا۔ امید ہے کہ بچے سب خوش ہوں گے۔ [illegible] کو اپنے پاس رکھنا اور مسرور رکھا کرو۔ ڈاک سے خیریت کا خط آیا تھا۔

علی عباس

1. خورشید آپا علی عباس کی بڑی بہن تھیں۔
2. حسنات صاحب لاہور میں محکمہ تعلیم کے افسر تعلقات تھے۔ [illegible] تھے۔
3. عزیزی حامد صاحب [illegible] علی عباس کی [illegible]

۲۴ جون ۵۲ء

گورنمنٹ ہائی سکول چکوال

ڈیئر بیگم!

تمہارا خط ملا۔ میں نے کل اس سکول میں چارج لے لیا ہے۔ عزیز اختر[1] کامیاب ہوا ہے مگر کالج بند ہو چکا ہے۔ اس لیے گرما کی تعطیل کے بعد داخل ہو سکے گا۔ بہتر ہے تم جلدی جلالپور شریف لوٹ جاؤ اور وہیں مستقل اقامت اختیار کرو۔ بالفعل میں ایک دوست کے پاس مقیم ہوں۔ چھٹیوں کے دوران میں مکان تلاش کریں گے۔ خان صاحب[2] قبلہ کو سلام علیکم۔ آپا جی[3] اور اجمل[4] صاحب کو سلام مسنون۔ نمی اور حامد سلمہ کو دعوات۔

خیر طلب

ع ع

---

1. عزیز اختر: پھوپھی جان زہرا کے بڑے بیٹے جو والد کی وفات کے بعد ننھیال میں پلے بڑھے۔
2. اشرف خان: میرے نانا جان
3. آپا جی: امی جان کی بڑی بہن حمیدہ بیگم
4. امی جان کے ماموں زاد بھائی اجمل

دراصل نانا جی جان کی اکلوتی بیٹی تھیں اس لیے ننھیال ہی امی جان کا میکہ تھا۔

۱۹۵۳ء

ڈیئر بیگم

آج تمہارا تار ملا۔ لاہور میں موجود نہیں تھی اس لیے میں کنگ چلا آیا۔ ویسے بھی آنا تھا۔ مس نے شاید سے بے بے جی کے تیمار حاصل کرنے کا موقع جلدی مل گیا۔ اُن کی طبیعت علیل رہی ہے۔ سب کی رعب و نقاہت بدستور ہے۔ اس حالت میں بھی بدستور بھاگے جا رہی ہیں۔ تار دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ خط لکھ دینا تھا۔ بے جی نے محسوس کیا ہے کہ ہمارے ہاں تمہارا دو چار دن کا قیام بھی تمہاری تعلق کو دور کر دیتا ہے۔ اس سے مجھے اچھی خاصی ندامت ہوئی۔ بعض دوسرے معاملات کے لیے بھی یہاں دو چار دن رہنا ضروری تھا۔ ان امور سے فارغ ہو کر ہفتہ عشرہ تک انشاء اللہ جلالپور پہنچ جاؤں گا۔ بشیر[۳] یہاں سے چلی گئی ہے۔ بھینس دودھ سے "تنوئی" ہوئی ہے۔ بے بے جی کا خیال ہے کہ تب نے حامد کو ہفتہ عشرہ کے لیے یہاں رکھا جائے۔ ٹھنڈے پانی کی فراوانی ہے سایہ ہے آب و ہوا بھی خوشگوار ہے۔ وہ کہتے ہیں منگی[۴] کو دیکھنے کا شوق بھی ہے۔ بہرحال وہاں پہنچ کر پروگرام بنائیں گے گھبرانا مت۔ میں عنقریب پہنچ جاؤں گا۔ عزیزاں کو دعوات۔ بے بے جی کی طرف سے دعوات۔ جواب جلد دینا۔

علی عباس

۱۔ [illegible] جلالپور جٹاں کے نواحی گاؤں ... کے ماموں ... کی وجہ سے اپنی جائیداد ... جلالپور جٹاں ... گئے ... گزاری تھی۔

۲۔ ... بے بے جی ... کی والدہ فضل بیگم ... بہت ... تھیں۔

۳۔ ... خاندان سے عقیدت اور رشتہ تھا ... اصل نام ... تھا۔

۴۔ علی ... کی بڑی بہن ... تھے۔

ڈیئر شہزادی

میں نے یہاں پہنچ کر ایک خط بھیجا تھا۔ اس میں دس روپے کا ایک نوٹ بھی ملفوف تھا۔ اسے بیگم حسو[1] کی معرفت سکھی بھیجا گیا۔ اس کے جواب کا بے حد انتظار ہے۔ تم مجھ سے خفا تو نہیں ہو کہ جلدی خط کا جواب نہیں دیتی ہو۔ یہ فروگذاشت خود تم سے ہو رہی ہے۔ اب جب کہ تم اکیلی ہو مجھے تمہارا اور بچوں کا بے حد فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا سابقہ خط کہیں ضائع نہ ہو گیا ہو۔ لفافہ ساتھ بھیج رہا ہوں۔ ابھی ڈاک سے اپنے مفصل حالات و کیفیات سے مطلع کرنا اور بچوں کی صحت کی خیریت دینا۔ اعجاز[2] مجھ سے دو کتابیں مستعار لے گیا تھا۔ وہ بھی منگا لینا۔ وہ سب دروں سے لے آئے گی۔ عزیز اختر جلالپور پہنچا ہے کہ نہیں؟ عزیزہ حامد صاحب اور عزیزہ شہناز صاحب کو دعوات۔

خیر طلب

عباس

۱۔ گاؤں کا فرد

۲۔ لاہیاں کا ایک کزن

۳۔ گھریلو ملازمہ

ڈیئر شمیم ودی

تمہاری چٹھی ملی۔ میں نے تمہارے مراسلہ کا مفصل جواب لکھا تھا معلوم ہوتا ہے تمہیں وہ خط ابھی تک نہیں ملا۔ میرا خیال ہے کسی کو اس روپے کا [illegible] اب اس سے [illegible] اور اب وہ میرے ایک خط میں [illegible] تلاش کرتا ہے [illegible] جلدی [illegible] اس کے ہاں رہنے سے مجھے بھی اطمینان میسر تھا۔ [illegible] اس سال [illegible] جھگڑا [illegible] [illegible] کا بھی ٹھیک حصہ کیا [illegible] میں شاہ صاحب [illegible] تقسیم [illegible] ختم کر دوں گا تم بے شک ان لوگوں [illegible] تقسیم کرا لیں گے [illegible] کے اس جھگڑے کو ختم کر دیں گے۔

[illegible] کی علالت کی خبر سے تشویش ہوئی تم [illegible] کراچی کے [illegible] اس سے مجھے حسرت [illegible] ہوتا ہے جو ایک طبیعت [illegible] کام [illegible] اور [illegible] صحت [illegible] کی سخت ضرورت ہوتی ہے [illegible] ٹریننگ [illegible] میں [illegible] ٹریننگ [illegible] کی [illegible] تعلیم [illegible] کا تصور [illegible] 26 مئی [illegible] 30 مئی [illegible] ہمیں [illegible] کی طرف سے صرف اتنی ہی اجازت ملی ہے کہ [illegible] شریک [illegible] کی کوشش کروں گا [illegible] موصول نہیں [illegible] اسکول [illegible] کی کوشش کا بھی [illegible] ہے۔

خط لکھ کر پوسٹ کر دینا۔ مجھے مل جائے گا۔ میں ان شاء اللہ ۲۳ مئی کو لاہور چلا جاؤں گا اور ۳۱ کو واپس آ جاؤں گا۔ مجھے والیوں سے رواداری کا برتاؤ کرنا۔ آج کل زمانہ بڑا نازک ہو گیا ہے۔ دیکھتے دیکھتے لوگوں کے خیالات اور طرزِ عمل میں انقلاب آ گیا ہے۔ اب کوئی تحکم یا سختی برداشت نہیں کرتا۔ گزارہ جبھی ہوتا ہے اگر آدمی کسی کے ساتھ مخلصانہ ہمدردی کرے اور اس کے غموں میں شریک ہو۔ کوئی جیسے پڑھنے کا چھوٹا موٹا کام کر دیا کرو۔ اس سے عورتیں تمہاری مطیع رہیں گی۔

دارین[1] اب بھی تک کیوں جلالپور نہیں پہنچے۔ کیا اب مکمل طور پر ترک وطن کر دیا ہے۔ ان ایام میں تو وہ ہمیشہ آ کر اپنا حصہ لیا کرتے تھے۔

حامد علی اور شہناز بی بی کو دعوات

علی عباس

---

[1] مقالی اداروں میں ہی شغل میں حصہ دار تھے۔

بیگم السلام علیکم!

میں بفضلہ بخیر و عافیت یہاں پہنچ گیا تھا۔ مکان چھوڑ دینے کے باعث اچھی خاصی دقتوں کا سامنا ہوا ہے۔ تلاش جاری ہے لیکن تاحال کوئی مکان نہیں مل سکا۔ شاید اب دنوں میں کامیابی ہو جائے۔

میرا تبادلہ گورنمنٹ کالج لائل پور ہو گیا تھا لیکن پرنسپل صاحب نے رکوا دیا ہے۔ وہ میرے یہاں سے جانے پر راضی نہیں ہیں۔ میں نے بھی اصرار کرنا مناسب نہیں سمجھا کہ ناراض نہ ہو جائیں۔

اپنے حالات سے مفصل آگاہ کرنا۔ حامد میاں سکول جاتے ہوں گے اور امید ہے کہ گھر میں آ کر باقاعدہ کام بھی کر رہے ہوں گے۔ بی بی جان سے کوئی قاعدہ منگا کر کچھ نہ کچھ کراتی رہنا اور حامد کو حسب دوام باقاعدگی سے کرانا۔

حامد کی طرف سے میاں بھگو دعوات۔

آمنہ[3] کس رنگ میں ہے؟ اس کو بھی پوچھنا

علی عباس

1. گل نکہت
2. جعفر رشا
3. ان کی بیٹی کے ساتھ رہنے والی بی بی۔

عزیزم السلام علیکم!

ابھی تک میرے تبادلے کا کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔ لاہور سے اطلاع آئی تھی کہ میرا تبادلہ [illegible] پر ہو گیا ہے۔ وہاں سے کوئی صاحب یہاں آنا چاہتے ہیں انہی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ مگر ابھی تک وہ کام نہیں آئے۔ تمہارے آنے پر پرنسپل صاحب سے [illegible] ضرورت ہوئی تو میں اپنی ملاقات کے دوران ان سے اجازت لینے کی کوشش کروں گا۔ تمہارا تبادلہ [illegible] یہاں کے [illegible] بھی [illegible] یہاں رہنا پڑا تو کوئی اچھا مکان لینے کی کوشش کروں گا تاکہ تم لوگ [illegible] سکو۔ ہاسٹل ایسے [illegible] میں رہتے ہیں وہ پہلے مکان کا [illegible] ہے۔ [illegible] بالکل قریب ہے۔ عارضی طور پر یہ ہے۔ میرے تبادلے کا تعلق [illegible] کے بعد طے ہو سکے گا۔

بھائی [illegible] کی علالت کا افسوس ہوا۔ ان کی ہر ممکن تیمارداری کرنا۔ اس کا تم پر حق ہے اور اخلاقی فرض بھی ہے۔ مجھے بھی [illegible] کہ میں [illegible] بیمار پڑ [illegible] اس سے [illegible] کیا [illegible] کو [illegible] زبان [illegible] کا۔ یہ سوال اگر وہ تمہارے پاس رہے تو مجھے خوشی ہوگی۔ اس کو [illegible] کرنے کی کوشش کرنا کہ [illegible] کا یہ مطلب نہیں کہ [illegible] نہیں چل سکتے بلکہ [illegible] کہ تمہاری خدمت [illegible] اور اپنا [illegible] میرے [illegible] سمجھے تو وہ بہت کا [illegible] میں [illegible] محسوس کی جا سکتی ہے۔

[illegible] کے متعلق تمہارا خیال [illegible] نہیں۔ [illegible] کا [illegible] ضروری ہے۔ [illegible] کام کرنا چاہئے۔ [illegible] وغیرہ [illegible] تمہارے [illegible] تمہارے پاس [illegible] پڑھتے کی۔ [illegible] وہاں سے [illegible] جھگڑوں میں دلچسپی لینے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] کے ساتھ بھی [illegible] احتیاط کرو۔ [illegible] تمہارے [illegible] بہت [illegible] اگر بالکل [illegible] تو ایک [illegible] مشکل کام ہے۔ [illegible] اور [illegible] تمہارے [illegible] کی ذات اور [illegible] سے [illegible] ہو گئے ہیں۔ [illegible]

ٹھیک ہے۔ یہ بات اسے میری زبانی سمجھا دینا۔ اس کا کوئی کپڑا اچھا بن گیا ہو تو اسے دینا۔

حامد کو اپنے پاس بٹھا کر سوال نکلوایا کرو۔ چھوٹی [illegible] اور دوسرے مکتوب کا اسے قصور نہیں ہے۔ جیسے آپ [illegible] وغیرہ [illegible] کھیل کھیل میں بتایا کرو کہ اتنے آنے ہوں تو روپیہ، چونی یا روپیہ بنتا ہے اور انگلی پر گنتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حامد، بی بی جان، شاہد اور جعفر کو بہت بہت پیار۔ بی بی جان کو اکثر اپنے پاس ہی رکھو۔ اس کا اب زیادہ ادھر ادھر پھرنا مناسب نہیں ہے۔

ممانی بیگم اور ماجدہ کو پوچھنا۔

علی عباس

نوٹ: بیگم کلیار [illegible] سے معلوم کر کے لکھنا [illegible] کے بچے کی کسی نے تفتیش کی ہے یا نہیں۔ کی ہے تو مفصل حالات لکھنا کہ کیا کچھ ہوا ہے۔

ممانی بیگم [illegible] کے [illegible] بیگم [illegible] بچے [illegible] اور وہ بچپن سے ہی مہلک مرض کا شکار ہو گئے۔ ہدایت خان سے طویل عرصہ دوسری شادی کی بیگم (فاطمہ بی بی) اس کی خدمت گزار تھیں۔ بعد ازاں ہدایت خان نے ان سے عقد کر لیا۔ ہدایت خان کی وفات کے بعد ممانی بیگم نے [illegible] کر لی اور شوہر کی زمین میں سے حصہ مانگ لیا۔ [illegible] عدالت سے مقدمہ [illegible] کر دیا۔ [illegible] خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے مگر [illegible] کا خیال تھا کہ شاید کام کاج کرنے کی غرض سے پاس رکھنا چاہتے ہیں [illegible] آ گئی جو بیگم مستقل [illegible] ہو گئیں۔

۱۔ [illegible] کے [illegible] تھے۔

۲۔ [illegible] تھیں۔

۳۔ [illegible] مستقل [illegible] تھی۔

[illegible] بی بی جان [illegible] بیت میں بی بی جان [illegible] کا [illegible] سمجھا جاتا تھا۔

[illegible]

ملتان

بیگم السلام علیکم!

افسوس کہ چند در چند مصروفیات کے باعث تمہارے خط کا جواب جلدی نہیں لکھ سکا۔ آج کل کالج کا کام دوروں پر ہوتا ہے اس لیے وقت کم ملتا ہے۔ آج تمہارا مرسلہ سویٹر بھی پہنچ گیا ہے۔ بچوں کے سویٹروں میں سفید رنگ نہیں ہونا چاہیے مجھے تو پسند نہیں آیا۔ البتہ عابد خود کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہے میں نے اُسے اپنی رائے سے مطلع نہیں کیا۔

مکان کی زیادہ مرمت کرانے کی بالکل ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ بشیر اور عابد کی تعطیلات گرما میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ ہاں سیڑھیوں کی لیپ ضروری ہے۔ اگر ساری سیڑھیوں کی لیپ نہ ہو سکے تو ستونوں کے پیچھے جو شیشیں لگی ہوئی ہیں ان کے سامنے لیپ بہت ضروری ہے۔ ان کو بارش سے نقصان ہونے کا احتمال ہے۔ اس مقصد کے لیے جو سیمنٹ میں چھوڑ آیا تھا۔ وہ کافی ہے۔ ریت کے دو ایک قسطے کافی ہوں گے اور مستری کو دو ایک آدھ دن کی مزدوری ہو جائے گی۔

دادی تیار ہے [1] صاحب کا سامان سنبھال کر کوٹھڑی میں محفوظ کر دینا۔ ایک چیز ادھر سے ادھر ہوگئی تو میری شامت آ جائے گی۔

عزیز عابد باقاعدہ سکول جانے لگا تھا مگر پرسوں سے بے چارے کو بخار نے آ دبایا ہے۔ نزلہ اور کھانسی کی شکایت بھی ہے۔ ڈاکٹری علاج جاری ہے امید ہے کل تک مکمل افاقہ ہو جائے گا۔ انشاءاللہ۔

یہاں کی گرد اور موسم کی تبدیلی سے سب کے گلے خراب ہو رہے ہیں۔

بوڑھی نوکرانی کو پانچ روپیہ ماہوار دینا کر دیا اس سے زیادہ نامناسب ہو۔ کپڑے بھی دے دینا ضروری ہیں۔ پانچ روپے ماہوار دینے میں کسی لڑکی کا انتظام بھی ہو سکتا ہے لیکن بڑھیا غنیمت ہے۔ جہاں وقت گزارا ہو وہاں خرچ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ خداوند برکت کی صورت پیدا کرتا۔

نواب صاحب [2] کے بچوں کی شادیاں کب قرار پائی ہیں

میری طبیعت بفضلہ اب اچھی ہے۔ علاج پر خرچ بہت ہو گیا ہے خیر صحت اور زندگی رہی تو سب ہو جائے گا۔ صغراء [3] کو پیار۔

فقیر عباس

[1] دادا جان کی پھوپھی زاد بہن۔ [2] دادا جان کے فرزند۔ [3] پڑوس کی بزرگ خاتون

ڈیئر بیگم السلام علیکم!

میں اور حامد بفضلہ بخیر و عافیت یہاں پہنچ گئے تھے۔ حامد کو کھانسی کی شکایت ابھی تک ہے۔ علاج ہو رہا ہے۔ انشاءاللہ رفع ہو جائے گی۔ اس کے شفایاب ہونے پر سکول میں داخل کرا دیا جائے گا۔ وہ خوش اور مطمئن ہے۔ تمہاری تنہائی کا فکر رہتا ہے۔ رات کو ضرور کسی نہ کسی کو ساتھ رکھنا اور نہیں تو مہر بھری کو ہی کہنا۔ برکت اگر رات کو آ جائے تو بہتر ہے۔ مکان کے سب تالے اچھی طرح لگا دینا۔ طاقوں کی طرف ڈیوڑھی میں ہے۔ اس کا دروازہ اچھی طرح بند کروا دینا۔ میں انشاءاللہ تم کو روپیہ بھیجوں گا۔ ایک روپیہ حسو کو دینا ہے۔ دو روپے دس آنے نوراں کو اور ایک روپیہ ڈاک

بی بی جان کے بیے دن اداس ہے۔ حامد بھی امی اور بی بی جان کو یاد کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ کہاں چلی گئی ہیں۔ ایک دن رات کو سویا ہوا بھی امی جان، امی جان کر رہا تھا۔ پھر میں نے اپنے پاس لٹا لیا۔ سبق بھی پڑھنے لگا ہے۔ پرسوں کل سے لکھائی بھی شروع ہو جائے گی۔ گرمی بہت سخت پڑنے لگی ہے۔ اختر اور حامد کی طرف سے آداب۔ بی بی جان اور جعفر سلمہ کو دعوات۔

تمام حالات مفصل لکھنا تاکہ اطمینان ہو۔

نعیم

حسو: والد گرامی کا خدمت گار۔

نوراں: دھوبن تھی۔ گھر میں کام کاج بھی کرتی اور دھوبی کے کام بھی کرتی تھی۔

حامد: حامد رضا کو چار برس کی عمر میں بی بی جان نے قرآن کے ساتھ قاعدہ شروع کرا دیا کہ اس کی پڑھائی لکھائی شروع کرا دی جائے۔ گاؤں کا ماحول سوائے کھیل کود کے اور کوئی دلچسپی نہ رکھتا تھا۔

بی بی جان: بی بی جان والد کے بڑے بھائی جو والد جی کی وفات کے بعد دادی جان کی خواہش کے بموجب ابا جان سے ان سے ہی عقد کر رکھی تھی۔

بیگم! السلام علیکم

حامد سلمہ کو واقعی کالی کھانسی کی شکایت ہے۔ ڈاکٹر اور حکیم دونوں کی یہی تشخیص ہے۔ راتیں ہم جاگ کر گزارتے ہیں۔ دن کو آرام رہتا ہے لیکن جب رات کو کھانسی شروع ہوتی ہے تو بڑی تکلیف رہتی ہے بے چارے کا سانس اکھڑ اکھڑ جاتا ہے۔ میں اسے گود میں لے کر بیٹھا رہتا ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ یہ اپنی میعاد پوری کر کے جائے گی۔ حکیم صاحب کا علاج شروع ہے اور قدرے افاقہ ہے۔ آج پھر ایک اور ڈاکٹر کو دکھانے کا ارادہ ہے جو بچوں کی امراض کا ماہر خصوصی ہے۔ میاں جی نے خط لکھا تھا کہ وہ لائلپور سے کوئی نسخہ دریافت کر کے لکھ بھیجیں۔ جواب کا انتظار ہے۔

مجھے یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ تم مجھ سے استصواب کیے بغیر اشتیاق علی کی برات پر چلی گئیں حالانکہ میں تمہیں واضح طور پر منع کر آیا تھا اور محض چند کام لینے کے لیے اس قدر بے تکلفی پیدا کر لی کہ ان کا تو ذکر بھی تمہارے منہ پر آنے لگا۔ میں نے اسی لیے تمہیں وہاں جانے سے منع کیا تھا کہ ان کو آمد و رفت کا بہانہ مل جائے۔ جس کو میں ناپسند کرتا ہوں۔ تم نے شاید تہیہ کر لیا ہے کہ میرے احساسات کا بھی پاس نہ کرو گی اور جس بات کو میں ناپسند کروں اس کو ضرور کرو گی۔ خدا معلوم میرے صبر و ضبط کی کتنی آزمائش ابھی باقی ہے۔

میں نے بھیا کو چٹھی لکھ دی ہے امید ہے کہ وہ عنقریب حویلی پر پہنچ جائے گی۔ ایک جون سے نصف میں چھٹیاں ہو جائیں گی۔

حامد کی طرف سے سلام اپنی بی جان اور جعفر کو پیار

تیرا

عباس

[illegible] کالی کھانسی [illegible] عنایت کی صورت بھی [illegible] جانے کے بعد [illegible] یہاں [illegible] چلی جاتے ہیں۔ کوئی کام آپ سے [illegible] ساتھ مشکل حالات میں [illegible] [illegible] [illegible] قریب [illegible]

بیگم ! السلام علیکم!

تمہاری چٹھی آج ملی۔ اُمید ہے کہ میرا خط بھی پہنچ گیا ہو گا۔ میں نے ابھی ابھی ایک سو روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا ہے۔ اس پر مسز علی عباس لکھا ہے۔ اُمید ہے کہ آج مل جائے گا۔ نہیں تو ڈاک [illegible] سے پتہ کرنا۔ ممکن ہے مسز علی عباس کی اصطلاح سمجھ میں نہ آ سکے۔ بہر حال میں آج کل جعفر کے داخلے کے سلسلے میں سرگرداں ہوں۔ یہاں کے گورنمنٹ ہائی سکول سے اس کے کاغذات داخلہ مکمل کرائے ہیں۔ لاہور جاؤں گا وہاں سے انسپکٹر کی تحریری اجازت ہو گی تب داخلہ ہو سکے گا کیوں کہ جعفر اب تک [illegible] سکول میں پڑھتا رہا ہے۔ بڑی حیرانی ہوئی ہے [illegible] آ ہی گئی ہے۔ دیکھ کر آ جانا۔ میرا آنا مشکل ہے۔ مجھے لاہور کا چکر ان دنوں لگانا ہے۔ جہلم تک کسی کو ضرور ساتھ لانا۔ سوار کرا جائے گا۔ [illegible] لال کو کہنا۔ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ عشرت کا کام حسب منشا ختم ہو گیا ہے۔ گل شگفتہ اور رخی کو دعائیں۔ ممانی کو سلام علیکم

عباس

۱۔ [illegible] کو پیار سے رنی کہتے تھے۔

۲۔ [illegible] گلی میں پڑوس میں رہتا تھا۔ والد گرامی کے مسودات وہی [illegible] کیا کرتا تھا۔

۳۔ بیچو والی گلی میں [illegible] میں تھا اور جب [illegible] کا [illegible] تو اس کی بیٹیاں ہمارے گھر [illegible] میں [illegible] آیا کرتی تھیں۔ اس کی بیوی [illegible] لگائی تھی۔ اس کی ایک بیٹی کی [illegible] ہمارے گھر لاہور میں ہی ہوئی اور [illegible] سے اس کی شادی جلالپور میں کر دی۔

(۱۷) گوجرانوالہ

۱۹۔ کتوبر ۶۵ء

بیگم السلام علیکم

تمہارا مکتوب مل گیا تھا۔ آج تمہاری چٹھی بنام حامد بھی موصول ہو گئی ہے۔ جنگ دوبارہ نکل چھڑی۔ یہ بے جیا دا لواہ کس نے اڑا دی ہے۔ کشمیر میں جھڑپیں ہو رہی ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کے محاذوں پر امن ہے۔ البتہ دوبارہ چھڑ جانے کا امکان ضرور موجود ہے کیوں کہ بھارت کسی صورت کشمیر سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہے۔ یو۔ این۔ او کے مبصر جنگ بندی کے محاذ کی نگرانی کر رہے ہیں حالات اسی طرح رہے تو شاید ۱۵ کتوبر کو سکول اور کالج کھل جائیں۔ ابھی تو بند ہیں۔ میں گذشتہ منگل کے دن میاں تعزیت کے لیے گیا تھا۔ سب لوگ خیریت سے ہیں۔ سکول کالج کھل گئے تو تم لڑکوں کو بھی یہاں بلا لیں گے۔ ہوسٹل بند ہونے کے باعث فضل کو گذشتہ چھٹیوں کی تنخواہ دلا کر جلالپور بھجوا دیا تھا۔ اس کے ہاتھ چاول، نیلی سویٹر اور گرم چادر بھی بھجوا دی تھی۔ ان کی رسید کا تم نے کوئی ذکر نہیں کیا جس سے تشویش ہوئی۔ پروہی اطلاع دینا۔ روپے کل منی آرڈر کرا دوں گا۔ گل اور رنجی کو دعوات۔ انہیں کہنا کچھ نہ کچھ پڑھتی رہیں۔ حامد۔ جعفر سے آداب۔

عباس

[illegible] راولپنڈی

[illegible] ۱۹۶۔

بیگم اسلام مستوں

تمہاری چٹھی ابھی ابھی ملی ہے۔ تمہیں تو چاہیے تھا کہ ایک اخبار نویس کی طرح شادی کی مکمل رپورٹ لکھ کر مجھے بھیج دیتیں تاکہ میں بھی محظوظ ہو سکتا۔ بہر صورت یہ جان کر اور یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ تم لوگ خیر و عافیت سے جلالپور پہنچ گئے ہو۔ یہاں دو دفعہ بارش ہوئی جس سے بڑا حبس ہو گیا ہے اور مچھروں نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ کالج ۲ جولائی کو بند ہو جائے گا لیکن مجھے دو تین ہفتے رہنا پڑے گا کیونکہ میں بی اے کے ایک پرچے کا ممتحن ہوں اور مجھے پانچ سو سے زیادہ پرچے جانچنے پڑیں گے۔ ابھی تک یہ پرچے شروع نہیں ہوئے۔ اس کام سے فراغت پاتے ہی انشاءاللہ عازم جلالپور ہوں گا۔ [illegible] کا ایک ماہ کا چندہ بھجوا دیا ہے۔ پرچہ ساتھ ہی اخبار جاری ہو جانا چاہیے۔ تصویروں والی [illegible] کے لیے بھیج رہا ہوں۔ اب سنو قصہ مرغیوں کا۔ [illegible] چھ دو ہی دن شام کو قریب اندر گھس گیا تھا۔ [illegible] ذبح کر کے کھا لیا۔ دوسرے دن ایک چوزہ کی حالت بھی خراب ہو گئی چنانچہ وہ بھی ذبح کر دیا گیا اور نوکروں نے [illegible] کا [illegible] اب صرف ایک چوزہ باقی رہ گیا [illegible] [illegible] آگے پیچھے کا پھرتا ہے۔ میں انہیں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر کھلایا کرتا ہوں اور [illegible] سے بھی [illegible] کل مرغی نے غسل خانے میں گھس کر ایک بہت ہی خوبصورت انڈا دیا۔ سات آٹھ انڈے جمع ہو گئے تھے نوکروں کو دے دیے ہیں کہ ان کی رکھوالی بھی یہی کرتے ہیں۔ ہاں مرغیاں ٹھیک ٹھاک ہیں۔ چوروں والی مرغی سے تو سب کی ٹھنی ہوئی ہے [illegible] سے نکال دی ہے۔

اس مہینے کی تنخواہ پانچ تاریخ کو ملے گی۔ ایک صد روپیہ منی آرڈر کر دوں گا۔ امید ہے کہ سب لوگ باہم بہت اور سب آشتی سے رہتے ہوں گے اور تمہاری بھی [illegible] ہوں گے۔ حامد اور [illegible] کو تاکید ہے کہ [illegible] [illegible] میں رہا کریں [illegible] حامد کا نتیجہ جولائی کے آخری ہفتے [illegible] نکل آئے گا۔ [illegible] کا [illegible] حامد [illegible]

جعفر بودلی کو بہت بہت پیار۔

ملتان سے ایک کارڈ ”یادوں“ کی بھیج رہا ہوں۔

علی عباس

شیخ ہوٹل سے [illegible] ہی تھے۔ [illegible]

جھو تالاب جو بارش سے بھر جاتا۔ گاؤں کی عورتیں وہیں کپڑے دھونے جایا کرتیں۔

ڈاہن پہاڑ کے نیچے جو گڑھا جو پانی سے بھر جاتا۔ انجان لوگوں کے لیے خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ وہاں ہم پیرا کرتے تھے کہ ایک بار گھوڑے پر سوار [illegible] ایک شخص نے پکار کر کہا ”[illegible]

ڈاہن اے“

لوہاں کہتے ہیں [illegible] سے ایک قدم کے فاصلے پر رک گئے تھے۔

گنذر [illegible] جہلم میں جا رہے۔

بیگم! السلام علیکم

یہ خط پوسٹ کرنے کے بعد خیال آیا کہ تم اسے پڑھ کر کہیں گھبرا نہ جاؤ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ دشمن نے ڈھاکہ (سرحد صلح) امرتسر اور لاہور پر حملہ کر دیا ہے لیکن ہمارے جوان اس کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں سخت جنگ چھڑ گئی ہے۔ فتح انشاءاللہ ہماری ہی ہوگی۔ ہمارے فوجی بہت شجاعت اور بہادری سے لڑ رہے ہیں۔ کسی قسم کی تشویش نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہیں۔ آرام سے جب پور قیام کرنا۔ حالات معمول پر ہونے پر میں چھٹی لے کر تمہیں لینے آؤں گا۔ ویسے تم بہتر سمجھو تو سیداں چلی جاؤ۔ اب تمہارا یہاں آنا کسی مصلحت نہیں ہے۔ بمباری کا خطرہ ہر وقت ہے۔ آج کی بمباری میں چھ آدمی مارے گئے ہیں۔ جانباز جسم پر نشانات ہیں اور یہاں سے جانے کا نام نہیں لیتے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرنا بچوں اور امی کو دعا کہیں۔ مولا کی حفاظت میں رہنا

دعا گو

عباس

۱۵ اکتوبر

بیگم! السلام علیکم!

لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج اور سکول ۱۸ اکتوبر (بروز سوموار) کو کھل رہے ہیں۔ حالات اعتدال پر آ گئے ہیں۔ کالج ہوسٹل بھی ۱۸ اکتوبر سے کھل جائے گا۔ تم فضل کے ساتھ یہاں پہنچ جاؤ۔ فضل کو پھر موری پر لگا دیا جائے گا۔ یہ خط ملتے ہی روانہ ہو جانا۔ چابی میاں [illegible] سے [illegible] اور [illegible] لحاف بھی دینا اور کہنا کہ پہلے کی طرح سویا کرے۔

شمیم کے والد صاحب وزیر آباد میں فوت ہو گئے ہیں۔ میں تعزیت کے لیے گیا تھا۔

ریاض [illegible] ہیں۔ [illegible] کو دعوات۔

علی عباس

میاں [illegible]

شمیم [illegible]

(۲۱) سعید منزل

نسیم پارک ساندہ خورد ۔ لاہور

۱۲ ستمبر ۷۰ء

عزیزم السلام علیکم

تمہارے خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں۔ فقط دوڑ دھوپ کا چکر شروع ہے۔ کلرک بادشاہ کوئی نہ کوئی الجھن پیدا کر دیتے ہیں۔ بہر حال انشاءاللہ وقت پر کام ہو ہی جائیں گے۔

عزیزہ نگار کو میو ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر کو دکھایا ہے جو گلے کے مرض کا ماہر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اکتوبر میں اس کا آپریشن کروں گا۔ اس سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی ہلکی حرارت، ٹمپریچر رفع ہو جائے۔ اسے مناسب دوائی دی جا رہی ہے۔ پہلی ۹۹ تک حرارت ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ گلے ہی ہیں۔ امید ہے کہ اکتوبر تک ٹمپریچر رفع ہو جائے گا۔ اس حالت میں اس کا جلالپور جانا مناسب نہیں ہے۔ عزیز حامد کے پرچے ختم ہو گئے ہیں اور زبانی امتحان بھی ختم ہو گیا ہے۔ وہ جلالپور جانے کے لیے بے قرار ہا ہے۔ کسی دن چل ہی دے گا۔ جعفر وغیرہ بھی باقاعدگی سے سکول جا رہے ہیں اور ٹھیک ہیں۔

میں تمہارے آنے کے بعد ہفتہ عشرہ کے لیے جلالپور جاؤں گا اور تمام معاملات کی دیکھ بھال کروں گا۔ آتی دفعہ اپنی بیوی اور چند بادام کی ساتھ لیتے آنا۔ میں کو ندیا۔

ماں جی بخیریت ہیں۔ برکت اور عائشہ کی مزاج پرسی کرنا۔ سنا ہے کہ راجی بہت کمزور ہو گئی ہے اب اس کا کیا حال ہے۔

فقط

علی عباس

برکت [illegible] صاحب کے نواسی کی شادی [illegible] سے متعلق [illegible] [illegible] کر [illegible] رہی۔
ان سے یہاں [illegible] تھا۔

عائشہ [illegible] [illegible] کی وفات کے بعد ان
کی [illegible] [illegible] [illegible] تھی۔

لاہور

۱۵ ستمبر ۱۹۷۳ء

بیگم السلام علیکم

جعفر پہنچ گیا ہے۔ گورنمنٹ کالج میں اس کا داخلہ ہو گیا ہے۔ ٹیوشن فیس دے دی جائے گی۔ کالج کھلا تو پڑھنے لگیں گے۔ جعفر کی زبانی تمہاری علالت کا علم ہوا کہ سب ورم[۱] زیادہ سخت پڑنے لگے تھا۔ یہ معلوم کر کے مجھے ایک گونہ تشویش ہوئی۔ تم جلدی یہاں چلی آؤ تا کہ مناسب علاج کرایا جا سکے۔ میں نے ایک خط حامد کو بھی لکھا تھا کہ اب یہاں آ جاؤ لپائی کے لیے بیٹھے رہو۔ بارش کا موسم گزر چکا ہے۔ میں چند روز تک جلالپور جاؤں گا تو لپائی کرا دوں گا۔ میری طبیعت بھی درست ہے۔ شب برات پر گڑ کا حلوہ کس لیا جس سے درد ہو گیا۔ بحمداللہ آج اس وقت سے گل اور دوسرے خیریت سے ہیں اور آپ کو سلام کہتی ہیں۔

آئندہ دفعہ جب دروازے کے اوپر کا جو شرق کی جانب کھلتا ہے تالے کی چابی لال حسین کو دے آنا اور اسے کہہ رات کو ایک دفعہ دیکھ لیا کرے گا۔ تمہارے آنے کے بعد میں جلالپور جاؤں گا تو مستقل انتظام ہو جائے گا۔ چند روز کی بات ہے۔ حامد کو دعا اور مضمون واحد۔

طالب خیریت

علی عباس

پس نوشت: ہمارے چھوٹے کمرے میں ایک پرانی وضع کی الماری ہے۔ اس میں پرانی کتابیں رکھی ہیں۔ ان کتابوں میں ایک طب کی قلمی کتاب جو نہایت خوبصورت کتابت کی گئی ہے۔ وہ سب سے خوبصورت کتاب ہے۔ حامد سے کہنا وہ کتاب لیتا آئے گا۔

۱ ان دنوں وہ گھر کے دروازے پر گئے تھے۔ [illegible]
ایک [illegible] جس سے وہ [illegible] مستقل کھانسی [illegible]

(۳۳) لاہور

۳۔ اکتوبر

بیگم! السلام علیکم

خط تمہارا ملا۔ کل سے آپریشن کے متعلق صورت یہ ہے کہ جس [illegible] تھا وہ [illegible] ہوا
رہتا ہے۔ وہ گلے کا [illegible] ہے۔ دوسرے ڈاکٹر اور [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] کرتے ہیں گلا خود ٹھیک ہو
جائیں گے۔ چنانچہ [illegible] سے [illegible] گلے [illegible] بھی [illegible] ہے۔
آپریشن کا [illegible] سے [illegible] کے بعد ہوگا

تم نے لکھا ہے کہ [illegible] پہلے آ [illegible] باقی رہ گئے ہیں۔
میں [illegible] رمضان [illegible] کا۔ تم بچوں کے ساتھ رہنا۔ یہ بھی
[illegible] نہیں رہ سکتے [illegible] ہیں۔ جب میں ایک رات کے لیے [illegible] گیا تو [illegible]
رات بھر جاگتے رہے [illegible] ہے۔

جنگ کا خطرہ [illegible] طاقتیں جنگ رکوانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کل [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] جنگ کے خطرے کا ذکر [illegible] تو [illegible] کی کوئی بات [illegible]
[illegible] صورت ہے۔ [illegible] جنگ [illegible] بھی [illegible] جائیں گے کیا
[illegible] نہیں [illegible] یہ بھی تو نامناسب ہے کہ [illegible] جنگ کے
[illegible] آدمی [illegible] چھوڑ کر بھاگ جائے۔ یہ اندیشہ [illegible] ہوتے ہیں جن کے پاس اگر
[illegible] تو پاکستان بھی ختم ہو جائے گا۔
ہماری فوج کی [illegible] بھی [illegible] نہیں [illegible] ہماری [illegible] تو [illegible] حال،
[illegible] آدمیوں کے ساتھ ہم بھی ہوں گے۔ [illegible] کہ ہم [illegible]
[illegible] تمہارے پوچھنے [illegible] خیال ہے [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] دوسری قوموں سے [illegible] لوگ [illegible] چاہتے ہیں۔ [illegible] ہے۔

[illegible] کا [illegible] جس [illegible]
سے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔

[illegible]
[illegible]

[illegible]

(۲۳) لاہور

۲۷ مارچ ۸۳ء

بیگم! سلام مسنون

صبورا! الحمد للہ تم لوگوں کی خیر و عافیت سے آگاہی ہوئی۔ آج بخاری صاحب کا چوتھا پرچہ ہے۔ اس کی حالت عجیب ہے۔ ہر پرچہ دینے سے پہلے پریشان ہو جاتی ہے کہ کیا خبر کیسے مشکل سوال آ جائیں گے لیکن پرچہ حل کرنے کے بعد وہاں سے باہر نکلتی ہے تو بڑی خوش ہوتی ہے کہ پرچہ اچھا ہو گیا ہے۔ میں اُسے پڑھانے سے رہا۔ دن کا خود حوصلہ بڑھاتا رہتا ہوں کہ خدا کرے اس کی محنت ثمر آور ہو۔ دن رات کتابوں میں سر دیئے بیٹھی رہتی ہے۔ شعبان خان کی بیوی اس کے ساتھ پڑھتی ہیں کر رہی ہے۔ اُسے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی اور بچی بچیوں کو بھی اس کے قریب پھٹکنے نہیں دیتی۔ تم نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ آخر تمہارے بیٹے والے ہی ہمارے […] آمنہ ابتدا میں […] کا کرشمہ بھی ہے قرۃ العین کو جب معلوم ہوا کہ میرا آخری چشمہ فرقت […] سے ہے تو بڑی متاثر ہوئی اور کہا کہ ہمیں دے کبھی فیض پہنچا ہے چشمہ ہی […] مدت […] ہے۔

بڑی خوش عقیدہ ہے۔ حافظ قرآن بھی ہے اور […] صوم و صلوٰۃ بھی […] ہیں۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ خدا کی رحمت ہم جیسے گناہگاروں کے لیے مختص ہے اور نیک لوگ گناہگاروں سے کام […] کرتے ہیں۔ ساجد تمہیں اپنے جانے کی تاریخ لکھ بھیجے۔ […] جعفر رضا وکیل سے […] راولپنڈی […] کافی مدد […] اپنا […] اور […] وہاں […] کچھ کرنا ہی پڑتا ہے۔ […] آخر […] راولپنڈی میں […] رابطہ قائم کر سکے۔ کراچی […] جب […] میں انہیں […] دوں گا۔

فرحت رضیہ کو دعا۔ امید ہے کہ وہ پڑھنے میں لگی رہتی ہوگی کہ دسویں کی رپورٹ میں تو اسے پاس ہونا ہی چاہیے۔ امید ہے کہ سرور اور نسیم کی پڑھائی کامیاب ہوتی ہوں گی اور فرحت کے گھر میں ہر طرح سے خیریت ہوگی

یہاں دو دن خوب گرمی رہی۔ کل سے کچھ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔

فقیر

علی عباس

[illegible] ... شعبان خان اور بیگم [illegible] نے بہت تعاون کیا۔

[illegible] پڑھنے کے سلسلے میں [illegible] سب سے [illegible] کا رشتہ ضروری ہے۔

لاہور

اپریل ۱۹۸۳ء

بیگم اسلام حسنین

تمہارا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ [illegible] اپریل کو وہ پہلے پرچے بھی اچھے ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ یہ بھی اچھی ہو گی۔ ہم انشاء اللہ دوسرے [illegible] ۱۸ اپریل [illegible] سے یہ روانہ ہوں گے۔ [illegible] راولپنڈی [illegible] کل [illegible] اسے کا شوق ہے [illegible] جعفر [illegible] کی [illegible] اسلام [illegible] اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی۔ شاید [illegible] ہو جائے [illegible] تھا۔ امید ہے کہ بالآخر جعفر کا کام ہو جائے گا۔

تمہارا [illegible] سلام [illegible] ہیں۔

امید ہے کہ چک والے بھی خیریت سے ہوں گے

الماس کی طرف سے سلام اور بچوں کو پیار۔

دعاگو

علی عباس

[illegible]

چک والوں سے مراد [illegible] کا خاندان تھا۔

درج ذیل خطوط جو مجھے مخطوطات میں ملے ہیں وہ ہمارے بڑے ابو مرحوم بھائی جان سید
حامد رضا کے نام ہیں۔ حامد بھائی جان بہت چھوٹی عمر میں دادا جان کے ساتھ ملتان چلے گئے۔ ان کا تعلیمی کیرئیر
اباجی نے ختم کروا دیا۔ … حامد بھائی کے ہاتھوں سے قلم
دوات لے لیا … حروف پر تحریر کرتے۔ ہمارے ابا جان نہایت شفیق باپ تھے۔ اپنے محدود
وسائل سے اپنے بچوں کی ضروریات پوری کرنے میں خوشی محسوس کیا کرتے۔ حامد بھائی جان سے بی۔
اے تک دینے کے بعد ابا جان … اور تحصیلدار … ان کی … ملازمت ہو گئی۔ ابا جان کا
خیال تھا … حامد بھائی
جب سے اپنے … خدمت میں … بھائی جان نے ہمارے بھائی کو عظمت کا
… ۲۰۱۰ء … ہونے والے ہیں اور …
رہتے ہیں۔

گوجرانوالہ

۸۔جولائی

حامد میاں! آداب

… بہت ہوئی
… نہیں۔ وہاں جانا بھی ضروری تھا۔
… مستقل … کی یہ شدت اختیار کر گی
… جائے گی۔

حسن ل کی شادی میں کیا رکاوٹ ہو گئی. دراصل اس کی شادی کے ستارے شروع سے گردش میں ہیں۔ کسی پیر صاحب کو شیرنی دے کر بات بنے گی۔

اپنے ماموں جان، خالہ جان اور بی جان کو سلام مسنون کہنا۔ بچوں کو پیار، اور دوگاہ ضروری احوال سے مطلع کرتے رہنا.

دعا گو

ابا جان

ماموں جان [illegible] بی جان [illegible] تھے۔

[illegible] حسن [illegible] ماموں جان [illegible] تھے۔ [illegible]

[illegible] کرتی تھیں۔

گوجرانوالہ

۲۳ جولائی ۶۶ء

عزیز القدر اولاد

خط ملا۔ تم نے والد صاحب کا جو انتخاب [illegible] ہے یہ [illegible] بخاری بجا کہہ رہا ہے۔ ابا جان "میں ذرا [illegible] ہاتھ پاس جاتی ہے اور یہی لوٹنے ہے۔

جعفر کو تم دونوں سے جدا [illegible] کر دیا ہے۔ کل وہ [illegible] [illegible] ہوا تو میں [illegible] رو دیا کہ کیسے [illegible] [illegible] اسی وقت روپیہ فضل [illegible] (جب چاہی) بھی آ گئے [illegible] کی [illegible] احوال معلوم ہوا۔ بہر صورت اس [illegible] جانے سے [illegible] فائدہ ہو گیا ہے۔ اس نے ادھر ادھر سے آٹھ [illegible] [illegible] نکالے ہیں جن پر کی [illegible] نصیب [illegible] [illegible] پر کری نگاہ بھی شروع کر دی ہے۔ میرے لیے تو وہ دو سرا [illegible] تھیں۔ [illegible] [illegible] پھر [illegible] ہیں اور مجھے پکار رہے میرے دل میں [illegible] رکھا ہے۔ کل سے [illegible] جعفر کے حوالہ کر دیا ہے۔

جعفر [illegible] معلوم کر کے تو خوشگوار حیرت ہوئی کہ ابھی تک امرود آپ کے [illegible] جاری نہیں ہو[illegible]۔ [illegible] [illegible] اعلان کر دیا کہ امرود والوں کو یاد دہانی کرا دی۔ [illegible] فضل جا چکے تھے کہ جعفر سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے متعلق [illegible] اور کوئی شخص آیا تو [illegible] [illegible] گا۔ میرے [illegible] بچے کی تنخواہ نہیں پہنچی۔ میں تو بہر صورت اس سے [illegible] نوکری [illegible] گا۔ [illegible] روپیہ کا چکر ہے [illegible] [illegible] ہو گیا۔ میاں فضل بخش [illegible] [illegible] دار کو [illegible] روپے [illegible] [illegible] بخش کو [illegible] روپے [illegible] دیا۔ میں نے ایک آدمی سے [illegible] روپے لیے ہیں۔ قاضی غلام علی صاحب کو خط لکھ دے [illegible] [illegible] آپ لوگوں کو [illegible] ہیں۔ [illegible] پیارا [illegible] بی جی کو سلام [illegible] کہنا۔

دعا گو

علی عباس

[illegible] فضل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جعفر شاہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

قاضی [illegible] صاحب [illegible] [illegible] سے تھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تاریخ لکھنے میں [illegible] سے کافی مدد بھی حاصل کی تھی۔

۲۲۔ جولائی ۱۹۹

حامد میاں! خط تمہارا ملا۔ تمہاری بھتیجی کی علالت کی خبر باعث تشویش ہوئی ہے۔ [illegible] غذا کی ضرورت ہے۔ دال ماش بھنڈی، دال چنا، آلو سب پرہیز طلب ہیں۔ گوشت کا شوربا دیں۔ چند دنوں تک طاقت آ جائے گی۔

جعفر میاں بڑا پر شوق ہے۔ صبح اور دوپہر کو پڑھتا ہے۔ سہ پہر کو نہاتا ہے اور شام کو کھیلنے چلا جاتا ہے۔ جو اشیاء تم نے بھیجی ہیں وہ کوئی قابل [illegible] دی تو صبح دوں گا۔

گرمی یہاں بھی بہت ہے۔ ایک آدھ بارش زور کی ہوئی۔ اب تو سخت حبس ہے۔ رات کو گھبراتا ہے۔ تمہارا نتیجہ مرتب ہو رہا ہے۔ یکم اگست تک مشتہر ہو جائے گا۔ خدا بہتری کرے۔ نتیجہ نکلنے کے دس دن بعد کالج کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کے لیے تمہیں یہاں آنا پڑے گا۔ [illegible] درخواست سے داخل کالج میں [illegible] گے۔

یہ تم نے کیا اخبار لگا دیا ہے [illegible] حالات خطرناک ہو گئے ہیں۔ امریکی جرائم پیشہ اس عالم کو تباہ کرنے پر اصرار کیے بیٹھے ہیں۔

ناصر محمد بخش [illegible] شیعہ سنی کی [illegible] نے تو محض [illegible] کا پتہ بتایا تھا۔ میں خود اس جھگڑے سے باز رہتا ہوں۔ بہرحال جو انہوں نے کیا ہے ان کے اپنے عقیدے کے مطابق درست ہے۔ سنی شیعہ کی تفریق غیر ضروری ہے۔ سمجھنا یہ ہوتا ہے کہ بحیثیت انسان ہونے کے کوئی کیسا ہے۔

جعفر کے نئے کپڑے سارے سلے ہوئے ہیں [illegible] ناصر صاحب کو [illegible] سے فرصت ہو تو شاید [illegible] کی بجائے اس لفظ کی املا صحیح ہے۔ اپنی امی جان اور ممانی کو سلام کہنا۔ جعفر کی طرف سے سب کو دعوات۔ گل [illegible] کو دعا دیں۔

علی عباس

[illegible] محمد بخش [illegible] جان [illegible] بہت [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible]

۱۴ اگست

عزیزم اولاد

میرا تار مل گیا ہوگا۔ عزیزہ نے ۶۱۲ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن لی ہے۔ سب کو مبارک باد۔ عزیزہ کا داخلہ تو عزیز کی غیر حاضری میں بھی ہو جائے گا۔ گر مرمت کا کام زیادہ ہے تو بے شک مت آنا۔ ویسے چند دنوں کے لیے آ جاؤ تو تمہاری Outing ہو جائے گی اور داخلہ بھی ہو جائے گا۔ میں نے ڈیری کے مہاروں[1] شکو ورسے چاہے والی زمین جوتنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ وہ یہاں آ کر اجازت لے گئے تھے۔ کنویں والی اراضی خالی[2] تھی اسکو کہا کہ جوت لے۔ لیکن اب کے حیوان رکھے۔ اگر بہتر سمجھے جہاں تک میڈ[3] کا سوال ہے وہ میں خرچ کر تھا لوں گا

سب کو سلام و دعا۔ گل ثمینہ کی علالت کا فکر ہے۔ اطلاع دینا جعفر ٹھیک ٹھاک ہے۔

دعا گو

علی عباس

---

۱ مہاریے یا مہاروی ایک کسان۔

۲ (جواب) لگے دوسروں کی زمین جوتتے بھی اور اصل آدمی تو مٹ چکے

۳ میڈ۔ کھیت کی حد۔

گوجرانوالہ

۲۳ ستمبر

عزیزم اخوات

آپ لوگوں نے سن لیا ہوگا کہ جنگ عارضی طور پر رک گئی ہے۔ فوجیں ابھی اپنے اپنے مورچوں پر موجود رہیں گی۔ اس عرصے میں عالمی سلامتی کونسل کشمیر کا مسئلہ سلجھانے کی کوشش کرے گی۔ اگر یہ مسئلہ ہندوستان کی روایتی ہٹ دھرمی اور نامعقولیت کے باعث حل نہ ہو سکا تو پھر جنگ کے چھڑ جانے کا امکان ہے۔ فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں اور حالت جوں کی توں ہے۔ کالج اور سکول ابھی بند ہیں۔ ہمارا کالج اور ہوسٹل تو ہسپتال بنا دیئے گئے ہیں۔ عزیز کا سکول بھی فوج کی تحویل میں ہے۔ جب حالات معتدل پر آئے تو سکول کھلے گا۔ چند دنوں تک معلوم ہو جائے گا کہ صورت حالات کیا ہے اور میں عزیز کو اطلاع دوں گا۔ اتنے عرصے تک وہیں مقیم رہنا ہے اور تھوڑا بہت مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ امید ہے کہ تم ملتان گئے ہو گے اور میرا پیغام وصول کیا ہوگا

امی جان کو سلام علیکم کہنا اور بتانا کہ تمہارے ماموں جان نے دو خط بھیجے ہیں۔ اس کا قصہ کیا ہے۔ ابا جان سے چار سو روپے کی گنجائش ہے۔ دو دفعہ میں ملتان سے کہا تھا۔

گل شفقت، جعفر، عفت اور اسی طرح سب کو دعوات۔ امید ہے کہ تم لوگ صحیح و سلامتی سے رہتے ہو گے۔ مولوی شوکت کو آنا ہوگا۔

دعا گو

علی عباس

۱ مولوی صاحب حکیم کے بیٹے

گوجرانوالہ

۳۰ اگست ۷۶ء

عزیز القدر دلاور

آج میرے تبادلے کے احکام پہنچ گئے ہیں۔ میرا تبادلہ [illegible] ٹریننگ کالج لاہور ہوا ہے بحمد اللہ۔ میں نے خود ہی تبادلہ کروایا ہے۔ [illegible] ستمبر کو میں یہاں چارج [illegible] دوں گا اور ۸ ستمبر کو لاہور جا کر چارج لے لوں گا۔ مکان کے بارے میں [illegible] امید ہے کہ اس وقت تک انتظام ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تم [illegible] سے پہلے پہنچ جاؤ [illegible] ٹھیک کر رہے ہیں۔ کتابیں تو میں نے پیک کر لی ہیں

[illegible] کا [illegible] اور [illegible] اور بچے بھی ٹھیک ہیں۔ [illegible] ضروری ہو تو ایک [illegible] کر دیں۔ [illegible] migration کا [illegible] ہے

قاسمی صاحب ملیں تو سلام علیکم کہیے۔

دعا گو

علی عباس

لاہور

۳۰۔ اگست ۱۹۶۹ء

عزیز القدر اعجاز

خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ میرے خیال میں اس سال بیٹھک [illegible] پر چھت ڈالنا ضروری ہے تاکہ کوئی کمرہ تو رہنے کے قابل ہو سکے۔ باقی چیزیں بعد میں بنتی جائیں گی۔ دو سال کے بعد جب ہم لوگ آئیں گے تو ایک ہی دفعہ سب کچھ درست کر دیں گے۔ بشیر [illegible]

اس طرح تھوڑا تھوڑا کام کرنے سے بوجھ نہیں پڑے گا۔ دروازے کے لیے مستری غلام رسول کو بلا لیں۔ بڑے شہتیر [illegible] جو لکڑیاں پڑی ہیں ان سے دروازے [illegible] اور شہتیر جو صحن میں پڑے ہیں [illegible] کام میں لائے [illegible] اجرت تم لوگ [illegible] وہ مجھے حساب بنا کر ارسال کرے گا۔

مزدوروں اور مستری کی اجرت اور قیمت [illegible] ادا کر دیں۔ [illegible] کو کہنا [illegible] غلام رسول کو [illegible] کا [illegible] سے [illegible] اس سال کا [illegible] بھی معلوم کرایا اور مجھے بتانا میں بھیج دوں گا۔ [illegible] کو ایک صد روپیہ کی [illegible] کر دوں گا [illegible] خدا بخش [illegible] دیکھ بھال نہیں کر سکتا تو [illegible] چاہیے [illegible] آنا [illegible] رہیں گے اور دن رات نگرانی بھی کر سکے گا۔ تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔ [illegible] کا [illegible] کھل جائے گا۔ مجھے بھی [illegible] کے لیے کالج [illegible] پڑتا ہے۔ [illegible] گھر میں اکیلی رہ جائے گی۔ [illegible] جائے تو سب ہے۔ [illegible] ال جان کو سلام علیکم بہنا۔ [illegible] اور [illegible] آپ کو عرض کرتے ہیں۔ [illegible]

دعا گو

علی عباس

پس نوشت [illegible] خدا بخش سے [illegible] لینا۔ [illegible] کا کام [illegible] گی۔ [illegible] خدا بخش سے حساب کر لے اور جو روپیہ میرے ذمے ہوں وہ مجھے بتا دے [illegible] کر دیں گے۔

٭ [illegible] ٭ [illegible] جلالپوری

سید علی عباس جلالپوری
ڈاکخانہ جلال پور شریف ضلع جہلم
تاریخ ۴ مارچ

عزیز القدر دعائے سلامتی

عزیزہ کی date sheet پہنچ گئی ہے۔ محمد خان کلیم ایڈیٹر "مشعل" [illegible] بلڈنگ ماڈل پارک میکلوڈ روڈ نے عزیزہ کی ڈگری کنٹرولر صاحب کو دکھا کر واپس بھیج دی ہے اور لکھا ہے کہ رول نمبر امتحان سے سات یوم قبل بھیجا جائے گا عزیزہ کا پہلا پرچہ ۱۷ مارچ کو ہے آخری ۱۰ اپریل کو ہوگا پرچوں میں کم و بیش دو دو دن کا وقفہ ہے اس لیے جہلم کو قیام گاہ بنانا مشکل ہو جائے گا۔ میں ان شاء اللہ ۱۳ یا ۱۵ مارچ کو جہلم پہنچ جاؤں گا اور ۱۶ کو عازم لاہور ہوں گا

تمہاری امی دعا کہتی ہے۔ [illegible] کی طرف سے آداب

فقیر

علی عباس

پ۔س۔ اسے محمد خان کلیم صاحب کو مت [illegible] نہیں [illegible] عزیزہ کا گھر سے [illegible] ملتا جائے۔ اچھے آدمی ہیں۔ عزیز جعفر یہاں آ جائے تو مناسب ہے۔

---

۱ [illegible] امتحانات کے لیے [illegible] لاہور [illegible] گئے تھے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۹۸۲ [illegible]
[illegible]

4-A Shabbir Road

Lahore cantt

۲۴_اکتوبر ۱۹۸۰ء

عزیز القدر دعا ہے سلامتی

امید ہے کہ تم لوگ ہر طرح خیر و عافیت سے ہو گے۔ مجھے یہاں ہر طرح آسائش میسر ہے۔ کل ڈاکٹر سے ملنے کا وقت لیا ہے۔ اس کے مشورے کے بعد اور Tests[1] ہونے پر دوا شروع ہو گی۔ مجھے یہاں اگلے جمعہ تک ٹھہرنا پڑے گا۔ اس دوران میں امید ہے کہ عزیز جعفر آ جائے گا۔ اگر ضرورت پڑے تو اس جان سے کسی بچارے کو پکڑو تم اپنے ہاں ٹھہر جانے کے لیے کہنا۔ میرے معالج ڈاکٹر کے تو تب میں گزر رہے ہیں انہیں فرصت ہی نہیں ملتی۔ کل اس سے مل کر پھر منیر[2] صاحب کے ہاں جاؤں گا۔

یہاں ابر گھر کر آ گیا ہے اور خنکی محسوس ہونے لگی ہے۔ بارش ہونے کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ امجد حسین[3] بڑے اچھے میزبان ہیں۔ ہر وقت تواضع اور دلداری میں لگے رہتے ہیں۔ سب بچوں کو دعا۔ اپنی امی کو میرا سلام کہنا۔

دعا گو

علی عباس

۱۔ یہاں [illegible] ... معلوم ہوا [illegible] urodonal [illegible]

۲۔ منیر [illegible] صاحب [illegible] (حیدر [illegible])

۳۔ امجد صاحب [illegible]

[illegible] تعلق بھی تھا۔

سید علی عباس جلالپوری
ڈاکخانہ جلالپور شریف، ضلع جہلم
تاریخ ۲۳۔اپریل

[illegible]

امید ہے ... ڈاک کا پیکٹ مل گیا ہوگا۔ [illegible] ۲۵۰۰ [illegible] ۱۵۰۰ [illegible] ... مجھے مطلع کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ ۲۵۰۰ [illegible] ... راضی نہ کر دیں گے۔

[illegible] Roman slave market کی ایک تصویر تھی۔ [illegible] Notes [illegible] ... ظفر خان صاحب [illegible]

خیر اندیش
علی عباس

[illegible]

[illegible]

یہاں حامد بھائی جان کا بھی ایک خط درج [illegible] قارئین [illegible] کا یقین کہ میرے بڑے بھائی کا طرز تحریر بھی کس قدر دلچسپ تھا [illegible] تصنیف و تالیف سے شغف نہیں رہا۔ جب وہ بی اے آنرز میں تھے [illegible] یا تھا "سائنس کا [illegible]" پندرہ روزہ جریدوں میں اشاعت پذیر بھی ہوتے تھے [illegible] میں اپنا دل گرفتہ مضمون بھی شامل کیا تھا [illegible] پیدائش کی اطلاع دی تھی جو بابو جی کے لیے بے حد مسرت کی بات تھی [illegible] اپنے ہاتھ میں پہنی سونے کی انگوٹھی جس پر A بنا ہوا تھا وہ بھی [illegible] جو [illegible] شادی کے موقع پر پہنائی گئی

سید حامد رضا
بی اے (آنرز) ایم اے
لیکچرار شعبہ تاریخ
گورنمنٹ انٹر کالج جہلم
۵-۵-۸۴

پیارے ابا جان! آداب

آپ سب کو یہ پڑھ کر خوشی ہوگی کہ کل سہ پہر ہمارے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ میں آج ہسپتال سے نغمانہ کو گھر لے آیا ہوں۔ ڈاکٹر نے اجازت دے دی تھی۔ ماں بیٹا دونوں خیریت سے ہیں۔ بچے کا رنگ فی الحال بہت گورا ہے۔ ناک نقشہ اور آنکھیں تو بڑی کمال کی لگتی ہیں۔ شکل آپ جیسی ہے۔ ہونٹ البتہ ماں جیسے ہیں۔

ساجد بھائی کو آج ہی اطلاع دی ہے۔ [illegible] اور بچے کے متعلق ایک بات بہت دلچسپ ہے کہ ۲۹ اپریل کو ہماری شادی ہوئی۔ یہ چار منٹ کی [illegible] سات بجے پیدا ہوا۔ دیکھیں علم الاعداد والے کیا کہتے ہیں۔ [illegible] ذیل پتے پر لکھیں۔

معرفت چودھری محمد عظمت صاحب

زنانہ اسکول، کچہری روڈ، جہلم

فرحت کی امی نہایت خوش ہیں گویا ان کا پیا ہی پوتا ہوا ہے۔ ویسے کل بہت روئی تھیں، فرحت کی طرح سے خوشی اور فرحت کو سلام۔

فقط آپ کا بیٹا

حامد رضا

بچے کی ولادت کے وقت فرحت رضا کی والدہ [illegible] بچے کو سنبھالا تھا کیوں کہ [illegible]
[illegible] ذیشان حیدر کی ولادت [illegible]
[illegible] ذیشان حیدر کی [illegible]
[illegible] ذیشان حیدر
اس وجہ سے سب کے لیے یہ ایک خوشی کا وقت [illegible]

چند خطوط جعفر بھائی کے نام بھی کھو دیے ہیں۔ جب ابی جان کے ساتھ کبھی جہلم یا جلال پور شریف جایا کرتے تھے۔ سید پور، ماسٹی آرڈر کی رسید کے پیچھے درج ہے۔ ابا جان کی لکھائی سے صدہا ایک بھی تھی۔ وہ بچی کی رسید پر بھی تفصیلی نامہ تحریر کر دیا کرتے تھے مثلاً درج ذیل تحریر دیکھیے۔

عزیزم دولات

خط ملا۔ تمہاری امی جان کی علالت طبع کی خبر سے تشویش ہوئی۔ اگر زیادہ تکلیف ہو جائے تو لی ایم ٹی چیک اپ کرا کر مناسب علاج ہو سکے۔ تم بھی ساتویں دن Daraprim کی گولی کھانے کے بعد پیتے رہنا۔ کوٹھری میں پانی آنے کا رستہ بند ہو گیا ہے اب اوپر جانے میں کیا خطرہ ہے۔ دوسرے چوبارے میں اٹھنے بیٹھنے کا کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے شہتیروں کے نیچے بالے لگوائے ہوئے ہیں۔ اس سے کافی حد تک محفوظ رہیں گی۔ کمال[1] آیا تھا۔ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کی بہن وسیمہ کا اپنڈکس کا اپریشن کرا دیا گیا ہے۔ تمہارے ماموں جان وغیرہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آپریشن کامیاب تھا اور اب وہ رو بصحت ہے۔ ہمارا بھتیجا[2] کی تکلیف اب بحال نہیں رہی۔ ۵ پونڈ کا ڈرافٹ مل گیا ہے۔ ہم سب بفضل تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ رفیق نے ایک چٹھی لکھی تھی جس کا جواب مل چکا ہو گا۔ گل رفیق کی طرف سے اس کی امی جان کو آداب۔ تمہیں سلام و دعا۔ عروج کو بہت پیار کریں۔

دعا گو

علی عباس

۱۔ کمال اور وسیمہ ابن جان اکمل کے بچے ہیں۔

۲۔ ہمارا بھتیجا کی نابینا ہو گیا تھا۔

لاہور

۱۷ جولائی ۷۳ء

[illegible]

[illegible] کی [illegible] بڑی [illegible] آئی۔ تم تو چھپے ہوئے [illegible] ایک [illegible] تم سے ہوگی۔ [illegible] معلوم [illegible] لفظ [illegible] حال [illegible] ہے۔ [illegible] تو سمندر کو کہتے ہیں نا۔ ہم لوگ [illegible] ہیں۔ [illegible] سے گزر رہے ہیں۔ گزشتہ شب سے [illegible] [illegible] کمرے میں [illegible] پانی [illegible] کی [illegible] [illegible] کو پوچھا کہ معلوم کرے پانی کہاں سے آتا ہے اور جہاں [illegible] اسے بند کرانا بھی ضروری ہے۔

[illegible] تمہارا [illegible] ۲۱، ۲۲ کی درمیانی شب کو [illegible] ہے [illegible] سے تمہار[illegible] [illegible] اب ڈھونڈا تو کہیں پتہ نہ چلا [illegible] بھیجو۔

[illegible] کا سلام و دعا تمہیں اور تمہار[illegible] کو پہنچے۔ [illegible] صاحب اور [illegible] صاحب کی وفات کا احوال معلوم کر کے صدمہ ہوا۔ خدا بخشے۔

دعا گو

اباجان

[illegible] جہاں [illegible] تھے [illegible] کرتے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] وفات [illegible] [illegible] میں [illegible] تھے۔ [illegible] وقت سے ماسٹر صاحب اباجان کا [illegible] رہے۔ وہ [illegible] ان کی بہت [illegible] قدر کرتے تھے۔

۲۔ [illegible] صاحب [illegible] شریف میں [illegible] تھے۔ [illegible] سید [illegible] کی [illegible] پر فائز رہے۔ [illegible] کے [illegible] مشہور تھے۔ [illegible] بھی [illegible] تھے۔

سید میراں شیخ پارک

... لاہور

۲۶۔ جولائی

عزیزی مقصود احوات

خدا کا شکر ہے کہ خیریت سے ہو۔ حامد کے خط سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ تم نے ۶۹۲ نمبر ELJEKS سے لیے ہیں۔ یہ بات ہمارے سب کے لیے بڑی مسرت کا باعث ہوئی اور ہم نے خدا کا شکر کیا ہے۔ ہم سب کی جانب سے تمہیں مبارک باد۔ ممکن تو ہے کہ تم ابھی بھی آ جاؤ گے بہر صورت داخلہ کی بات کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تمہارے دوست نعیم نے ۳۳۰ نمبر لیے ہیں۔ تمہارے بارے میں کسی نے کہا کہ وہ مجھے بتا دیں نمبر دے گیا تھا اس کی دو مضامین میں Compartement آئی ہے۔ بارے حامد نے تمہارے امتحان کے سوالیہ پرچوں کو ڈھونڈا اور تمہارا رول نمبر مل گیا۔ میں نے ... کی دیوار پر کئی کمیٹیوں کے نمبر لکھے تھے اس سے اشتباہ ہو گیا کہ اس میں تمہارا رول نمبر کون سا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے پتہ کرایا۔ معلوم ہوا کہ داخلہ اگست کے آخری ہفتے میں ہوگا۔ حامد سنٹرل ماڈل سکول گیا تھا۔ وہ لوگ بھی Certificate جاری کر رہے ہیں۔ سکول بند ہے۔ چند ایک کلرک کام کر رہے ہیں۔

کوٹھڑی کے پانی کی بابت تم خود عالم ترکھان سے مشورہ کرنا۔ اس کا گھر اشتیاق کے گھر کے سامنے ہے۔ معلوم کرنا ہے کہ پانی کدھر سے آتا ہے۔ اس کوٹھڑی کے اوپر جو چوبارہ ہے اس میں رات کو نہ سونا۔ دوسرے چوبارے میں ... رکھنا ... ضروری ہے ... ہفتے میں دو دن Daraprim کی گولی کھانے کے بعد ضرور رکھنا ملیریا سے محفوظ رہو گے۔

تمہارا جلالپور گزٹ دلچسپ ہوتا ہے۔ ہفتہ وار اخبار سے مطلع کرتے رہنا۔ تمہیں اور تمہاری امی جان کو ہم سب کی جانب سے سلام علیکم۔

خیر طلب

علی عباس

سعید سنز

نسیم پارک ساندہ روڈ

لاہور

۲۵ اگست ۱۹۷۲ء

عزیزم ادوات

یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ عزیزم باقاعدگی سے مطالعہ کر رہا ہے۔ اب جبکہ ستمبر کا مہینہ بھی جلال پور ہی گزارنا ہے دوسرے مضامین بھی پڑھنا شروع کر دو۔ میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو چھٹی لکھ دی ہے۔ ریاضی اور تاریخ جغرافیہ کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ میں انشاء اللہ ستمبر کے پہلے ہفتے میں جلال پور آ جاؤں گا ۲ ستمبر کو میرا طبی معائنہ ہے۔ شاید دو سال کی رخصت کے اور مل جائیں۔ خوب جی لگا کر پڑھنا اور تاش اور پتنگ بازی میں وقت ضائع نہ کرنا۔ تمہارے لیے گھڑی میں لیتا آؤں گا۔

ہم بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

دعا گو،

ابا جان

۱۔ ابا جان کو ریٹائرمنٹ کے بعد [illegible] دو سال کے لیے [illegible] کر دیا گیا تھا۔ ان کی صحت قابلِ رشک تھی۔ [illegible] walk [illegible] کرتے تھے۔ [illegible]

لاہور

ستمبر ۱۹۷۳ء

عزیزم جعفر سلمہ! دعائیں

خط ملا کر کاشف عبارت ہوا۔ یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ عزیز حامد کی طبیعت رو بہ اصلاح ہے تم نے یہ نہیں لکھا ہے کہ بخار مسلسل آ رہا ہے یا کبھی کبھی نارمل بھی ہو جاتا ہے۔ عزیزی کی تو نانا جو وکر آئے تو اسے یہاں لے آؤ کہیں مرض میں الجھاؤ نہ پیدا ہو جائیں۔ کل سے نزلی کو بھی بخار آ رہا ہے اگرچہ وہ کم ہے تاہم نارمل نہیں ہوتا۔ اس کا علاج شروع ہے۔ تمہارا داخلہ بھی قریب ہے۔ دس تاریخ کے ایک دو دن بعد اعلان ہو جائے گا کہ کس کس کو داخلہ ملا ہے وہ پھر فیس بھی جمع کرانا ہوگی۔ اس لیے اس وقت تک میرا آنا مشکل ہے بلکہ شاید تمہیں بھی یہاں آنا پڑے گا اور Interview[1] دینا پڑے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ تم عزیز حامد کو لے کر یہاں آ جاؤ۔ اس کا علاج بھی طرح سے ہو سکے گا اور تمہارا داخلہ ہو جائے گا۔ کی جان وہاں رہنا چاہیں تو رہیں۔ عدالت سے اجازت ملی تو میں خود انہیں جا کر لے آؤں گا۔ نہیں تو تم میں سے کسی کو بھیج دوں گا۔

عزیز وقاص[2] کی بحالی پر مجھے خوشی ہوئی اسے دعوت کہنا گل اور نزلی کی جانب سے سلام و دعا۔ اپنی امی جان کو سلام علیکم کہنا۔

عزیز حامد کو میری طرف سے تھپکی دے کر کہنا۔ Sheerio

علی عباس

۱۔ جعفر بھائی جان کا میٹرک میں اے ون گریڈ تھا اور گورنمنٹ کالج میں داخلہ بھی ہو گیا تھا۔ ابا جان کو بیٹے اور حامد بھائی اور جعفر بھائی کے ملازمین "ہوسٹے" پر خوشی ہوئی تھی۔

۲۔ وقاص محمد شاہ مرحوم کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ محمد شاہ مرحوم ابا جان کی بڑی بہن بھاگ بی بی کے بیٹے تھے

ابا جان اپنی بڑی صاحب زادی گل شگفتہ کو بھی خط لکھا کرتے تھے مگر شاید کوئی بھی خط محفوظ نہیں رہا۔ ۳۰ مارچ ۲۰۰۹ کو باجی گل کی وفات کے بعد جب میں نے ابا جان کے تحریر کردہ خطوط اکٹھے کیے ان میں باجی گل کے نام تحریر شدہ ایک بھی مکتوب نہ ملا۔ ابا جان اپنی بڑی صاحب زادی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ باجی گل ایک حسین خاتون تھیں۔ ابا جان انہیں چھیڑا کرتے "میرے پاؤں تمہارے پاؤں سے زیادہ سفید ہیں" تو وہ خوب پاؤں صاف ستھرے کر کے کہتیں، "مقابلہ کر کے دیکھیں میرے پاؤں زیادہ گورے ہیں۔" ان کا پہلوٹھی کا بیٹا راولپنڈی میں پیدائش کے چند روز بعد وفات پا گیا۔ پہلے تو صبر کیے رہیں مگر جب لاہور آئیں تو ابا جان کو دیکھتے ہی بین کر کے رونے لگیں۔ ابا جان انہیں گلے لگا کر روتے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ تسلی دیتے رہے۔ میں سوچتی ہوں وہ دور ختم ہوا، وہ جیتے جاگتے لوگ کہاں کھو گئے
یادیں کبھی ہنساتی اور کبھی رلاتی ہیں۔

میں نے اپنے نام آئے مکاتیب سنبھال رکھے تھے۔ اشاعت کا ارادہ تو نہ تھا۔ ان خطوط نے حیات فسوں گر کے بدلتے مناظر میں بہت کچھ رہنمائی اور حوصلہ دیا ہے۔ آنسوؤں میں مسکان کی جھلملاہٹ اور الجھنوں میں سلجھاؤ کی تدابیر عنایت کی ہیں۔ میں آج بھی انہیں پڑھتی ہوں تو ابا جان کی آواز دھیمے دھیمے سماعتوں میں رس گھولتی، آشتی کا پیام سناتی، شر پسند رکھوں کو نظر انداز کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

جلال پور شریف
۲۳ جولائی ۱۹۷۶ء

عزیزہ لالہ رخ سلمہا! دعائیں

تمہارا مراسلہ مل گیا ہے۔ احوال سے آگاہی ہوئی اور تم لوگوں کی خیر و عافیت کی خبر معلوم کر کے اطمینان ہوا۔ تمہاری امی تو کئی دنوں سے مضطرب تھیں کہ چندی نے آ کر خط نہیں لکھا۔ یہاں کل بڑے زور کا مینہ برسا۔ ساری رات دھواں دھار بارش ہوتی رہی کئی لوگوں کے مکان زمین بوس ہو گئے ہیں۔ بہر صورت ہوا میں خنکی اور خوشگواری کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

عزیزہ اختر کے بچوں سے وہاں خوب چہل پہل ہو گئی ہو گی اور تمہارا وقت بھی اچھا کٹتا ہو گا۔ میرا ارادہ ہے کہ تم لوگ یہاں آؤ تو شیبہ کو یہاں آنے کی دعوت بھی دی جائے۔

عزیزہ گل شگفتہ صبا کو میری طرف سے تسلی دینا۔ جب تمہاری بی خط لکھتی رہتی ہیں تو مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوتی عزیزہ کے دل میں وہم اٹھتے رہتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے کہ گڑیا بیٹھنے لگی ہے بہت خوشی ہوئی میرا ارادہ ہے اب پورا آنے کا اس جائے تو باجی اور گڑیا کو بھی لیتی آنا یہاں چار دن رونق ہے گی۔

عزیز جعفر علی کا ارادہ کیا ہے۔

عزیزہ ساجدہ شگفتہ، ثمی کو ہم سب کی دعائیں۔ اختر علی کے بچے وہیں ہوں تو انہیں اور عزیزہ امجد اور اس کے بچوں کو دعائیں۔ امی اور بھائی جان کی طرف سے سلام دعا

دعاگو

علی عباس جلالپوری

سید اختر حسین کے پانچ بچے ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی (میری بھالی) ... سید ... شاہ ... وہ بچے سید مجیب حسین اور سید حبیب حسین سب سے چھوٹے ... ہیں۔

کی ... شگفتہ کی ... صاحب زادی ... ہیں۔

... اختر حسین کے چھوٹے بھائی ہیں۔

Lahore

October 10,1978

Dear, Lala Rukh

Your letter came to us as a pleasant surprise. All of us missed you so much after your departure, but keeping in view your education we kept outwardly calm. Little Sadaf Shireen said that you would return in the evening. It is difficult for her mother to give her bath because she says that her aunt would do it. I learned of your difficulties in the Hostel but you know life is not a bed of roses and we must have courage and grit to adjust ourselves to the changed circumstances. I am trying to get your brother transfered to Jhelum. On his coming to Jhelum we shall shift to that town and you can migrate to the girls college over there. If we dont succeed in this plan we are thinking of renting a home at Gujrat and move over there.

As far as your studies are concerned do whatever is possible. I shall of course help you over come your difficulties in English. Meanwhile do your best under the circumestances.

Hamid Raza came in the last week and left with us a hundred rupees for you. The money is lying with us as a deposit. If the food is too spicy you can eat some grapes and banana at your dinner. It will keep your digestion o.k.

I gave your chit to Najma[1] and she came to get your adress

She might write to you in one of these days.

Love from your mother, gul and Jafar Pay our regards to Sardar[2] Begum and thank her on our behalf for what ever she has done for you.

Yours Affectionalety Father

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

لاہور

۳۱ اکتوبر

عزیزہ لالہ رخ سلمہا! دعائیں

[illegible]

[illegible] integrate کر [illegible] تو [illegible] نکال دیں گے

مجھے [illegible] احساس ہے [illegible] کہ تمہاری ہضم [illegible]

میں رات gas [illegible] carbonative mixture [illegible]

[illegible]

[illegible]

تمہیں [illegible] Ovaltine کا ایک ڈبہ بھی [illegible] دیا ہے

[illegible] انگریزی کا [illegible] ختم

کرا دوں گا۔ [illegible] کے ہاتھ میں

[illegible] ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] لگی ہے۔

[illegible] تمہاری [illegible]

[illegible] سلام [illegible]

دعا گو

علی عباس جلالپوری

۱۔ [illegible]

لاہور

۲۳ نومبر ۱۹۷۸ء

عزیزہ سلمہا! دعائیں

یہاں پہنچ کر عزیزہ کا خط دیکھا۔ میں آج ہی ایک سو روپے کی آرڈر کر رہا ہوں۔ اُمید ہے یہ رقم وقت پر مل جائے گی۔ الجھن سے بچنے کے لیے آئندہ تم کچھ روپے پاس ہی رکھا کرو۔

عزیز حامد رضا کسی دوست کی شادی کے سلسلے میں یہاں دو دن قیام کر کے واپس چلا گیا ہے۔ اُسے عزیزہ کا خط پڑھوا دیا تھا۔ میں پڑھ چکا یا تو اس سے مزید وہ کچھ نہیں کہا۔ جلالپور کے "مذاکرات"[1] کی تفصیل بھی اُسے بتا دی تھی۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ فروری یعنی عزیز ساجد حسین کی آمد تک ہر صورت انتظار کریں گے۔ اُس کے بعد بات کسی فیصلہ کن مرحلے پر نہ پہنچ سکی تو از سرِ نو اس مسئلے کا جائزہ لیں گے۔

عزیز مظفر رفعت میڈیکل ٹیسٹ کے لیے call کا انتظار کر رہا ہے

تمہاری امی اور بابی کے مابین حسبِ سابق مباحثے ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ان کا موضوع کچھ بھی نہیں ہوتا یا کم از کم میری سمجھ میں نہیں آتا۔

نجمہ تمہیں بہت یاد کرتی ہے۔ اُس کی حالت یہ ہے کہ کبھی کالی گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور کبھی دن گھٹاؤں کے کنارے اُمید کی کرنوں سے منور ہو جاتے ہیں عجیب گومگو کے عالم میں ہے۔

عزیزہ کا سویٹر مکمل ہونے پر پارسل کر دیا جائے گا۔

تمہاری امی، بابی اور مظفر کی طرف سے دعائیں۔ صدف شیریں اور [illegible] بہت سے ہیں اور خوب چونچال ہیں۔ اپنی دونوں سہیلیوں کو میری طرف سے دعا کہنا جن سے ایک بہت مختصر لیکن بڑی خوشگوار ملاقات ہوئی تھی۔ مسز چوہدری[2] سے کہو اپنی امی جان کی طرف سے سلام مسنون وہ [illegible] آ گئی ہوں گی۔

ابا جان

۱۔ حامد بھائی کی شادی کی بات چیت چل رہی تھی جو نجمہ آپا کے بچپن سے منسوب تھی مگر خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے یہ شادی [illegible] ختم ہو گئے [illegible]

۲۔ وہاں ہوسٹل کی [illegible] مسز [illegible] چوہدری۔

لاہور

۱۷ جنوری ۱۹۷۹ء

عزیزہ سلیہا دعائیں

عزیزہ کے دونوں خطوط ملے۔ حالات سے آگاہی ہوئی اور عافیت کی خبر سے اطمینان ہوا۔ میں نے کئی دن ہوئے ایک سو روپے کا منی آرڈر بھیجا تھا۔ امید ہے کہ اب تک مل گیا ہوگا۔ عزیزہ کسی دن جلالپور جائے اور عزیزہ گل شگفتہ اور بچیوں کی خیریت سے ہمیں باخبر کرے کہ اس ضمن میں مجھے بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔ مسز چودھری کی بیچاری والدہ کی وفات کی خبر سن کر دلی افسوس ہوا۔ عزیزہ میری طرف سے اُن سے اظہارِ افسوس کرے۔ عزیزہ کی والدہ کسی دن تعزیت کے لیے مسز چودھری کے پاس جائے گی۔ عزیز کا تبادلہ ہو گیا تو عزیزہ کو انشاءاللہ migrate کرا لیں گے اور موجودہ آزمائش کا دور ختم ہو جائے گا۔ عزیز جعفر سلیہا کا کام بھی انشاءاللہ ہو جائے گا۔ امی تمہیں دعا کہتی ہیں۔ عزیز جعفری کی طرف سے دعائیں۔

بہی خواہ

علی عباس

1 ساجد بھائی جان بسلسلہ ملازمت امارات بھیجا چلے گئے تو کچھ عرصہ بھابی لاہور رہیں۔ عید وزیر لاہور ہی کے ہسپتال میں پیدا ہوئیں۔ کچھ عرصے کے بعد بھابی کی سسرال جعفر والا پر چلی گئیں۔ وہیں سے بھائی ساجد بھیجا لے گئے۔

سید علی عباس جلالپوری
A-111 نعیم پارک ساندہ روڈ۔ لاہور
مورخہ ۲۵۔ اپریل

عزیزہ سلمہا دعائے سلامتی

خط ملا۔ یہ معلوم کر کے کہ گونہ مسرت ہوئی کہ عزیزہ نے انگریزی کے پرچے میں امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ مبارک باشد۔ یاد رہے کہ اچھی کارکردگی کے لیے سارے مضامین کو یکساں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ عزیزہ ہر روز سب مضامین کو وقت دیا کرے۔ ہاں انگریزی کو بہ نسبت دیگر مضامین کے زیادہ وقت دینا مناسب ہے۔

میں آج دو سو روپے منی آرڈر کے ذریعے بھجوا رہا ہوں۔

عزیز حامد سلمہ کا تبادلہ ہونے پر انشا اللہ عزیزہ کو جہلم کے گرلز کالج میں منتقل کر دیں گے۔

اپنی صحت کا خیال رکھنا۔ رات کو کم از کم آٹھ گھنٹے سونا ضروری ہے۔ کم سونے سے ذہن پر دباؤ پڑتا ہے۔

ہمیں ساجد حسین سلمہ کا انتظار ہے۔ صدف شیریں خالہ کو بہت یاد کرتی ہے۔ خاص طور سے رات کو سوتے وقت۔ حفیظہ بھی ماشااللہ تندرست ہے۔

ہم سب کی طرف سے دعائیں۔ مسز چودھری کو سلام مسنون

دعا گو
علی عباس

سید علی عباس جلالپوری
A-II نسیم پارک ساندہ روڈ، لاہور

مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۷۹ء

عزیزہ سلمہا دعائیں

امید ہے کہ تم قرینِ صحت و عافیت ہو گی۔ جواب میں دیر اس لیے ہوئی کہ جلال پور[1] جانے کا پروگرام بن گیا۔ عزیزہ اختر حسین نے لکھا ہے کہ ۹ مئی کو جلال پور پہنچ جائیں۔ عزیزہ بابل گل بھی ۲۳ ۔۱۰ ماہ وطن کو باہر[2] جا رہی ہے۔ اس تقریب کے ساتھ اس کو رخصت بھی کریں گے۔ رسم منگنی کے لیے ۱۹ مئی کی تاریخ دی گئی ہے۔ میں اور تمہاری والدہ ۱۸ مئی کو گجرات پہنچ جائیں گے اور عزیزہ کو ہمراہ لے جائیں گے۔ عزیز حامد نے کہا تھا کہ وہ بھی ۱۸ مئی کو وہیں پہنچ رہا ہے۔ اگر وہ ہم سے پہلے پہنچ گیا تو عزیزہ کو ساتھ لے جائے گا۔ بہر صورت ۱۸ مئی کو تیار رہیں۔ باقی بوقتِ ملاقات۔

خیر اندیش

ابا جان

۱۔ جلال پور گجرات سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر ہے۔

۲۔ بابل گل کو ساجد بھائی بیاہ کے لے گئے تھے۔ ان کی چھوٹی صاحبزادی، داماد ... پیدا ہوئیں۔

لاہور

۲۹ مئی ۱۹۷۹ء

عزیزہ ولادہ فرخ سلمہا

دعائیں۔ عزیزہ کو یہ معلوم کر کے افسوس ہوگا کہ عزیزہ کے ماموں محمد افضل خاں ۲۲۔ مئی کو کراچی میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ ان کے بیٹے بیٹیاں میت کو بذریعہ طیارہ لے کر لاہور پہنچے اور یہاں سے جہلم لے گئے۔ ہمیں وقت پر اطلاع مل گئی تھی اس لیے ہم جنازے اور تدفین کی رسوم میں شریک ہوئے۔ واپسی پر دیر ہو گئی تھی اس لیے عزیزہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ امید ہے کہ عزیزہ خیر و عافیت سے ہوں گی اور پرچے اچھے ہو رہے ہوں گے۔

تمہاری امی جان دعا کہتی ہیں۔

خیر طلب

علی عباس

پس نوشت: میں نے یہ خط ابھی ڈاک کے سپرد نہیں کیا تھا کہ تمہارا خط ملا ہے اور خیریت کی خبر پا کر اطمینان ہوا۔ قرائن تو یہی ہیں کہ ہم ۹ جون تک یہیں ہوں گے۔ مسعود کے فرج کا انتظار اب کرنا ہی پڑے گا۔ نجمہ تمہیں سلام کہتی ہے اور جو مرہم اس کی بھاوج استعمال کرتی رہی ہے اس کا نام haianum cintment ہے۔ تمہاری والدہ کو قدرتاً اپنے شفیق بھائی کی موت کا بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ میں اس کی تالیف قلب کی کوشش کرتا رہتا ہوں لیکن اس نوع کے صدمات کا مداوا وقت ہی کر سکتا ہے۔ امید ہے کہ تم باقاعدگی سے اپنا مطالعہ کر رہی ہو گی۔ مریم صاحبہ کا تبادلہ امید ہے ہو گیا ہو گا اور نہ تو ہو جائے گا ان شاءاللہ۔ عزیزہ کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کے خیالات کے ساتھ اسلوب بیان میں بھی پختگی آ گئی ہے ماشاءاللہ۔

انکل ... کی بیوی کا رویہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا لیکن ہمیں اس پر حیرت نہیں ہوئی۔ ہم تو مرحوم کے بیٹے بیٹیوں اور داماد کے ساتھ تعزیت کے لیے گئے تھے اور انہی کے پاس ٹھہرے۔ بڑے نفیس اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ میں نے پچاس روپے بطور فاتحہ خوانی انہیں دیے تھے۔ ان سے مل کر اپنائیت کا احساس ہوا۔

[illegible]

لاہور

۲۰ جون ۱۹۷۹ء

عزیزہ سلامت رہو

خط ملا یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تم ۲۳ کو معہ عیال یہاں آ رہی ہو امید ہے کہ بچے اچھے ہو گئے ہوں گے۔

گورنمنٹ کی بس میں بیٹھ کر آؤ تو لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے پاس بھی اُتار دیتے ہیں وہاں سے سواریوں کے ساتھ تانگے میں بیٹھ کر بھاٹی دروازے اور وہاں سے سانداکے تانگے مل جاتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ بس کے اڈے پر اُترو تو ریلوے سٹیشن کے سامنے کی جانب مغرب تانگوں کا اڈا ہے وہاں سے سواریوں کے ساتھ بھاٹی دروازے اور وہاں سے سانداکا تانگہ مل جاتا ہے۔ پرائیویٹ بس سے آنا ہو تو بادامی باغ کے اڈے پر بھی بھاٹی دروازے کے تانگے مل جاتے ہیں۔ سواریوں کے ساتھ بیٹھ کر بھاٹی دروازے اور وہاں سے اسی طرح سانداے۔ رحمن میڈیکل سٹور کے آگے اُتر جانا گھر یاد ہے تو تمہیں معلوم ہی ہو گی۔ میں اپنی تسلی کے لیے لکھ رہا ہوں۔ رکشہ میں اکیلی مت آنا۔

باقی بوقتِ ملاقات

دعا گو

باپو

لاہور

۱۸۔ستمبر ۱۹۷۹ء

عزیزہ صاحبہ

دعائے سلامتی۔ امید ہے کہ عزیزہ پوری یکسوئی اور دلجمعی سے مصروفِ مطالعہ ہوگی۔ تمہاری امی کو تمہارے خط کا انتظار رہا۔ اُس کا خیال تھا کہ تم ان ایام میں جلالپور گئی ہوگی اور وہاں سے منا کے لباس اور جوتے کا ناپ لا کر ہمیں بھیج دو گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو تم گئی ہی نہیں یا ناپ بدستور ایک لاینحل مسئلہ بنا ہوا ہے۔ نجمہ کہتی ہے کہ ناپ آجاتا تو وہ اپنی نگرانی میں دو چار سوٹوں پر کام کروا لیتی۔ اچھا بعد میں سہی۔ ہم لوگ سامان سمیٹ رہے ہیں اور نقل مکان کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ ارادہ ہے کہ مہینے کے آخر میں یعنی ۲۹، ۳۰ تاریخ کو عازمِ وطن[۱] ہوں گے۔ اگر ان تاریخوں پر ٹرک کا معقول انتظام نہ ہو سکا تو اکتوبر کے پہلے ہفتے میں جائیں گے انشاء اللہ۔ یہاں کل سے گھن گرج سے مینہ پڑ رہا ہے۔ خاصی ٹھنڈک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہیں ژالہ باری ہوئی ہے۔ ہمارا دھیان دوڑ کر تمہاری طرف جاتا ہے کہ تمہارے پاس سرما کے کپڑے نہیں ہیں ٹھنڈک ستائے گی۔ عزیزان حامد اور جعفر ایک چکر لگا گئے ہیں۔ عزیز حامد کا تبادلہ تا حال نہیں ہوا لیکن ہم مایوس نہیں ہیں۔ اپنی سی کوشش کیے جا رہے ہیں۔ امی جان دعا کہتی ہیں۔

خیر طلب

علی عباس

---

[۱] لاہور سے جلالپور شریف منتقل ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔

سید علی عباس جلالپوری

جلال پور شریف (P.O) ضلع جہلم

مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء

عزیزہ لالہ رخ سلمہا

دعائے سلامتی! ہم لوگ حضرو کل خیر و عافیت جلال پور شریف پہنچ گئے۔ ٹرک کا انتظام تمہارے بھائی جان نے کیا تھا۔ وہ علی الصباح ٹرک لے کر لاہور پہنچے اور وہاں سے ایک بجے دوپہر عازم جہلم ہوئے۔ میں اور تمہاری دادی بس پکڑ کر شام کو پہنچ گئے۔ سامان بحفاظت تمام یہاں آ گیا اور کسی چیز کا نقصان نہیں ہوا۔ اس طرح یہ کٹھن مرحلہ بحسن و خوبی طے ہو گیا اور میں ۳۲ برس کی جلاوطنی کے بعد دوبارہ اپنے آبائی گاؤں آ گیا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

یہاں کا موسم بہت اچھا اور صحت پرور ہے۔ روشنی اور صاف ہوا اور صحت بخش پانی میسر ہے۔ مجھے لاہور سے آنے کا بالکل ملال نہیں ہوا البتہ محمد رشید بخش صاحب اور بچوں نے جس محبت اور خلوص سے ہمیں رخصت کیا اس سے طبیعت افسردہ ہو گئی۔ ایسے لوگوں سے بچھڑنے کا غم تو ہوتا ہی ہے۔ خدا انہیں خوش رکھے۔ بجو تمہیں بہت یاد کرتی تھی۔ اس کی شادی آئندہ دسمبر میں ہو رہی ہے۔ ملتان سے عشرت کا خط آیا تھا جس میں اس نے گلہ کیا تھا کہ لالہ رخ اس کے خطوں کا جواب نہیں دیتی۔ میں نے یہ شکوہ تم تک پہنچا دیا ہے۔ عزیزہ وحیدہ کو نیند نہیں آتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بے خوابی سے اس کا معدہ متاثر ہو گا۔ رات کو دائیں کروٹ سو جایا کرو۔ ریڈیو چلتے رہنے سے بے خوابی کی شکایت ہو جاتی ہے اور نیند لانے کا ایک نفسیاتی نسخہ یہ ہے کہ لیٹ کر جسم کو اچھی طرح relax کرو اور آنکھیں بند کر کے کسی خوشگوار تخیل کو ذہن میں بسا لو۔ پانچ دس منٹ میں نیند آ جائے گی۔ بے خوابی زیادہ ہو تو اس طرح آدھ گھنٹے میں لازماً نیند آ جاتی ہے بشرطیکہ ذہن کو پوری یکسوئی سے relax کیا جائے۔

تمہاری امی جان اور بھائی جان کی طرف سے دعائیں۔

خیر طلب

علی عباس

جس کی شادی میں امی جان اور [illegible] نے شرکت کی تھی۔

۲۔ [illegible] کراچی سے قبل آ چکا ہے [illegible] ایک صاحب حسین [illegible] کی بیگم [illegible] سے [illegible] امی جان اور [illegible] بھائی ان کی شادی میں شرکت کے لیے ملتان بھی گئے تھے۔

جلالپور شریف

۲۱ نومبر ۹۰ء

عزیزہ صہبا دعائے سلامتی

تمھیں یہاں سے گئے بہت دن ہوئے لیکن تم نے اپنی خیریت کی خبر نہیں دی۔ اُمید ہے کہ تمہاری صحت اچھی ہوگی۔ تمہاری امی جان نے بتلایا تھا کہ بس میں تمھیں قے آتی رہی۔ ناقص غذا کی کمی کو دور کرنے کے لیے B complex with c کے کیپسول منگوا کر استعمال کرنا۔ P fizer کمپنی کے اچھے ہوتے ہیں۔ تیس دن کے بعد دس روز کا وقفہ دے کر پھر استعمال کیا کرنا۔ ہم بالفضلہ خیریت سے ہیں۔ صحن میں چبوترہ بنوا دیا ہے اور بڑے کمرے کے دروازوں کے طاق لگوائے ہیں جس سے اس کی شکل معقول ہوگئی ہے۔ تمہاری امی جان اور بھائی جان کی طرف سے دعا پیار۔

اپنی خیریت سے جلدی مطلع کرنا۔

خیر طلب

ابا جان

جلال پور شریف

۳۰ دسمبر ۱۹۷۹ء

عزیزہ مسعود۔ دعائیں

خطوط ملے۔ احوال سے آگاہی ہوئی۔ میں ۲۰۰ روپے کی آرڈر کے ذریعے بھیج رہا ہوں۔ امید ہے ضروریات پوری ہو جائیں گی۔

تاریخ ہسپانیہ کے بارے میں اس مرحلے پر تو یہی مشورہ دے سکتا ہوں کہ کچھ ابواب خاص طور سے پڑھ لیں۔ کوئی بھی کتاب اس موضوع پر کام دے جائے گی۔ طارق حملے کے اسباب و نتائج، عبدالرحمٰن الداخل (اول)، عبدالرحمٰن ناصر، الحکم، ہشام، الحاجب یوسف بن تاشفین، معتمد، مسلمانوں کی علمی سرگرمیاں، طب، فلسفہ، فن تعمیر، سائنس، ابن رشد وغیرہ کی کتابوں کے ترجموں کی یورپ میں اشاعت جس سے اہل مغرب سائنس اور فلسفہ سے روشناس ہوئے وغیرہ اور ان کی تحریک نشاۃ ثانیہ Renaissance پر عربوں کی تہذیب کے اثرات ان موضوعات کا مطالعہ کر لے سے کام چل جائے گا۔ بعد میں پوری تیاری ہو جائے گی۔ لاہور جانے کی زحمت نہ کریں۔ ان شاء اللہ بہتری ہوگی۔ عزیزہ نے ہفت عشرہ پہلے بتایا ہوتا تو Notes تیار ہو سکتے تھے۔ اب وقت کم ہے اور میرے پاس بھی متعلقہ کتب نہیں ہیں۔

عشرت اور شیبا کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ عشرت اور اس کی بی قم سے بہت خوش ہیں۔ گل کی خیریت کا خط بھی آ گیا ہے۔ الحمد للہ۔

ہم بفضلہ خیر و عافیت سے ہیں۔ تمہاری امی اور حامد کی طرف سے دعا۔

خیر طلب

بابا جان

۱۔ شیبا او رعروج کی تحریر: نوٹ "تمہیں" [illegible] پر عائد کی تھی۔ وہیں سے [illegible] کا سلسلہ شروع ہوا

جلالپور شریف

۱ جنوری ۱۹۸۰ء

عزیزہ سلطانہ دعائے سلامتی

خط ملا۔ آنکھوں کے بارے میں کسی مستند ماہر امراضِ چشم سے مشورہ لیں۔ آنکھوں کے آشوب کے لیے گلوکو کے Eye drops یا Betnesel-N ہیں۔ ان کے استعمال سے پیشتر ڈاکٹر سے مشورہ لینا ضروری ہے۔ رات کو مطالعہ ترک کر دیں اور کم از کم آٹھ گھنٹے سویا کریں۔ آنکھوں کو آرام ہوا تو [illegible] ہو جائے گی۔ میں نے عزیزہ کے لکھنے کے مطابق عزیزہ اختر حسین کو خط لکھا تھا۔ اس کے جواب کا انتظار ہے۔

شہناز بی بی کے بارے میں میری سمجھ میں تو یہی بات آتی ہے کہ وہ وہاں پرنسپل صاحب سے اپنی تبدیلی کا ذکر کریں اور ان کے مشورے اور اجازت سے لوکل ڈگری کالج کے جغرافیہ کے لیکچرر کی دو ماہ کے لیے ٹیوشن رکھ لیں۔ وہ انھیں ہوسٹل کے مہمان خانے میں پڑھا جایا کریں گے۔ اس کے علاوہ تو کوئی صورت مجھے نظر نہیں آتی۔ جغرافیہ بڑا اہم مضمون ہے اور بہت کم خواتین اس میں qualify کرتی ہیں۔ اگر شہناز جغرافیہ میں بی اے یا ایم اے جغرافیہ کر لیں تو ان کا career بہت روشن ہو سکتا ہے۔

میری طرف سے انھیں دعا پیار۔ قمر، امی اور بھائی جان دعا کہتے ہیں

محمد بخش

ابو جان

[illegible] ہوسٹل میں سینئر میری دوست تھی اور انھیں [illegible] آتی تھی۔

جلالپور شریف

مارچ ۱۹۸۰ء

عزیزہ سلمہا! دعائے سلامتی

عزیزہ! تمہارا اور اس کی بیٹی نائلہ کا رجسٹرڈ خط مجھے بہت دیر سے ملا۔ اس لیے فرمائش پوری نہ کر سکا۔ عام ڈاک میں یہ خط آتا تو جلدی مل جاتا۔ عزیز حامد سلمہ کا تبادلہ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج جہلم ہو گیا ہے۔ عزیز نے گزشتہ جمعرات کو وہاں چارج لے لیا ہے۔ فی الحال وہ ہوسٹل ہی میں مقیم ہے۔ موقع ملا تو ی کالج میں تبادلہ کرا دیں گے۔ عزیز جعفر پرسوں چلا گیا تھا۔ میں اور تمہاری امی دو ہونے کے باوجود "اکیلے" رہ گئے ہیں۔ اتنے بڑے مکان میں دونوں کا "اکیلا" رہنا کچھ عجیب سا لگتا ہے لیکن تنہائی اس کا مقدر ہے۔ رفاقتیں عارضی ہوتی ہیں۔ تنہائی مستقلاً اس کے ساتھ ہے۔ بقول صوفی تبسم

اس چمن کی دنیا میں ہے کلی کلی تنہا

میری جانب سے نائلہ سے معذرت کر دیں اور شہباز کو دعا کہیں۔ یہاں اس کا مختصر قیام ایک یاد چھوڑ گیا ہے۔ تمہاری امی کی طرف سے تمہیں اور شہباز کو دعا۔

خیر طلب

ابو جان

مرے میں تقریری مقابلہ جس میں سال دوم کی طالبہ نائلہ نے تقریر لکھنے کی فرمائش کی تو میں نے ابو جان کو خط جو انھیں دیر سے ملا۔

جلالپور کے گھر میں ابو جان کی سکونت دو چھوٹے کمروں میں تھی۔ بیگم ابی جان کا قیام بیچ والے کمرے میں تھا۔ ابا جان بیٹھا کرتے اور دن کا بیشتر وقت لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے۔

جلال پور شریف

۱۷ اپریل ۱۹۸۰ء

عزیزہ مسلمہ! دعائے سلامتی

خط ملا۔ میرے خیال میں عزیزہ وہ داخلہ فارم بھجوا کر ہی یہاں آئے تو مناسب ہے۔ عزیزہ یہاں ہو اور کالج سے داخلہ فارم روانہ کر دیے جائیں تو شاید عزیزہ کو ان کا پتہ ہی نہ چل سکے۔ تعلیم کی کمزوری ان شاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ ہر روز دو تین گھنٹے پڑھ لینا کافی ہوتا ہے۔ پڑھائی سے فارغ ہو کر خوش گپیاں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ لیکن مطالعہ کو بہر صورت مقدم سمجھنا ضروری ہے۔

فرحت چک جہولی چلی گئی ہے۔ اب غالباً ۱۵ مئی کے بعد ایک آدھ ہفتے کے لیے یہاں آئے گی ہم دونوں بفضلہ خیریت سے ہیں۔ تمہاری امی اس کے بعد گجرات جائیں گی۔ عزیزم حامد سلمہ کا خط آیا ہے کہ وہ ماتم پرسی[1] کے لیے گجرات جائے گا۔ عزیز جعفری کی چٹھی آئی تھی جس سے امید ہے کہ مطلوبہ کام ہو جائے گا۔ دعا کرتی رہیں۔ تمہاری امی تمہیں پیار کہتی ہیں۔

دعا گو

ابا جا

۱۔ جلال پور سیداں میں کسی عزیز کی وفات کے موقع پر۔

منی آرڈر کی رسید پر تحریر مختصر نامہ

عزیزہ سلمہا۔ دعائیں

عزیزہ کے دونوں خطوط مل گئے ہیں۔ عزیز حامد سلمہ نے یوم عاشور میں گزارا۔ عزیزہ کی تنہائی کا احساس عاشورہ کے دن ہوتا رہا۔ عزیزہ کو بھی اب کے شام غریباں کا مفہوم سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ باقی بوقت ملاقات۔ ۱۹۔ ماہ حال کو عزیز جعفر سلمہ عزیزہ کو لینے گجرات پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ۔

علی عباس جلالپوری

جلالپور شریف ضلع جہلم

یکم ستمبر ۱۹۸۰ء

عزیزہ مطلبہ! دعائے سلامتی

تمہارا خط مل گیا ہے۔ تمہاری خیر و عافیت کی خبر دیکھ کر اطمینان ہوا۔ یہ امر بھی خوشی کا باعث ہوا کہ تم پورے اعتماد کے ساتھ امتحان دے رہی ہو۔ تم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی۔ اب پورے سکون سے امتحان دو اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دو۔ انشاء اللہ بہتری ہوگی۔

پہلے پرچہ غور سے پڑھنا۔ پہلی نظر میں پرچہ مشکل محسوس ہوتا ہے۔ دوسری بار نگاہ ڈالنے سے اشکال رفع ہو جاتا ہے۔ پھر اس سوال کا جواب لکھنا جو تم بہت اچھی طرح کر سکتی ہو۔ اسی قسم کا ایک سوال آخر میں حل کرنا۔ تمام سوالوں کو مناسب وقت دینا ضروری ہے اور آخر میں ۵،۱۰ منٹ دہرانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ تاریخ کا پرچہ عموماً طوالت طلب ہوتا ہے۔ اس لیے شروع ہی سے لکھنے کی رفتار تیز رکھنی مناسب ہے۔ جوابات کے نمبر اور سرخیاں نمایاں ہوں۔ Points پرچہ دیکھنے والوں کو پہلی نظر ہی میں واضح ہو جانے چاہئیں۔ خطوط سیدھے ہونے چاہئیں۔ کاپی پر حاشیہ لگانا اچھا لگتا ہے۔ سطریں سیدھی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ پرچہ دیکھنے والے پاس کو دیکھنے میں سہولت ہو اور اسے Points تلاش نہ کرنے پڑیں۔ پرچہ دیکھنے والے کا پہلا تاثر خوشگوار ہو تو وہ کھل کر نمبر دیتا ہے۔ اردو، فارسی کے پرچے میں خوشخطی کا ممکن حد تک خیال رکھنا۔ یہ نہ ہو کہ خوشخطی کا اہتمام کرتے ہوئے سوال ہی پورے حل نہ ہو سکیں۔

انگریزی کے پرچوں میں Spelling اور Tense کی اغلاط نہیں ہونی چاہئیں۔

سب سے آخر میں سب سے ضروری۔ پرچہ مگن ہو کر لکھو۔ کسی کو کچھ بتاؤ نہ کسی سے کچھ پوچھو۔ اس طرح اپنے آپ پر اعتماد مجروح ہو جاتا ہے اور پورے اعتماد سے پرچہ لکھو۔ گھبراہٹ و بے چینی رکاوٹ بن جاتی ہے اور Good Luck!

جیسا کہ میں نے زبانی کہا تھا۔ رات کو زیادہ دیر تک مت جاگنا۔ صبح کو جو پرچہ ہو اس پر ایک دو بار سرسری نگاہ ڈال لینا کافی ہوتا ہے۔

دعا گو

ابا جان

سید علی عباس جلالپوری

4-A Shabbir Road

Lahore cantt

۳ نومبر ۸۰ء

عزیزم حسن عسکاری! دعائے سلامتی

خط ملا۔ احوال سے آگاہی ہوئی۔ یہ امر موجب اطمینان ہے کہ عزیزہ فرحت رہنے لگی تمہارے پاس ہے اور تمہارا وقت اچھا گزر رہا ہے۔ میں ڈاکٹر کو دکھا رہا ہوں۔ اس نے چند Tests کرانے کے لیے کہا تھا۔ امجد صاحب سے ان Tests میں میرے ساتھ ہوتا تھا۔ تمہیں پی پی پی کے لیڈر کی موت کی اطلاع تو آئی ہوگی اور [illegible] ہم [illegible] ہوئے۔ اب [illegible] شاید ہم سے ملی ہوں۔ پی پی پی کیمپ کے سامنے غلام حیدر [illegible] کو قریب ہی سے گولی [illegible] لوگ وحشت زدہ ہو کر بھاگے اور پی پی پی کے لوگ جو جمع تھے [illegible] دو تین [illegible] تو اس میں [illegible] بچے کی وجہ تھی کہ [illegible] جسم میت لانے کے لیے ہوائی جہاز سے ملک گئے تو وہاں سے کہا گیا کہ میت تو لے جاؤ لیکن اس کا پیٹ چاک کر کے اور صاف کر کے اس میں مصالحے بھرنے پڑیں گے۔ اس پر [illegible] نے امجد صاحب کو فون پر مطلع کیا۔ یہاں امجد صاحب اور ان کے بچوں نے کہا کہ میت کا چیر پھاڑ نہ کیا جائے بلکہ اسے وہیں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ کل یہاں [illegible] کی گئی [illegible] امجد صاحب کو تو بہت صدمہ پہنچا ہے پہلے وہ ان کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ پھر ہوش و حواس کے سبب لوٹ آنے لگے اور ان کی باتوں سے ان کی طبیعت سنبھل گئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں گھر جاتا ہوں Tests بھی ہو جائیں گے لیکن وہ کہنے لگے اور کہتے ہیں کہ اس طرح آپ کو [illegible] دوں گا۔ دو چار دن تک Tests ہو جائیں گے پھر ڈاکٹر سے مشورہ کر کے چلے جانا۔ چنانچہ اب مجھے گھر پہنچنے میں چند روز کی تاخیر ہو جائے گی۔ فرحت رہنے چلی جائے تو کسی کو اپنے یہاں رات کو سلا لیا کرنا تاکہ مجھے تسلی ہو۔ [illegible] افضل خان اور ان کا بیٹا بھی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ امجد صاحب نے [illegible] بڑی خوشی سے کیا۔ [illegible] وہ بدستور اسی طرح ہیں۔ [illegible] ہوٹل گئے تو [illegible] اور کسی دوسرے کمرے میں چلے گئے جس کا علم [illegible] ہوا تھا۔ امجد صاحب [illegible] پیشانی میں [illegible] کی کوئی

ہے۔ میں نے انہیں تسلی دی کہ ان دیکھی کیسی ہو گی لیکن وہ بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ آخر خدا خدا کر کے انتظار سے اُن کی ملاقات ہوئی اور حواس بحال ہوئے

فرحت رضا کے تحفہ کا شکریہ۔ میں اُن کے تکلف کا قائل نہیں تھا لیکن اگر اس طرح اُن کا دل خوش ہوتا ہے تو ٹھیک ہے۔

اپنی بی بی جان کی دلجوئی کرتی رہنا۔ ہم پرانے وقتوں کے لوگ ہیں جو نئی نسل کے خیالات کو سمجھ نہیں سکتے اور نئی نسل یہ چاہتی ہے کہ جو ہم کہتے ہیں وہی صحیح ہے۔ اس طرح اختلافات کے پہلو نکل آتے ہیں۔ افہام و تفہیم سے کام لیا جائے تو مفاہمت کی راہ نکل ہی آتی ہے۔ اپنی بی بی جان کو تسلی دینا اور بدستور چوکس رہنا۔ یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے اور گھر کا کام چل رہا ہے۔ اپنی بی بی جان کو میرا سلام کہنا۔

مس فرحت رضا کو پیار

خیر طلب

علی عباس

۱۔ بی بی جان، مہدی شاہ کی بیگم۔ اصل نام [illegible] تھا۔ [illegible] بی بی جان کہا جاتا تھا۔ مہدی شاہ سے بڑی ہوئی تھیں۔

۲۔ مراد شکایات اور گلے شکوے بی بی سے ہوں گے۔

۳۔ ہیئت کی دوا [illegible] (Urodonal) تھی۔ [illegible] ملا کر پانی میں ڈال کر پیا جاتا تھا، [illegible] ہو گئی تھی [illegible] اہلِ خانہ پریشان ہو جاتے۔

جلال پور شریف

۱۰ اگست ۱۹۸۳ء

عزیزہ والا نژاد بخت! دعائے سلامتی

تمہارا خط ملا جو غالباً تم نے Black mood میں لکھا ہے۔ اس عمر میں نوجوان لڑکیاں بے حد حساس ہوتی ہیں یہ قدرتی بات ہے۔ شاید حالات بدل جائیں پر اس کے اثرات بھی دور ہو جائیں گے۔ تفکر کرو اور امید رکھو۔ انگریز لوگ کہا کرتے ہیں اس قسم کے حالات میں "اپنی ٹھوڑی اونچی رکھو" Keep your chin up۔ جب اس قسم کا موڈ طاری ہو تو جناب امیر مولا "مشکل کشا" کا تصور کیا کرو دیکھو کیسے طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ ان کی زندہ کرامت ہے جس نے خود مجھے نامساعد حالات میں حوصلہ دیے رکھا۔

میرا پہلا خط جو ضائع ہو گیا اور تم تک نہیں پہنچا اس میں تمہاری امی کا رقعہ بھی تھا۔ وہ تمہاری یاد سے غافل نہیں ہے۔ ماں باپ پر اعتماد ہے اور بھی مشکل سے گزرتی ہے۔

(رحمت راجہ کا خط ملا جس سے معلوم ہوا کہ اُسے یرقان (اُس نے یرقان لکھا ہے) کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے اور وہ مسلسل چار گلوکوز کی بوتلیں لگوا رہی ہے۔ سردو رجب اُنہیں آتا ہے اور اُس کی بچی شہلا بھی بیماری سے اٹھی ہے۔ ان حالات میں اُن کا یہاں نہ آ سکنا قابل فہم ہے۔

تم نے اپنے خط میں جعفر کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ پنڈی میں ہے یا واپس چلا گیا ہے۔ تم اُس کے ساتھ یہاں آ سکتی ہو۔ کیسے آؤ گی۔ کرایہ نہیں ہے تو مصارف بھجوا دوں گا۔

تمہاری امی بخار کے علاوہ اس کے پاؤں کی ہڈیاں متورم ہو گئی ہیں۔ مالش کرتا رہتا ہوں۔

عزیزہ والدہ جعفر کو تعلیم کیا تھا ابھی واپس نہیں آئیں۔ اُن کا انتظار ہے۔ میری اور تمہاری امی کی جانب سے ساجد حسین، کلثوم، صدف، شیریں، لطیفہ اور ... کو دعائے سلامتی۔ بہت بہت پیار۔ شہلا کو دعوات۔

فقیر

علی عباس

یادداشت: تم آؤ تو تمہاری کوئی نظم صاف کر کے چھپوانے کے لیے بھیج دیں گے۔

مشکل کشا سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

جلالپور شریف

۱۵ اگست ۱۹۸۳ء

عزیزہ لالہ رخ سلمہا، دعائے سلامتی

تمہارا خط ملا۔ میں نے تمہارے پہلے خط کا جواب لکھا تھا۔ خدا معلوم تمہیں کیوں نہیں مل سکا۔ شاید جمیل نے پوسٹ کرنے کی بجائے ضائع کر دیا۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تم سب لوگ خیر و عافیت سے ہو اور سب بچے بھی صحت مند ہیں۔ تمہاری نظم "بے بس" "محفل" کے شمارے میں چھپ گئی ہے اور خوبصورت چھپی ہے۔ تم کو اپنا نام چھپا ہوا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہوگی۔ تمہاری دو نظمیں "فنون" میں چھپنے کے لیے بھیجوں گا۔ اس طرح سال دو سال کے اندر تمہارا شمار خواتین شعراء میں ہونے لگے گا اور انشاءاللہ مشہور ہو جاؤ گی۔ تمہارے امتحان کے بعد تمہارے افسانے بھی چھپنے شروع ہو جائیں گے۔

یہ اچھا ہے کہ تم دونوں بہن بھائی بچیوں کو پڑھا رہے ہو اور تمہارا وقت تفریح اور رونق میں کٹ رہا ہے۔ جعفر کی ملازمت کی کوئی اطلاع تاحال نہیں ملی ورنہ میں تمہیں مطلع کر دیتا۔ پرسوں رفیدہ آئی تھی ایک رات رہ کر دوسرے دن گوجر خان چلی گئی جہاں سے دعا کر کے بھجوا دیے۔ فرحت ربیعہ پرچے دے کر آئی تھی۔ بی اے کے لیے بہت مشکل تھا شاید کامیاب ہو جائے۔ میں نے کہا، یاد رکھو، امید نہیں ہوں۔ اسے دعاؤں کی ضرورت ہے۔

سعدیہ چند دنوں سے یہیں آئی ہوئی ہے اور اس کے بچوں میں خاصی شرارت پائی جاتی ہے۔ سعد نے بڑوں کی عمد پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ میری صحت بفضلہ اچھی ہے۔ ایک بات میں مجھے تم پر رشک آ رہا ہے کہ تم رنگین ٹیلی ویژن پر پروگرام دیکھ رہی ہو۔

عزیز ساجد حسین اور عزیزہ کی شگفتہ کو پیار و دعا۔

صدف، شیریں، ملیحہ، دری دونوں حبیبی کو بہت بہت پیار۔ امید ہے کہ صدف خوب لائق فائق ہو گئی ہوگی اور امتحان میں کامیاب ہو جائے گی۔

میری، تمہاری بی بی اور حامد کی طرف سے ساجد، گل، جعفر کو بہت بہت پیار اور بچیوں کو دعا۔

دعائیں۔

مجھے کچھ نہیں سوجھ رہا کہ تمہیں کون سی چیز لانے کی فرمائش کروں۔ میری ضروریات بہت کم ہو گئی ہیں اور جناب مولاؑ کے کرم سے پوری ہو رہی ہیں

دعاگو

علی عباس

۱۔ جناب مولوی [illegible]

جلالپور شریف (P.O)
ضلع جہلم

عزیزہ والا لالہ رخ سلمہا دعائے سلامتی

خط ملا۔ ماشاءاللہ عزیزہ کی تحریر میں ادبی شان پیدا ہو گئی ہے اور انشا پردازی کے جوہر ابھرنے لگے ہیں۔ عزیزی ساجد حسین سلمہ کو چھٹی نہیں ملتی تو سے تکلیف نہ دیں عزیزہ حامد رضا سلمہ اگست کے پہلے ہفتے میں یعنی چند ہی روز تک راولپنڈی جائے گا اس کے ساتھ چلی آئیں اور عزیزی ساجد حسین سلمہ سے پوچھ کر جس طرح سے تکلیف نہ ہو تو گل شگفتہ کو بھی ساتھ لیتی آئیں۔ یہاں بارش ہو رہی ہے اور موسم خوشگوار ہے البتہ دھوپ نکلے تو حبس ہو جاتا ہے۔

تمہاری امی کی صحت اچھی ہے اور میری طبیعت بھی بحال ہے۔ بحمداللہ۔ ہم سب کی طرف سے عزیزی ساجد حسین سلمہ، عزیزہ گل شگفتہ سلمہا اور منی کو سلام دعا۔

عزیزہ امجد حسین سلمہ اور اس کے بچوں کو دعائیں۔

دعا گو

علی عباس جلالپوری

درج ذیل خط میری نوبیاہتا بیٹی کے گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں تعیناتی کے بعد فرحت ذکیہ سے لکھوایا تھا۔ کیوں کہ ۱۲۔جون کے فالج کے حملے نے ان کے داہنے ہاتھ کو رعشہ زدہ کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ خود خط لکھنے سے قاصر تھے مگر رابطہ رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی وسیلہ ڈھونڈ نکالتے تھے۔

جلال پور شریف

۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء

عزیزہ والا لالہ رخ!

سلامت رہو۔ خوش رہو۔ تمہارے خط سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تمہیں علیحدہ کمرہ مل گیا ہے اور گیس کے چولہے کی سہولت بھی میسر آ گئی ہے گلے میں خارش ہو تو Strepsil کی ٹکیاں چوسنے سے افاقہ ہوتا ہے۔ بچوں کی کلاس میں زیادہ بولنا پڑتا ہے اس لیے گلے کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ اچھی خبر ہے کہ تمہارا کالج ڈگری ہو گیا ہے۔ لڑکیوں کو ہمدردی اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے جو عام طور سے انہیں گھر والوں سے نہیں ملتی۔ اگر تمہارا رویہ مروت کا ہو تو وہ مطمئن رہیں گی اور تمہارے لیکچر کو غور سے سنیں گی۔ ڈگری کالج میں پڑھانا ایک قسم کا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ کھانے کے ساتھ فروٹ کا تھوڑا بہت استعمال رکھنا چکنی گھی چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔ یہاں گزشتہ کئی دنوں سے بارشیں ہو رہی ہیں اور موسم میں دوبارہ خنکی آ گئی ہے۔ امید ہے کہ وہاں بھی موسم خوشگوار ہو گا۔ آج کل فرحت اور سرور یہاں ہیں اور میری دیکھ بھال میں مصروف ہیں۔ تمہیں بہت یاد کرتی رہتی ہیں۔ سرور نے تمہیں پیار بھرا اسلام دیا ہے۔ فرحت الگ خط لکھے گی۔

تمہاری امی خیریت سے ہیں۔ شاہدہ سلام عرض کرتی ہے۔

دعائے سلامتی

ابا جان

درج ذیل خط بھی رفعت رضا سے لکھوایا گیا۔

جلالپور شریف

۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء

عزیزہ لالہ رخ¹

سلامت رہو۔ شاد رہو۔ تمہارا خط ملا۔ احوال سے آگاہی ہوئی۔ یہ معلوم کر کے ازحد اطمینان اور خوشی ہوئی کہ تمہارے گوجرانوالہ سے تبادلے کے امکانات روشن ہو گئے۔ شاید تمہیں یاد ہو گا کہ تمہاری پیدائش گوجرانوالہ کی ہے۔ وہاں کا کالج بڑا اچھا ہے۔ ہفتے میں ایک آدھ بار تم گھر کا چکر بھی لگا سکو گی۔ فرقان صاحب نے کہا ہے کہ میں بہاری چھٹیوں میں لالہ رخ کے تبادلے کی کوشش کروں گا۔ اُمید ہے کہ اب تک تمہاری صحت بحال ہو چکی ہوگی۔ سرور اور فرحت ابھی یہیں مقیم ہیں۔ شاہدہ کے دو پرچے رہ گئے ہیں۔ پچھلے پرچوں میں اُس نے اپنی قابلیت کے بڑے جوہر دکھائے ہیں۔ خدا نظرِ بد سے بچائے۔ تم خط میں لکھنا کہ جہلم پر کب پہنچ رہی ہو۔ تاکہ میں اپنا پروگرام بنا سکوں۔ تمہاری امی ہر روز انڈے اُبال اُبال کر کھاتی ہے۔ اُسے خط لکھو کہ ایسا نہ کرے صحت بگڑ جائے گی۔ سرور، فرحت اور شاہدہ کی طرف سے سلام و دعا۔

دعاگو

ابا جان

۱۔ اس وقت میری بہن لالہ رخ گوجرانوالہ میں لیکچرار تھی۔ بعد کی انٹرمیڈیٹ سے ڈگری کالج میں ہوگئی۔ وہاں سے میں جہلم وغیرہ چلی جاتی۔ یہاں جہلم میں حاجی گھاں سے ہو کر گئے تھے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ابتدائی کارروائیوں کے باعث میری تنخواہ جاری نہ ہو سکی تو ابا جان نے حامد بھائی کے توسط سے مجھے ہر ماہ رقم بھیجنا شروع کر دی۔ درج ذیل منی آرڈر رسید پر حامد بھائی کے ہاتھوں لکھا ہوا نوٹ درج ہے۔

عزیزہ دعائے سلامتی

امید ہے کہ تم ہر طرح خیریت سے ہو گی۔ یہاں بھی اللہ کے فضل سے سب بخیریت ہیں۔ امید ہے کہ یہ رقم تمہارے لیے کافی ہو گی۔ تنخواہ کی فکر نہ کرو۔ خدا نے چاہا تو جاری ہو جائے گی۔ اس بات سے خوشی ہوئی کہ تمہیں خط لکھنا پسند آیا۔ سب گھر والوں کی طرف سے تمہیں سلام دعا پیار۔

دعا گو

ابا جان

ل خط سے مراد [illegible]

درج ذیل خط ابا جان نے اپنے دائیں ہاتھ سے مشق کرتے ہوئے لکھا۔ موٹے حرف کی قلم اور بڑا سادہ صفحہ ہے۔ میں یہ خط جب بھی دیکھتی ہوں تو یہاں ان کی تکلیف کا احساس بھی زندہ رہتا ہے جس میں ساتھ ہی دل کے نہاں خانے میں دوست محسوس کر کے سکون بھی ملتا ہے کہ انہیں مجھ سے کس قدر دلی لگاؤ تھا۔

ح

۱۰_۱۰_۸۶

عزیزہ دل نواز رخ سلامت رہو خوش رہو

تمہارا خط ملا۔ یہ اچھا ہوا کہ تم نے کلاسیں پڑھانا شروع کر دی ہیں۔ مصروفیت میں وقت اچھا کٹ جاتا ہے۔ بیکاری میں طرح طرح کے وسوسے گھیر لیتے ہیں۔ میرا فکر نہ کیا کرو۔ میں بھرپور زندگی گزار چکا ہوں، بہت خوشیاں دیکھی ہیں، بہت غم کھائے ہیں۔ بہت حماقتیں کی ہیں جن میں پشیمان بھی ہوں خوش ہوں۔ مگر ادھر کا پلڑا خوشی کی طرف جھکتا ہے یہ کیا کم ہے

اے رفیق خیر مقدمش میں ہے عشق جاناں میں
یہ نہ دیکھ کیا کھویا اس کو دیکھ کیا پایا

جعفر صاحب سٹھیا گئے ہیں۔ بہت دن ہوئے ادھر کا رخ نہیں کیا۔ تم اس کو خط لکھو اور اپنی انشا پردازی کے جوہر دکھاؤ۔ شاید وہ قائل ہو جائے۔ یا ساجد کو لکھو کہ جعفر خان جا کر اسے سمجھائے اور اس حرکت انکار کی وجہ معلوم کرے۔

سرور آئی تھی اس کے ساتھ بچی تھی۔ رات رہ کر چلی گئی۔ تمہاری شکایت کرتی تھی کہ مجھے بھلا دیا ہے۔ میں نے کیا قصور کیا ہے۔ مناسب سمجھو تو اسے چٹھی لکھو۔ فرحت نہیں آئی ایک لمبا رقعہ بھیجا کہ میں اگست میں امتحان دوں گی۔ میرا خیال ہے جون جولائی میں ہمارے ہاں رہنے کے لیے ذہن ہموار کر رہی ہے تاکہ بی اے کی تیاری کر سکے۔

تمہاری تنخواہ کا کیا ہوا؟

مجھے پنجاب اکیڈمی لاہور کی طرف سے علمی خدمات کا سونے کا تمغہ دیا جا رہا ہے۔ 15 کو جا کر وصول کرنے کو لاہور میں تقریب ہوگی۔ گورنر تمغہ دے گا۔ میں نے انکار کر دیا تھا لیکن ان لوگوں نے بہت اصرار کیا اور مجھے ماننا پڑا۔ تمہاری امی کا پسندیدہ مکان ہے۔

موسے سکتا ہے بدی۔۔۔۔ آئے گھسن لانا۔

کٹنے والی بات کچھ ایسی ہی ہے۔

علی رضا اور شاہ رخ ماشاءاللہ صحت مند ہیں۔ تمہاری دادی جان تمہیں الگ خط لکھ رہی ہیں۔

اپنی کیفیت لکھو۔ دعا گو۔

بابا

لو بھئی تحفہ گیا۔ پہنچ تو سے لگا ہے۔ تمہاری ایم۔ اے کی ڈگری بھی یونیورسٹی کی طرف سے مل گئی ہے۔

۱۔ قیصر بھائی نے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ اُس کا ذکر ... سے کیا ہے۔

۲۔ کیا قدرت اللہ کے ماموں کی بیٹی تھی۔

۳۔ درج بالا سطور سے شبہ بھی نہیں ہوتا کہ یہ چالیس کو ... میں ... ہوئے تقریباً دو برس گزر چکے ہیں۔ کہا کرتے تھے فلسفہ ... کسی بیمار ... وحشت اور ... سے کام لینا سکھاتا ہے۔

۴۔ ان امکانات سے پنجاب کے ... لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ... جان کہاوتوں کے بے وقت (برمحل) استعمال میں ... مہارت رکھتی تھیں۔

درج ذیل خط کی باجان نے اپنے دست شفقت سے تحریر فرمایا۔

جہلم

عزیزہ۔ دعائے سلامتی

خط ملا۔ ہم سب خوش ہیں کہ تم آ رہی ہو۔ سفر دن کا کرنا۔ رات کا سفر ہوا اور گاڑی ۳ بجے پچھلی رات کو جہلم پہنچی تو زنانہ انتظار گاہ میں ٹھہر کر صبح سات بجے کے قریب تانگہ پکڑنا۔ رکشا نہ لینا اور تانگے کا کوچوان بوڑھا ہو تو بہتر ہے۔ باقی باتیں وقت ملاقات۔

میں نے ۲۰ انچ کا سونی کا ٹیلی ویژن رنگین لیا ہے۔ تم دیکھ کر بہت خوش ہو گی۔

ہم سب تمہارے لیے دعا گو ہیں۔

باجان

درج ذیل خط بھی میرے پیارے اباجان نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا۔ اور میرے مولا! میں کس قدر خوش نصیب بیٹی ہوں۔ مجھے یاد ہے جب میں ہوسٹل سے گھر پہنچتی تھی تو اباجان کھڑے ہو کر میرا استقبال کرتے اور دیر تک حال دریافت فرمایا کرتے۔

جہلم

۱۵۔ دسمبر

عزیزہ لالہ رُخ سلامت رہو

خط ملا۔ یہاں بارشیں ہو رہی ہیں۔ جاڑے کا شباب ہے۔ تمھاری ل چھٹی سے واپس نہیں آئی۔ آئے گی تو جواب پورا ہو جائیں گے۔ امید ہے کہ تمھاری صحت اچھی ہوگی۔ تمھیں کب چھٹیاں ہو رہی ہیں۔ کب آنے کا ارادہ ہے۔ کپڑے لالہ کا بوجھ اٹھائے اٹھائے پھرنا۔ فرمائش کرنے والوں کا کیا جاتا ہے۔ بس زبان ہلا دی اور دوسرے کو مصیبت میں ڈال دیا۔ زندگی میں ٹرخانے کا فن سیکھنا بھی ضروری ہے۔ میرے دن بس کٹ رہے ہیں۔ بس

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

عفت کو بہت بہت پیار۔

علی رضا اور شاہ رُخ ماشاءاللہ ٹھیک ٹھاک ہیں۔

اباجان

ل۔ یہاں تحریر اولیٰ تو میری سہیلی جو کالج میں لائبریرین تھیں اور میری نہایت اچھی دوست بھی کہلاتی تھیں وہ وہاں سے میرے لیے کپڑوں کے تحفے لاتیں۔ کافی دنوں سے فرمائشیں کر کے بھی منگواتے۔ اباجان میری تکلیف کے باعث منع فرمایا کرتے تھے۔

یہاں دل چاہتا ہے کہ میں اپنے پیارے بھائی جان حامد رضا کا بھی ایک دلچسپ خط تحریر کروں جو میرے نام انہوں نے تحریر کیا تھا۔ اُن کی تحریر میں ادبیت شگفتہ موجود ہے جو اُن کی مصروفیت و حیثیت سے نکل گیا۔ انہوں نے بابا جان کی خدمت کی پھر دادی جان کو بیماری کی حالت میں سنبھالے رکھا۔ یہاں اُن کی بیگم نشاط نساء سیدہ کے لیے بھی سپاس گزاری کے جذبات ہدیہ کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ بشری کمزوریوں کے باوجود وہ میاں بیوی بزرگوں کی خدمت سے کما حقہ عہدہ برآ ہوئے۔ میرے پیارے بھائی کا خط ملاحظہ فرمایئے۔

جلال پور شریف

۲۹-۹-۶۹

ڈیئر زکی

آج باہر خط لکھ تو تمہاری باری بھی آ گئی اس لیے سمجھو کہ بروقت جواب دے رہا ہوں۔ دراصل بات کچھ رقم کی کمی کی تھی اور پنشن کی بھی۔ رقم کے معاملے میں تنگ دستی کہ محترمہ کے ہاں دو بچے تیار ہو رہے ہیں اور پنشن کا معاملہ یہ کہ خیر سے ہو گھر کو آنے والا معاملہ تھا خیر چھٹیاں کیا بھجوائی ہیں ہوا یہ ہے کہ ہمیں آرڈر ملا کہ چوآ سیدن شاہ کے قریب صرف دو میل ادھر ایک کچے راستے پر ایک گاؤں منہال ہے جو قدرے بلندی پر ہے۔ آپ کی تعیناتی بطور پریذائیڈنگ افسر کے طور پر ہوئی ہے۔ مرج کی پانچ کے مطابق ہوا کہ ہم ہوا کے تحصیل پہنچ جو سہ پہر ایک مرشد جھیا اُٹھو گیا کہ سامان اس کے اندر ہے۔ لو دستخط کرو۔ کیا کرتے ایسا ہی کیا۔ خدا بھلا کرے تحصیلدار کا کہ ایک چنگل بس میں ہم الیکشن والوں کو ٹھونس کر لے جایا گیا اور ایک موڑ پر اتار دیا گیا۔ یک و تنہا میں بیگ دہرے میں تھیلا لیے ہم بڑی شان سے اترے مگر افسوس کہ کوئی استقبال کرنے والا سوائے اس کے ایک صاحب کی ہم سے ملاقات کی کہ وہاں آتا اور رہنمائی کرتا مگر وہ بھی کہتا ہو گا کہ تو بھی تو ماسٹر ہی ہے کاغذ میں پڑھتا ہے تو کیا ہوا؟ ہم پر حکم نہیں چلے گا۔ خیر ایک بوڑھے سے راستے کا پوچھا بکس و تھیلے کو کندھے پر لادا اور پہاڑی راستے پر چل پڑے ہو کے کا حق ہو گئے۔ کوئی دو میل کے بعد چڑھائی کے بعد بلندی پر گاؤں نظر آیا دور سے کئی دیہاتی آتے ہوئے نظر آئے اور ہم سمجھے کہ ہمارے لیے آ رہے ہیں مگر قریب آ کر وہ بے اعتنائی سے آگے چلے جاتے تھے۔ چار و ناچار چڑھائی چڑھ کے گاؤں پہنچے تو معلوم ہوا کہ سکول تو دوسری

طرف نشیب میں ہے۔ یہ مرحلہ کٹ گیا اور [illegible] میں پہنچ گئے [illegible] صاحب نے
انتظام کر رکھا ہے ان کی بیٹھک میں آ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن [illegible] ان کے
بھتیجے [illegible] سے ہمیں ان کی بیٹھک میں [illegible] بالا خانہ [illegible] تھی [illegible]
ہوئی تھی [illegible] بہت [illegible] ہے۔ ہم نے تو [illegible] سے [illegible] شروع کر دیا [illegible] کر سر
میں گھس گئے۔ آہستہ آہستہ [illegible] گیا اور محفل [illegible] ہو گئی [illegible] کے
بعد [illegible] نے حسب عادت [illegible] تمام مسائل پر گفتگو [illegible] اور [illegible]
میں تھا کہ ساتھ [illegible] ترجمہ [illegible] میں انھیں [illegible] چلا جاتا [illegible] کیا اور [illegible]
کی توجہ ہٹ گئی۔ مجھے تفصیل سے ایک ضخیم کتابچہ [illegible] کے بارے میں ملا تھا [illegible] نکات پڑھے
پہلا [illegible] لیکن [illegible] ایک طالب علم کی طرح اسے پڑھتا رہا جس نے صبح امتحان دینا ہو
ہے۔ [illegible] سب کاموں کے [illegible] اور
چلے گئے [illegible] تمام لوگ رہتے ہیں [illegible] اور [illegible] ہوتی
رہتی ہے۔ ایک [illegible] وقت [illegible] سے قبرستان پہنچے تھے ([illegible] پانچ آدمیوں [illegible] گی۔ [illegible]
سے [illegible] آئے [illegible] اللہ کو پیارے ہوئے)۔ [illegible] میں نے انھیں تسلی دی [illegible]
[illegible] جشن کروانے آئے ہیں [illegible] ہماری ان کے ساتھ
دشمنی تھوڑی ہی ہے [illegible] طرف سے توجہ
ہٹانے کے لیے [illegible] ہوتا۔ کبھی [illegible] آتی
تھیں۔ [illegible] ہم [illegible] جانتے تھے کہ [illegible] جائے
نقصان ہو جائے اور [illegible] جان لی جائے لیکن ایسا کہاں ہو سکتا تھا۔
پہاڑی کی بلندی پر [illegible] ہوائیں چل رہی تھیں جیسے [illegible] شروع ہو رہی ہو۔ [illegible]
[illegible] میں [illegible] پہاڑیاں بھی عجیب و غریب [illegible] نظر آ رہی تھیں۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] تھی
جس [illegible] ہوتے گزر رہی تھی۔ میں [illegible] پر غور کرتے [illegible]
[illegible] کہاں [illegible] اور کہاں [illegible] ہائے قسمت تیری [illegible]
مجھے یہاں سے آئی۔ اب [illegible] ہو گا۔ [illegible] کا [illegible] ان
لوگوں [illegible] نہیں۔ مجھے کسی [illegible] کا
[illegible] ([illegible]) [illegible] جب

مچی ہوئی تھی۔ ووٹ تو بنائے گئے اور ٹکٹ کو مستقبل کے امیدواروں کے بیلٹ صندوقچیاں سے آئے انھیں میز پر لگا کر بند کیا گیا۔ سکول کے کمرے میں سارا گاؤں عورتیں بچے اور لمبی مونچھوں والے جوانوں اور بوڑھوں سے بھرا ہوا تھا۔ کام شروع کر دیا گیا۔ میں اور دولت ایک کمرے میں دیکھ رہے تھے۔ ڈر گئے کہ کہیں کوئی بیٹ نہ دے کر یہ عورتوں کو گھورتا ہے اور گھونگھٹ سے ڈھک کر رکھتی ہیں۔ ہمارے پتہ چلا کہ عورتوں کے بعد اب مردوں کی باری ہے۔ چنانچہ باہر آ کر دیکھا لیکن صاف تو تیج بعد ہی نظر آ گئی۔ تھے میں سردار سے آ کر ملا کر گفتگو کریں گاؤں والوں سے سمجھوتا کیا ہے وہ ایک ہی امیدوار کو ووٹ ڈالیں گے۔ بالکل اس، امان رہے گا کیوں کہ وہ اپنے امیدوار کو زیادہ سے زیادہ ووٹ دلانے کی کوشش کریں گے۔ مجھے پایا یک ایسے لگا کہ موسم حسین ہو گیا ہے۔ گاؤں کے گرد دیکھا تو گاؤں قدرتی نظاروں میں کھو گئی۔ سیدی ڈل پہاڑیاں پر سبز جھاڑیاں جیسے قالین پر چل ہوتے بچھا رہی تھیں۔ ادھر ادھر سفید سفید بدلیاں ہوا میں تیر رہی تھیں۔ طرح طرح کے پودے جھاڑیوں میں اڑتے ہوئے مدھر نغمے بکھیر رہے تھے۔ سادے لوگ جیسے آج سے صدیوں سے پہلے جیسے لوگوں کی طرح سادہ تھے جنھوں نے یہاں زندگیاں گزاری تھیں۔ دراز قد مضبوط جسموں والے خاکی پہاڑی لوگ جن کا شیوہ مہمان نوازی اور خود داری ہے۔ قریب تھا کہ میں مسرت سے ناچنے لگتا میرے ملنے کے بعد ہر صاحب نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جیسے مجھے تصورات کی دنیا سے نکالا یہ دن بھی بہت خوش تھے۔ پھر تو کام پلک جھپکنے میں نمٹ گیا اور سورج غروب ہوتے ہوئے ہم گاؤں سے باہر نکلے اور حسین وادی سے ہوتے ہوئے پنڈ سیدن شاہ پہنچ گئے اور آج تک اس وقت وہ سارا منظر کسی خواب کی طرح محسوس ہو رہا ہے۔ اب گھر میں کہ کسی رشتہ داری بھی آپ بھی۔ اب تو روز ہی شہر کہ میں دو ایک دن تک رک کے کراچی چلا جاؤں۔ سارا سامان میز پر رکھ آئے ہیں۔ پھر اس کے بعد گجرات و جہلم پر سیدال کا چکر لگے گا۔ طاہر بھی ہمارے ساتھ ہی آئیں گے۔ ٹھیک ہے نا — جی والسلام

تمہارا بھائی

حامد رضا

ا۔ حامد بھائی کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

جہلم

۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء

برادرِ مکرم سید[1] شاہ صاحب اسلام علیکم

تشریف نامہ ملا کر باعثِ مسرت ہوا۔ جواب میں تاخیر اس لیے ہوئی کہ مجھے بھی بعض عزیزوں سے استصواب کرنا تھا۔ عزیز القدر ساجد حسین شاہ کی علالت ہم سب کے لیے باعثِ تشویش رہی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اب وہ روبہ صحت ہے۔ میرے خیال میں آپ کی تشریف آوری ۱۶ نومبر بروز جمعہ مناسب رہے گی۔ امید ہے کہ آپ اس پر صاد کریں گے۔ ایسے موقع پر آپ کے ہاں جو رسوم ادا کی جاتی ہیں وہ بھی وضاحت سے لکھ بھیجیں نیز مطلع کریں کہ کتنے حضرات اور کتنی خواتین آپ کے ہمراہ ہوں گی[2]۔

عزیزہ سعیدہ[2] کے بیٹے کی پیدائش پر انہیں اور آپ سب کو ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد اور دعائے درازیٔ عمر۔

دعا گو

علی عباس جلالپوری

سید حیدر علی شاہ ایڈووکیٹ ہائیکورٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بیٹے ایڈیشنل سیشن جج سید عابد علی بخاری سے لالہ رخ کی نسبت طے ہونے کے بعد رسم منگنی کی ادائیگی کے لیے خط تھا۔

سعیدہ صاحبہ سید حیدر علی شاہ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔

جہلم

۹ فروری ۱۹۹۱ء

برادر مکرم! سلام مسنون

آپ کا مکرمت نامہ مل گیا تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہم سب کے خیال میں ۲۱ فروری کا دن بہتر رہے گا کیوں کہ اس وقت تک موسم سرما کی شدت رفع ہو جائے گی۔ اُمید ہے آپ اس تاریخ پر صاد کریں گے۔ مطلع کیجیے کہ آپ کو یہ تاریخ منظور ہے۔ اگرچہ خلیج کی جنگ نے ناصبیوں کے عزائم سرد کر دیے ہیں لیکن ابھی جھنگ کے شہر میں ان کی شر انگیزیاں جاری ہیں۔ اس لیے اس بارے میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ اُمید ہے کہ آپ سب خواتین و حضرات قرینِ عافیت ہوں گے۔

ہماری طرف سے دعائیں

مخلص

علی عباس جلالپوری

۱۔ جناب سید مرار علی شاہ کی رحلت کے انتقال ہونے کے باعث یہ تاریخ ملتوی ہو گئی اور بعد ازاں ... ۱۹۹۱ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ ... علی اکبر شاہ ... میں منسلک ہو گئے۔

درج ذیل ابا جان کے دو خطوط ہیں جو آپ نے وقتاً فوقتاً خود تحریر کیے ہیں یا پھر حالت مرض میں مجھ سے لکھوائے ہیں۔ درج ذیل خط آپ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا۔ ردی کاغذات میں رہ گیا اور نوک پلک سنوار کر پوسٹ کر دیا گیا۔

جلال پور شریف (P.O)
ضلع جہلم۔ پاکستان
۱۱ اگست ۱۹۸۰ء

بھائی جگتار سنگھ جی!

واحد ست دا ہوا اسکی رہو۔ پنجابی ادبی بورڈ لاہور دولوں مینوں سید سبط الحسن ضیغم دا چٹھی ملیا اے جس وچ اوہناں دسیا اے کہ تسیں میری پنجابی کتاب "وحدت وجود تے پنجابی شاعری" نوں گورمکھی لپی وچ چھاپ رہے او۔ ایہہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تساں میری کوشش دی سلاہیا اے تے ایہنوں گورمکھی وچ چھاپن دا جتن کر رہے او۔ اس کتاب وچ کجھ غلطیاں رہ گیاں سن۔ اوہ میں ایہدے نال بھیج رہیا ہاں۔ کرم کرو تے ایہناں نوں درست کروا دیو۔

ہور وی کوئی غلطی رہ گئی ہووے تے اوہنوں درست کر دینا۔ بندہ ممنون ہووے گا۔ ڈاڈھا جی پتا ہو یوں۔

اج کل میں پنجابی شاہ مکھی تے اک پنجابی ڈکشنری تے کم کر رہیا ہاں۔ دکھ دی گل ہے کہ صحت نے ویل ودی تے شیدو نوں جاوت

تہاڈا
علی عباس جلالپوری
(ریٹائرڈ پروفیسر)

۱۹۸۳ء میں فنون میں چھپنے والا خط

سید علی عباس جلالپوری
جہلم

'میری غزل'[۱] کے مطالعے سے حظ اندوز ہوا۔ کتاب اچھی لگی۔ اشعار تو بہت ہیں لیکن جو خاص طور سے مجھے پسند آئے وہ درج ذیل ہیں

وجود اپنے تغیر سے عدم تخلیق کرتا ہے
مرے ہر سانس سے پیدا عدم ہوتے ہی رہتے

ہم کو معلوم ہے دوراں کی بہاروں کا فریب
ہم نے دیکھا ہے گلستاں کا بیاباں ہونا

کتنی آسان ہے احسان فراموشی بھی
کتنا دشوار ہے شرمندۂ احساں ہونا

اپنے عیبوں کو چھپانے کے لیے دنیا میں
میں نے ہر شخص پہ الزام لگانا چاہا

خدا ہو یا کوئی بت ہو کوئی تو ایسا ہو
جو دل کی بات کہے اور دل کی بات سنے

۱۔ یہ اشعار [illegible] کے ہیں اور کتاب کا عنوان ہے "میری غزل"

نہ جانے کس کے تبسم میں تم اُبھر آؤ
چمن میں، میں نے ہر اک پھول کو سلام کیا

آشیانے سے بھی بڑے قفس آنے لگی
دوستو! کیسی ہوا اب کے برس آنے لگی

ایک دن کرب نے رخ ہی بدل کر رکھ دیا
ہم رہے تو شاخِ گل اور بن گئے گلو، ہم

ساتھ میرے تھا رہبروں کا ہجوم!
کس طرح گم ہوئی ہے رہ، نہ پوچھ

فالج کے حملے کی خبر جلالپور کے دوست سید الحسن ضمیر کو مضطرب کر گئی۔ انہوں نے تائیب قلب کے لیے خط تحریر کیا۔ جس کے جواب میں ابا جان نے مجھ سے یہ خط تحریر کروایا۔

سید علی عباس جلالپوری معرفت
پروفیسر حامد رضا
مکان چودھری عظمت اللہ۔ کچہری روڈ
ایوا محلہ۔ نزد سیشن کورٹ۔ جہلم
۲۱_۸_۱۰ء

بچن جی او صدے سدھو

تہاڈا خط مل گیا ہے۔ مزاج پرسی دا شکریہ۔ ویسے میری حالت خراب رہی اے پر ہن ٹھیک ہو رہیا واں۔ مرض دا حملہ بڑے زور دا ہویا سی۔ ہن لت ٹھیک ہو رہی اے پر کھبی بانہہ اجے وی نہیں چلدی۔ سجے ہتھ نوں رعشہ اے ایس واسطے ایہہ خط پتر رضی کولوں لکھوا رہیا واں۔ میرے واسطے دعا کرو۔ ساریاں ملیاں نے سنگیاں، خاص طور تے صادق صاحب نوں سلام۔ اج کل میں جہلم، پتر رضا دے کول مقیم آں۔

طالب دعا
علی عباس جلالپوری

جہلم

۱۶ اگست ۱۹۸۵ء

مشتاق احمد صاحب

"دشتِ نوا" مل گئی ہے۔ میں نے اسے غور سے پڑھا۔ مجھے حیرت آمیز مسرت ہوئی۔ آپ کے ہاں حسنِ تغزل کے ساتھ شعورِ عصر اور انقلابیت کے بھی واضح نشان ملتے ہیں جو آج کل کے ابتذال اور ابہام کے زمانے میں یقیناً میرے جیسے لوگوں کے لیے تقویت کا باعث ہوتے ہیں۔ آج کل شاعری کے مدعی تو بہت ہیں لیکن میرے خیال میں ان میں اکثر متشاعر اور تنگ بند ہیں۔ ان میں ترقی پسندی اور انقلابیت کے عناصر بھی کم ہی ملتے ہیں۔ ان حالات میں آپ کا کلام اہلِ نظر کو متاثر کرے گا جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہیں کہیں عروض کی خامیاں بھی ہیں لیکن مشق جاری رہی تو یہ خود دور ہو جائیں گی۔ آپ کے کلام پر تبصرے بھی دیکھے جو مجھے سطحی اور سرسری لگے۔ آپ کے کلام کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ "دشتِ نوا" میں مندرجہ ذیل اشعار مجھے خاص طور پر اچھے لگے۔ ان میں مجھے فکر کی تازگی اور بیان کی شگفتگی کے آثار دکھائی دیے۔

طالبِ خیر

علی عباس جلالپوری

جب کوئی غاصب اٹھا اور صدرِ ملت بن گیا
جب کوئی حکمِ زمانہ قہرِ اُمت بن گیا
ایسی تاریکی میں اکثر یاد آتے ہیں حسینؑ

آؤ ماضی کے حسیں دام کے حلقے توڑیں
کون پابندِ طلسمات رہے گا یارو

جو کوئی رات کو دن کہنے پہ تیار نہیں
وہ میرے دیس میں رہنے کا سزاوار نہیں

لگی ہے بلبلوں کے چہچہے پر بھی پابندی
گلستان آج زیرِ پنجۂ صیاد ہے ساقی

تمہاری ذات سے پھیلی ہے تیرگی ہر سو
تم بغض کے حرم سے جاؤ کہ روشنی پھیلے

سخت مشکل ہے یہاں دردِ نہاں کا ہونا
جرم ہے آج کسی منہ میں زباں کا ہونا

سب کو اک خوف کی زنجیر میں جکڑے دیکھا
ایک زنداں سا لگا اپنا دل بھی مجھ کو

یہ سناٹا یہ تاریکی یہ مجبوری یہ لاچاری
ہمیشہ کے لیے اس قوم کی قسمت میں ہے

وقت جو زہر پلائے گا سبھی پی جاؤں گا
مجھ کو ہر حال میں جینا ہے جیے جاؤں گا

میرے ہی سجدہ ہائے جنوں سے خدا بنے
میرے ہی حال سے ہیں وہ غافل کہوں تو کیا

اُس کی نگاہِ ناز کا جادو بجا مگر
لُٹنے پہ دل تھا آپ ہی مائل کہوں تو کیا

تیرگی چھٹ بھی چکی نورِ سحر پھیل گیا
قافلے والو چلو اب تو تامل نہ کرو

زندگی کچھ بھی نہیں جہدِ مسلسل کے سوا
ہاں طلب اپنے لیے راحتِ منزل نہ کرو

جہلم

علی عباس جلالپوری معرفت

پروفیسر حامد رضا

۲۰-۳-۹۰

جناب گلباز زادہ آفاقی السلام مسنون

آپ نے پاکستان ٹائمز میں میرے بارے میں جو شذرہ تحریر کیا تھا اس کا تراشہ ایک دوست نے
بھیجا ہے جسے پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ آپ کی تحریر معروضی ہے اور آج کل لوگ عقلی
علوم کے بارے میں لکھنے سے گریز کرتے ہیں اور عقلی علوم کی دو چار کتابیں پڑھ کر اپنے آپ کو علامہ سمجھتے
ہیں۔ آپ کا فکری رویہ حقیقت پسندی پر مبنی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ میں انسان کے جذباتی پہلو سے زیادہ اعتنا نہیں کرتا صرف ایک حد تک
درست ہے۔ میری تحریروں میں الوجدان کے بارے میں یہ بیان ضرور ملتا ہے کہ وجدان اپنے اظہار
میں عقل و فکر کا محتاج ہے اور عقل و خرد کی برتری قائم کرنے کے لیے وجدان کو اپنے مقام پر رکھنا ضروری
ہے۔ اس ضمن میں میں "اقبال کا علم کلام" کے ایک باب کا حوالہ دوں گا جس کا عنوان ہے 'اقبال اور
تقابل عقل و وجدان' اور "عام فکری مغالطے" میں بھی اس موضوع سے بحث کی گئی ہے میرے مقالے
مطبوعہ "راوی" میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ۱۔ فوٹو میں میرے
ساتھ میرے پوتے بیٹھے ہوئے ہیں، وہ نواسے ہیں۔ ۲۔ گورنمنٹ کالج میں میرا قیام (۱۹۴۳ تا ۱۹۴۵)
تک تھا۔ ۳۔ میرے ٹیوٹر کا نام Heath تھا۔ ۴۔ شکیب جلالی مرحوم نے سرگودھا ریلوے لائن پر خودکشی
کی تھی۔ ۵۔ میں نے فلسفے کا ایم اے پرائیویٹ نہیں کیا تھا، کیونکہ فلسفے کے ممتحن فلسفے کو مذہب کی کنیز
قرار دینے پر اصرار کرتے تھے۔ ۶۔ حنیف مرحوم کے ساتھ میرا رابطہ و تعلق اس وقت پیدا ہوا جب وہ
"پاکستان ٹائمز" اور "امروز" سے وابستہ ہوا کرتے تھے۔ ہماری علمی دنیا کا المیہ یہ ہے کہ حنیف مرحوم نے
فلسفے کے بجائے کسی دوسرے مضمون میں ایم اے کیا۔ انہیں خود بھی اس کا احساس تھا کہ میں تو فلسفے میں ایم
اے کرنا چاہتا تھا مگر اس میں کوئی نشست خالی نہیں تھی۔ لاچار میں نے ایم اے ہسٹری کیا۔

۷۔ احمد شاہ بخاری مرحوم نے اقبال مرحوم سے پوچھا تھا کہ آپ نے خودی کا فلسفہ نٹشے سے لیا
ہے۔ اس کا کوئی جواب اقبال مرحوم سے نہ بن پڑا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ فلسفہ میں نے مولانا روم اور قرآن

مجید سے خفا کیا ہے۔ سید میر شیخ دعا مانگی تھی وہ اس کے تا سو سبوں میں سے عام کام ۱۲ پیدرو سے کیا تھا۔

میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے — میں نے نشے کہا تو آپ نے اسے ٹھیٹھ سمجھ لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حذف ہونے کے باعث میری بات کا اشکال صاف نہیں رہی۔ آپ نے لکھا ہے کہ existence کا ترجمہ "موجود" ہے۔ یہ غلط ہے۔ "موجود" existent کا ترجمہ ہے۔

۸۔ آپ کی فرمائش پر میں نے ایک غزل کے چند اشعار لکھوائے تھے۔ اس کا چوتھا شعر غلط ہے۔ وہ یہ تھا۔

کیسی کیسی روشن شمعیں آنکھوں کی بے نور ہوئیں
کیسے کیسے چاند سے چہرے گہنائے گمناک ہوئے

اس میں ایک اور شعر بھی تھا۔

دکھ کو ریزی کچھ تو لا ہے چارے غم کے ماروں کو
پیار کے انگارے کملائے جلتے بجھتے خاک ہوئے

اسی طرح ایک اور شعر غلط لکھا گیا ہے۔ صحیح یہ ہے۔

تلخ ہے جام زندگی سے
ہم اسے گھونٹ گھونٹ پیتے ہیں

شفقت احمد صاحب اور محمود احمد ملک صاحب کو میرا سلام پہنچے۔ اُن کے چہرے پر اداسی دیکھ کر میں پریشان سا ہو گیا تھا۔

مخلص

علی عباس جلالپوری

۱۔ محمود احمد ایڈیٹر روزنامہ مولوی محلہ گورنمنٹ کالج جہلم۔

سید علی عباس جلالپوری

معرفت پروفیسر سید حامد رضا

بی/الف، کچہری روڈ، جہلم

۲ جنوری ۱۹۹۰ء

چودھری محمد امین!

آپ کا مبارک باد کا خط ملا۔ شکریہ۔ ایوارڈ ملنے پر جلالپور شریف کا نام روشن ہوا۔ مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے۔ امید ہے آپ اپنے متعلقین سمیت صحت و عافیت سے ہوں گے۔

زحمت دے رہا ہوں۔ "ڈلی والے کھوہ" اور "وڈے بنے" پر ہماری کچھ اراضی ہے جس میں ۱/۳ حصہ سید امتیاز احمد اور اس کے بھائیوں کا ہے اور ۲/۳ حصہ میرے نام ہے۔ میں نے سنا ہے کہ انتقال کے بعد ہماری اراضی کے ٹکڑے ایک جگہ ہو گئے تھے "وڈے بنے" پر ایک جگہ میں بھائی محمد شاہ کی تھی اس کو نکال کر باقی اراضی کے ۲/۱ حصے ہو رہے ہیں۔ مہربانی کر کے معلوم کریں کہ اراضی اکٹھی کرنے پر جو خرچ آئے گا اس بارے میں آپ اطلاع دیں گے تو میں ممنون ہوں گا اور جو میرے ۲/۳ کا حصہ میں ادا کروں گا۔ اس کے علاوہ جو واجبات ہیں وہ بھی بھجوا سکیں۔ [illegible] رقم لے کر آپ سے ملے گا میری طرف سے [illegible] خیر۔ آپ کا [illegible] ہو گا۔ اس کو [illegible] خط مندرجہ بالا پتے پر بھیجیے گا۔

دعا گو

علی عباس جلالپوری

[illegible]

پروفیسر سید علی عباس جلالپوری معرفت

پروفیسر سید حامد رضا

پرانا محلہ کچہری روڈ۔ جہلم

۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء

محترمی ندیم صاحب! اسلام مسنون

ایوارڈ کی مبارک باد کا شکریہ۔ میرے لیے خوشی کی بات یہ ہے کہ فلسفے کو مستقل بالذات حیثیت دی گئی ہے۔ غزالی سے لے کر اقبال تک ہمارے اہل علم نے فلسفے اور سائنس کو مذہب کی غلامی میں دے دیا اور عقلیت کو وجدان پر قربان کر دیا۔

آج سے تیس برس پہلے میرا ایک مضمون "دنیائے اسلام میں خرد افروزی" شائع ہوا تھا جس میں خرد افروزی اور عقلیت پسندی کی دعوت دی گئی تھی۔ خرد افروزی کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری تعلیم میں عقلی و تعقلی علوم سے اعتنا کرنا عملاً ممنوع سمجھا گیا۔ آج کل اسلامی فلسفہ اور اسلامی سائنس کا بڑا چرچا ہے لیکن کسی اہل علم نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ اسلامی فلسفہ اور اسلامی سائنس کا مطلب کیا ہے۔ عقلیت پسندی کو ہمارے دینی دانش وروں نے ناروا بات کہہ کر پیچھے سے پامال کر دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ شد و مد سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اہل مغرب سائنس میں ایجادات کرتے ہیں جبکہ ہم نے روحانیت کے میدان میں زبردست ایجادات کی ہیں۔ یہ بات ایک ایسا شخص ہی کہہ سکتا تھا جو علوم جدیدہ سے بے بہرہ ہو۔ لوگ میری تحریروں کو خاموشی کی سازش سے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے تھے۔

یہ دیکھ کر اطمینان ہوا ہے کہ بعض ذہین نوجوانوں نے میری دعوت کو قبول کر لیا ہے چنانچہ اس ایوارڈ کی صورت میں فلسفے کے حقیقی مقام کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ایک بات خاص طور سے میرے لیے اطمینان کا باعث ہے کہ یہ ایوارڈ فلسفے کو دیا گیا ہے

ایک بات البتہ تشویشناک ہے کہ کچھ لوگوں نے مبارکباد کے خطوط میں مجھے علامہ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ افسوس ہے کہ منظور احمد صاحب کا پتہ نہیں مل سکا ورنہ میں ان کو شکریے کا خط ضرور لکھتا۔

فقیر

علی عباس جلالپوری

جہلم

۹۔۱۔۹۰

برادرم ندیم صاحب! اسلام مسنون

فنون کا تازہ پرچہ مل گیا ہے۔ شکریہ۔ ماشاء اللہ مشمولات کے لحاظ سے یہ پرچہ معیاری ہے۔ اسے دیکھ کر ایک شعر یاد آیا۔

آپ کی بزم میں سب کچھ ہے مگر داغ نہیں
آج وہ خانہ خراب ہم کو بہت یاد آیا

فقیر

علی عباس جلالپوری

جہلم

۹۔۱۔۹۰

جناب قاضی صاحب[1]! دعائے سلامتی

آپ کا مبارک باد کا عنایت نامہ دیکھ کر نہ صرف میری آنکھیں روشن ہوئیں بلکہ دل کو بھی تقویت پہنچی۔ بہت بہت شکریہ۔

فقیر

علی عباس جلالپوری

۱۔ قاضی محمد صدیق۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ریٹائرڈ جج

جہلم

۹ فروری ۱۹۹۱ء

مکرمی جناب ڈاکٹر ملک صاحب السلام مسنون

آپ کی دوسری معلومات افزا کتاب مل گئی تھی۔ افسوس ناسازیٔ طبع کی وجہ سے میں اس کی رسید نہ بھیج سکا۔ مجھے آپ کے بنیادی افکار سے کلی اتفاق ہے اور میں آپ کو ان قابل قدر کتابوں کی اشاعت پر مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کی جرأت اظہار کی داد دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی کتب کا مطالعہ نئی نسل کے نوجوانوں کو متاثر کرے گا اور وہ حقائق کی ترجمانی خرد و ذوق کے حوالے سے کریں گے۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

فقیر

علی عباس جلالپوری

جہلم

۱۷ جون ۱۹۹۱

مکرمی ایم سلیم صاحب! سلام مسنون

آپ کی کتاب "جدید فلکیات" مل گئی تھی۔ میں فلکیات کا ماہر تو نہیں ہوں لیکن اس مضمون میں دلچسپی ضرور رکھتا ہوں۔ ایک مدت ہوئی میں نے James Jeans کی مشہور کتاب "Mystery of Universe" پڑھی تھی اور کائنات کی بے پناہ وسعتوں سے وقوف حاصل کیا تھا۔ آپ کی کتاب بلاشبہ یک قابل قدر علمی کاوش ہے۔ آئن سٹائن کا نظریہ بھی میں نے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ آج تک سائنس میں جتنے بھی انکشافات ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں فلسفے کے اصولوں کے ساتھ منطبق کر کے پڑھا ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ میں شاید ان دونوں علوم کے ربط و تعلق پر ایک کتاب لکھ کر فارغ اور عارضے کے باعث میں اس طرف توجہ نہیں دے سکا۔ ہمارے ارباب علم کئی صدیوں سے سائنس اور فلسفہ کو مذہب کی کنیز سمجھتے رہے ہیں۔ اسی تنگ نظری نے ہمارے ہاں عقلیت کی تحریکوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیا۔ آج سے ۳۰ برس پہلے میں نے یک مقالہ لکھا تھا۔ جس کا عنوان تھا "دنیائے اسلام میں خرد افروزی کی ضرورت" بعد میں یہ مقالہ میری کتاب "اقبال کا علم کلام" میں شائع ہوا تھا۔ افسوس کہ میں اب ازکار رفتہ ہوں۔ لکھنے سے قاصر ہوں اور خطوط کا جواب دینے کی ہمت بھی نہیں رہی۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے اور ڈاکٹر ملک صاحب نے میری کچھ کتابیں پڑھ لی ہیں اور آپ حضرات کی حوصلہ افزائی میرے لیے تقویت قلب کا باعث بنی۔

امید ہے کہ ڈاکٹر ملک صاحب اور آپ کی تحریریں نوجوانوں تک پہنچ جائیں گی۔ میں ملازم سے لکھوا رہا ہوں اس کی وجہ میری معذوریاں ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کو میرا سلام پہنچے۔

فقیر

علی عباس جلالپوری

جہلم

۱۵ نومبر ۱۹۹۰

مکرمی ڈاکٹر صاحب! سلام مسنون

آپ کا گرامی نامہ مل گیا ہے۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ بھی تصنیف و تالیف کا کام کر رہے ہیں۔ میری کتاب ”عام فکری مغالطے“ سے آپ حوالہ دے کر اقتباس لے لیں۔ اس میں کیا مضائقہ ہے۔

خیر طلب

علی عباس جلالپوری

جہلم

۸ ستمبر ۱۹۸۵

عزیزہ وحیدہ! دعائے سلامتی

آپ کا خط ملا۔ جس محبت بھرے انداز میں آپ نے میری صحت کے بارے میں نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس بات کی خوشی ہے کہ آپ میری تحریریں شوق سے پڑھتی ہیں۔ ایک برس گزرا مجھ پر فالج گرا تھا۔ ابھی تک اس موذی مرض کا مقابلہ کر رہا ہوں۔ لوگ مجھے ہیں کہ بڑھاپے کا دور شاعر پر بھی نہیں ہوتا لیکن ناامید ہونا اور ہراساں ہونا میرے مسلک کے خلاف ہے اور آپ جانتی ہیں کہ ہم لوگ جہالت، تعصب اور رجعت پسندی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشن خیالی اور عقلیت پسندی کی شمع جلائے ہوئے ہیں ... یہ ہے کہ موت کو ایک دن آنا ہی ہے۔ کیوں نہ زندگی کو کسی اچھے مقصد کے لیے وقف کر دیا جائے۔ مجھے اگر افسوس ہے تو یہی ہے کہ دائیں ہاتھ میں رعشہ ہو جانے کے باعث میں لکھنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ یہ خط بھی اپنی بیٹی مریم کو املا کرا کے لکھوا رہا ہوں۔ ذہنی دوستو! تاریکیوں میں کھو جانے سے پہلے ہم شمع آپ جیسی روشن لڑکیوں اور لڑکوں کو دے جائیں گے جو اسے کبھی گل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ کی عمر کے بچوں اور بچیوں کی بھلائی کے لیے ہم لوگ زمانے کے تھپیڑے سہتے رہے ہیں اور کشمکش کرتے رہے ہیں۔ جاہلوں کے خلاف لڑتے ہوئے اگر ہم میں کا کوئی سپاہی گر کر شہید ہو جاتا ہے تو وہ مرتے ہوئے اپنے کسی ساتھی کو دے کر کہتا ہے: لو بھئی ہم تو چلے تم اس کی لاج رکھنا۔ یہی حالت ہماری ہے۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ مرنے سے پہلے جو مشعل ہم آپ لوگوں کے حوالے کر جائیں گے اسے آپ زندگی بھر فروزاں رکھیں گی۔

زیادہ سے زیادہ علم حاصل کیجیے کیونکہ علم انسان کے دماغ کو روشن کرتا ہے اور اسے راہ عمل متعین کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں زندگی کے بارے میں آپ کا رویہ ترقی پسندی اور انقلابیت کا ہے ورنہ میں نے بہت سے جاہل اور احمق دیکھے ہیں جو چالیس برس کے ہو کر بھی جاہل اور تاریک دماغ رہتے ہیں۔

دعاگو

علی عباس جلالپوری

[illegible]

جہلم

۸ ستمبر ۱۹۸۵ء

عزیزم مرجا سلام مسنون

تہاڈے اتوں کئی وچر ٹے نیں۔ مینوں بڑا افسوس اے جے جواب نہ کارے رہیاں۔ میری صحت پہلاں نالوں کجھ ول اے تے میں اس روگ دا مقابلہ کر رہیا ہاں۔ تسیں اس گل دا پتہ اے تے ہی ایہہ روگ بڑا اوتر ہے تے لوکی اکھدے نیں جے چالی سال ای جیوندا اے پر میں نا امید نئیں کیوں جے نا امید ہونا میرے مسلک دے خلاف اے۔

تسیں آ ؤ تاں چاہو تے پہلاں اطلاع کر دینا پچھلی کھروں تے کس ویلے آؤ گے۔ میں اکتوبر دے اخیر وچ ہند ٹر جاساں۔

آس اے پئی تسیں تے تہاڈے سنگی خیری میری ہوون۔

خیر طلب

علی عباس جلالپوری

- والد گرامی کا ایک معتقد و مرید۔

جہلم

سید علی عباس جلالپوری

مکان عظمت اللہ چودھری

ایوا محلہ کچہری روڈ

۲ نومبر ۱۹۸۶ء

عزیزہ! سلامت رہو

آپ کا خط ملا۔ آج کل میں اپنے گاؤں جلالپور شریف ضلع جہلم جانے کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ ہفتے تک چلا جاؤں گا۔ میری صحت قدرے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ آپ کے لیے مناسب ہو گا کہ روسی ادب کی جن کتابوں کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے، وہ پڑھ ڈالیں۔ ان میں گوگول، ترگنیف، آر دوسکی، ٹالسٹائے، گورکی اور چیخوف کے آسان ترجمے عام طور سے مل جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ لکھنے کی مشق بھی کرتی رہیں تاکہ تحریر میں صفائی اور روانی آ جائے۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گی۔

خیر طلب

علی عباس جلالپوری

۱۔ [illegible]

سید علی عباس جلالپوری
مکان چودھری عظمت اللہ
۱۱۲ محلہ کچہری روڈ جہلم
۹ نومبر ۱۹۸۵ء

مشتاق احمد صاحب! اسلام مسنون

آپ کے خطوط مل گئے ہیں۔ میں گاؤں جانے کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ اس لیے وقت پر جواب نہ دے سکا۔ آئندہ مجھے جلال پور شریف کے پتے پر خط لکھیں۔ میں نے آپ کا مختصر سا مضمون غور سے پڑھا ہے۔ آپ نے درست کہا کہ خرد افروزی کے راستے میں مذہب ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے لیکن آج کل کے مذہبی جنون کے دور میں کون اس بات کی تاب لا سکے گا۔ میری کتاب "اقبال کا علم کلام" جس میں خرد افروزی کی دعوت دی گئی تھی، کے خلاف جو طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس سے آپ شاید واقف نہیں ہیں۔ آج کل تو ایسے مضامین پسند کیے جاتے ہیں کہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اور نوع انسان کی تمام مشکلات کا حل اسی میں مضمر ہے۔ اہل مغرب نے جو ترقی کی ہے وہ قرآن ہی کا فیضان ہے۔ سوشلزم پر صاد کا چھینٹا لگا دیا جائے تو وہ اسلامی بن جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی باتوں سے لوگوں کے ذہن پراگندہ کیے جا رہے ہیں اور انھیں بے زری سکھا کر عمل میں جکڑ کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لوگ حقائق کا سامنا کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں "اقبال کا علم کلام" کے آخری دو باب پڑھنا ضروری ہیں۔ یہ کتاب آج کل مارکیٹ میں نہیں ملتی آپ کو کسی علم دوست آدمی کے پاس مل جائے گی۔ اس سلسلے کی دوسری کتاب "مفکری مقالات" کا دوسرا ایڈیشن عنقریب چھپ جائے گا۔

اُمید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

خیر طلب
علی عباس جلالپوری

جلال پور شریف ضلع جہلم

۳۰ نومبر ۱۹۸۵ء

عزیزہ[1] سلامت رہو

آپ کا خط ملا۔ آپ کے پاپا جی کی وفات کی خبر دیکھ کر بے حد افسوس ہوا۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہو جانا آپ کے لیے ایک بڑی آزمائش ہے۔ تلقینِ صبر کے رسمی الفاظ آپ کے صدمے کو دور نہیں کر سکیں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہی آپ کا صبر اور حوصلہ بحال ہو سکے گا۔ میری طرف سے تمام گھر والوں کے سامنے اظہارِ افسوس کریں۔ میں اور لالہ رخ آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

دعاگو

علی عباس جلالپوری

۱۔ ماشا حمید

جلالپور شریف

۳۰ نومبر ۱۹۸۵ء

مشتاق صاحب!

آپ کا خط مل گیا ہے۔ میری کتاب "اقبال کا علم کلام" اب کسی لائبریری سے ہی مل سکے گی۔ میرے ذاتی نسخے بعض لوگوں نے مانگ لیے اور پھر واپس نہیں کیے۔ آپ بھی کسی کالج کی لائبریری سے پڑھ لیں۔ "عام فکری مغالطے" میرے کچھ عزیز چھاپ رہے ہیں۔ چھپ گئی تو آپ کو بھجوا دوں گا۔ "رواج عصر" کا دوسرا ایڈیشن مکتبۂ آئینۂ ادب۔ المینار مارکیٹ لاہور سے چھپا تھا شاید وہیں سے دستیاب ہو سکے۔ پنجابی کی کتاب "وحدت الوجود تے پنجابی شاعری" پنجاب اکیڈمی والوں نے چھاپی تھی۔ "مقالات جلالپوری" بھی آئینۂ ادب سے مل جائے گی اور شاید "مقامات وارث شاہ" بھی وہیں سے مل سکے گی۔ باقی تو شاید آپ کی نظروں سے گزری ہوں گی۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم جہالت، ریاکاری اور جنون کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہمارا منصب یہ ہے کہ خرد افروزی کی شمع روشن رکھیں۔

دعا گو

علی عباس جلالپوری

پ۔س

میرے اور ڈار صاحب کے درمیان جو مباحثہ ہوا تھا اُسے پڑھنے کے لیے دفتر فنون۔ ۴ میکلوڈ روڈ لاہور کو لکھیں کہ اس مباحثے کے پرچے آپ کو بھیج دے۔

صلع جہلم

سید علی عباس جلالپوری

ڈاک خانہ جلالپور شریف

ضلع جہلم

۵ جنوری ۱۹۸۶ء

مکرمی قاسمی صاحب!

خطوں کا پلندہ موصول ہو گیا ہے۔ شکریہ۔ میں لوسر میں ہی یہاں آ گیا تھا۔ میری صحت قدرے بہتر ہے لیکن داہنے ہاتھ میں رعشہ ہونے کے باعث لکھنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ اب ساری علمی سرگرمی پڑھنے تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ خط میں عزیزہ والا سے لکھوا رہا ہوں۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ عزیزہ کا انتخاب پبلک سروس کمیشن نے کر لیا ہے۔ اب وہ تقرری کے احکام کی منتظر ہے۔ اس کی طرف سے آداب

امید ہے کہ آپ کے گھر میں ہر طرح سے خیریت ہوگی۔

نیاز طلب

علی عباس جلالپوری

میری ملازمت کی وجہ سے وہ بے حد فکر مند رہتے۔ کہا کرتے تھے میری موت کے بعد تمہارا کیا بنے گا۔ ان دنوں وہ میری شادی کے لیے بھی فکرمند رہا کرتے تھے۔ میری تقرری تو بہت بعد میں ہوئی [illegible] جس دن میری تقرری کی خبر بھاگی بھاگی اخبار میں چھپی۔ جب وہ [illegible] میں ملازمت کر رہے تھے۔ [illegible] گھر آئے۔ تو والد کی خوشی دیدنی تھی۔ آج بھی ان کا مسرت سے دمکتا چہرہ میری نم آنکھوں میں جھلملا رہا ہے

جلالپور شریف

۸ جنوری ۱۹۸۹ء

عزیزہ عقیلہ! خوش رہو

آپ کا خط ملا جب نومبر میں یہاں آ گئی تھا۔ میری طبیعت ناساز رہتی ہے۔ اس لیے خطوں کا جواب لکھوانے میں دیر ہو جاتی ہے۔ ۔ ۔ تو آپ جانتی ہیں کہ میرا دماغ ہوں اور ہاتھ معطل ہو چکے ہیں اور میں کسی نہ کسی طرح زندگی کے دن گزار رہا ہوں۔ آپ جیسے عزیزوں سے جو دلی تعلق ہے اس سے میرے دل کو تقویت ہوتی ہے۔ ترقی پسندوں، محمد شرف وغیرہ کی کتابیں پڑھنے سے آپ کے خیالات میں توانائی اور نکھار آ جائے گا۔ سجاد ظہیر اور فیض کی کتابیں بھی آپ نے پڑھی ہوں گی۔ امید ہے کہ آپ کے گھر میں ہر طرح سے خیریت ہو گی۔ آپ کے بھائی جان کو میں دعا دیتا ہوں۔

خیر طلب

علی عباس جلالپوری

پروفیسر ظفر علی خاں کی وابستگی سے محبت ہم سب کے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ ظفر علی خاں دو سال سے شاعر ہو کر گورنمنٹ کالج جہلم تشریف لاتے تو حامد بھائی جان سے گہری دوستی ہو گئی۔ علمی حقائق کی کھوج انہیں جلالپور شریف ابا جان کے پاس لے آئی۔ ابا جان کا علمی سمندر تھا اور بقول ظفر علی خاں "میں پیاسا تھا..." تو یہ خوب یوں ہوا گویا پانی میں پانی مل گیا۔ ابا جان فالج کے موذی مرض کا شکار ہو گئے تو جہلم منتقل ہو گئے۔ ظفر علی خاں کے لیے ہم محسوس کرتے کہ وہ ہمارے گھر کے نہایت اہم فرد ہیں۔ مکتبہ خرد افروز جہلم قائم ہوا تو اس کے زیر اہتمام ظفر علی خاں نے ابا جان کے وہ تمام مسودات جو منتشر کئی جگہ دستیوں کا شکار رہے تھے، وہ کتب میں ڈھال دیئے۔ سرخ رنگ کے ٹائٹل میں ۱۲ کتب منظر عام پر آ گئیں۔ اوّلین ایڈیشن عام فکری مغالطے، رسوم اقوام، قدیم و جدید جنسیاتی مطالعے، کائنات و انسان، روایات تمدن قدیم، خرد نامہ جلالپوری کے شائع ہوئے جبکہ Reprint ہونے والی کتب میں اقبال کا علم کلام، روح عصر، روایات فلسفہ شامل تھیں۔ پروفیسر ظفر علی خاں کا علمی دنیا پر گراں بہا احسان ہے کہ انہوں نے ابا جان کی علمی کاوشوں کو نہایت خلوص، محبت سے فکر افروز بنایا۔ ظفر علی خاں جب بھی کوئی شائع شدہ تالیف

ابا جی کو دکھاتے، ان کے چہرے پر مسرت سے سرخی چھا جاتی۔ بائیں ہاتھ میں کتاب لے کر دیکھتے۔ ظفر علی خاں سے باتیں بھی کرتے جاتے اور کتاب پر پورے ہاتھ بھی پھیرتے جاتے... ان کے لیے کتاب اولاد کی طرح عزیز ہوتی۔ ان کے دمکتے چہرے کو دیکھ کر ظفر علی خاں کہتے "میری محنت وصول ہو گئی"۔ ظفر علی خاں نے ابا جان کی تحریروں کو پیشتر ضائع ہونے سے بچا لیا تھا۔ انہیں کے کہنے پر ابا جان نے بائیں ہاتھ سے لکھنے کی مشق بھی شروع کر دی۔ ان کے بائیں ہاتھ سے لکھے میرے نام کے خطوط محفوظ ہیں۔ تحریک خرد افروزی پر حکومتی ادارے نے ظلم بھٹو کے دور میں طے ہوا تو ابا جان نے ادارہ لینے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس پر ظفر علی خاں ان کے سر ہو گئے۔ خوب جانتے ہوئے آخر ابا جان نے [illegible] مجھے اور فلسفے کو اردو دیے جانے پر رضامندی ظاہر کی۔ ظفر علی خاں کی شخصیت اور ترقی پسند سرگرمیوں میں ان تھک محنت ایک الگ تحریر کی متقاضی ہے۔ اس زمانے میں ظفر علی خاں کو عام لوگوں سے جدا سمجھا کرتی تھی بعد میں جوں جوں ان کا بے لوث کام سامنے آتا گیا میرے خیال کی تصدیق ہوتی چلی گئی۔

جلالپور شریف
ضلع جہلم
۸جنوری ۱۹۸۶ء

عزیزم ظفر خاں ادام اللہ سلامتی

ابھی عابد رضا کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ سے کوئی حادثہ ہوا ہے اور گھٹنے پر سخت چوٹ آئی ہے۔ یہ پڑھ کر سخت افسوس ہوا۔ آپ جیسے سیلانی جہاں گرد کا گھٹنا زخمی ہو جانا، اتنا ہی افسوسناک ہے جتنا کہ میرے جیسے ہی لکھاری کا ہاتھ لکھنے سے معذور ہو جانا۔

ہم سب کی دعا ہے کہ آپ کو جلدی صحت نصیب ہو اور بستر کی قید سے رہائی ہو۔ لالہ رخ کی کامیابی کی مبارک باد کا شکریہ۔

برادرم شعبان خاں اور عزیزہ قمر النساء بیگم کو سلام مسنون۔ بچوں کو پیار۔ لالہ رخ کی طرف سے سب کو آداب۔

مخلص

علی عباس

ظفر علی خاں [illegible] بھائی [illegible] ہیں۔ ڈاکٹر [illegible] پروفیسر تھے [illegible]
[illegible] ترقی پسند [illegible] مثال [illegible] ہیں

۲۳] جلالپور شریف

۱ فروری ۱۹۸۶ء

محترمی آغا صاحب! سلام مسنون

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ بہ ذکرم "تاریخ کا نیا موڑ" کے پانچ مجلد نسخے بھی بھجوا

ہیں۔

آپ نے میرے مضامین واپس کر دیے تھے۔ آپ کی مرضی۔ میں خود انھیں چھپواؤں گا۔ آپ کے لیے یہ گھاٹے کا سودا نہیں تھا کیوں کہ یہ مضامین عام طور سے پسند کیے گئے تھے۔

خیر طلب

علی عباس جلالپوری

---

* عباس صاحب "کامیک" سے ہیں۔ پورا نام آغا محمد حسن

جلالپور شریف

۱۱ فروری ۱۹۸۷ء

مشتاق احمد صاحب! السلام مسنون

آپ کے خطوط ملے۔ امید ہے کہ آپ نے میری بھیجی ہوئی کتاب پڑھ لی ہوگی۔ افسوس کہ اس ایڈیشن میں کافی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ایک غلطی خاص طور سے درست کر لیں صفحہ ۲۸ سطر ۵ میں 'اضافہ' غلط لکھا گیا ہے "دشت سوس" محض ایک ناول ہے جس میں واقعات کی تحقیق نہیں کی گئی اور محض خیال آرائی سے کام نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حسین بن منصور حلاج کی 'کتاب الطواسین' کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے اور عام طور سے دستیاب ہے۔"

ویسے اس کی زندگی کے حالات پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ میرے پاس لوگوں کے خطوط پڑے رہتے ہیں لیکن داہنے ہاتھ میں رعشہ کے باعث میں باقاعدگی سے جواب نہیں لکھ سکتا اس لیے جواب میں تاخیر ہو ہی جاتی ہے۔ فنون کے جن پرچوں میں میرے اور بشیر ڈار مرحوم کے مابین مباحثہ ہوا تھا وہ دفتر فنون ہی سے مل سکیں گے۔ میرے پاس وہ پرچے تھے لیکن ایک صاحب اٹھا کر لے گئے اور واپس کرنے کی زحمت نہیں کی۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

خیر طلب

علی عباس جلالپوری

جلالپور شریف، ضلع جہلم

۱۰ فروری ۱۹۸۶ء

عزیزہ بیٹا، دعائے سعادت

افسوس ہے کہ علالت کے باعث میں آپ کے سوالوں کا مفصل جواب نہیں دے سکا کیوں کہ میرے لیے بستر سے اٹھنا اور الماریوں سے کتابیں تلاش کرنا ایک مسئلہ بن گیا ہے۔

۱۔ میں سٹالن کا کچھ زیادہ مداح نہیں ہوں۔ سٹالن نے لینن کی بیوی "کروپسکایا" کی توہین کی تھی۔ لینن نے مرتے وقت جو وصیت لکھی تھی اس میں لکھا تھا کہ سٹالن اکھڑ اور درشت خو آدمی ہے جو اپنے خیالات سے اختلاف کرنے والوں سے انتقام لینے پر کمربستہ رہتا ہے۔

بعد میں سٹالن نے لینن کے اس تجزیے کو سچ کر دکھایا۔ گورکی جیسے کئی دوسرے اکابر پر بھی سخت تشدد کیا۔

۲۔ گاندھی ایک کٹر ہندو اور رجعت پسند تھا۔ اس کا دماغ بھی پراگندہ تھا۔ وہ انگریزوں سے ٹکر لینا نہیں چاہتا تھا بلکہ انہیں پریشان کر کے ہندوؤں کے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ سبھاش چندر بوس اور چندر شیکھر آزاد جیسے مخلص لوگ گاندھی کی پالیسی کو پسند نہیں کرتے تھے

۳۔ غدر پارٹی میں جس کا آغاز امریکہ سے ہوا تھا، سکھ، کمیونسٹ اور انقلابی شامل تھے۔ انگریزوں کے ایجنٹوں کی غداری سے غدر پارٹی کے افراد اپنے عزائم کی تکمیل نہ کر سکے۔ وہ ہندوستان پہنچ تو گئے لیکن گرفتار ہو کر جیلوں میں بند کر دیے گئے

۴۔ پنڈت نہرو فیبین سوشلسٹ تھا۔ اس نے دکھاوے کے لیے سوشلزم کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ حقیقت میں وہ بہت متعصب ہندو تھا اور گاندھی کا چیلا تھا۔

لاہور سے بڑی بہن کے پاس چند دن جا رہی ہے۔ اب میں تمہارے خط کا جواب بھی نہیں دے سکوں گا کیوں کہ میرا دایاں ہاتھ بیکار ہے۔

مخلص

علی عباس جلالپوری

(۲۶) جلالپور شریف

ضلع جہلم

۲۰ فروری ۱۹۸۶ء

کاظم صاحب! دعائے سلامتی

آپ کا خط ملا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں عدم آباد پہنچ گیا ہوں اور کوئی فرشتہ اس جہان آب و گل سے میرا خط لے کر آیا ہے۔ میں اپنی حالت کے بارے میں سوچتا ہوں ... کسی مت... کا تفصیل سے ذکر کر رہا ہوں۔ زندگی کے اس آخری مرحلے میں بس یہی خیال بار بار آتا ہے کہ چپکے سے آغوش قبر میں جا چھپ جاؤں کیوں کہ بقول ابوالعلاء معری

"زمین کی پیٹھ سے مجھے اس کا شکم زیادہ عزیز ہے"

مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے نہ عزیزوں سے نہ دوستوں سے۔

میں نے ایک مدت سے اپنے آپ کو بڑھاپے اور امراض کے لیے تیار کر رکھا تھا۔ اب تو مجھے کسی موت سے بھی شکایت نہیں ہے جو میری زندگی کے چراغ کو گل کر دے گا۔ جدید دور کے ایک شاعر نے کہا ہے

ہوا کے سامنے رکھے ہوئے چراغ ہیں ہم
جو بجھ گئے تو ہوا سے شکایتیں کیسی

اس شعر میں میں نے تھوڑا سا تصرف کیا ہے۔

وہی اس بیماری کے دوران مجھے تو شدید صدمہ کا سامنا ہے۔ اس ... نے مجھے اس قابل کر دیا ہے کہ ایک انقلاب دہ دور ہو گیا اور صورت حال کے ساتھ مفاہمت کر لوں۔

کبھی کبھی جاڑے کی لمبی راتوں کو آنکھ کھل جاتی ہے اور پھر پہروں جاگتا پڑا رہتا ہوں۔ گزشتہ زندگی کے حالات فلم کے مناظر کی طرح آنکھوں کے سامنے جھلملانے لگتے ہیں۔ اسی عالم میں غزل ہوئی جس کے چند شعر آپ کی تفریح طبع کے لیے درج ذیل ہیں۔

کیسی کیسی روشن شمعیں آنکھوں کی سب دور ہوئیں
کیسے کیسے چاند سے چہرے ہائے غم ناک ہوئے

۱۔ سید احمد کاظم

کیسے کیسے سود بیچے راہِ طلب کی دھول ہوئے
کیسے کیسے ارمان دل کے خاک میں مل کر خاک ہوئے
لوگ حریمِ ناز میں سیدِ شمع وصال جلاتے ہیں
ہم تو اپنے ہی شعلوں کے آپ خس و خاشاک ہوئے

ایک دن ظہیر کاشمیری کی ایک غزل اسی زمین میں ٹیلیویژن پر سنی تھی میں نے بھی چند شعر موزوں کر دیئے۔ میرے دائیں ہاتھ میں رعشہ ہے اس لیے لکھنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو اپنی بیٹی سے ہی املا کرا دیتا ہوں لیکن علمی مضمون اس طرح املا نہیں کرائے جا سکتے۔ بہت کچھ لکھا اب مزید لکھنے کی ہوس نہیں رہی۔ آٹھ کتابیں چھپ گئی ہیں۔ چھ کتابوں کے مسودات پڑے ہیں۔ ان کے چھاپے کا پروگرام ہے۔ میری آخری کتاب "تاریخ کا نیا موڑ" پچھلے سال چھپی تھی۔ شاید آپ تک پہنچی ہو۔ ایک اور کتاب "عوامی فکری مغالطے" کا نیا ایڈیشن بھی چھپ گیا ہے جو میرے بیٹوں نے چھاپا ہے۔ اس کے بعد ایک اور کتاب آ رہی ہے۔ امید ہے کہ میرے رخصت ہو جانے سے پہلے دوسری کتابیں بھی چھپ جائیں گی۔ "اقبال کا علم کلام" کی کتابت قاضی صاحب دبائے بیٹھے ہیں۔ انھیں کئی خط لکھ چکا ہوں لیکن ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ بظاہر آپ کے مرثیے کا مقدمہ نہیں لکھ سکوں گا۔ اگرچہ میرا بہت جی چاہتا تھا کہ میں اس کے حوالے سے جدید مرثیے کے فکری اور ذوقی پہلو کا جائزہ لوں۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کے بیٹے کا نکاح حسنات صاحب کی لڑکی سے ہو گیا ہے۔ خدا مبارک کرے۔

ابو حسین کو کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق ہے مگر نہ معلوم کیوں لکھنے سے گھبراتے ہیں۔

میں شاید مارچ کے آخر میں جہلم چلا جاؤں۔

مخلص

علی عباس جلالپوری

۱۔ حسنات صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سید علی عباس جلالپوری

ایوا محلہ، کچہری روڈ

جہلم

۱۴ جون ۱۹۸۶ء

مکرمی قاضی صاحب! اسلام مسنون

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے خط کا جواب کچھ تاخیر سے دے رہا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ جو حالات آپ نے بیان کیے ہیں وہ میرے علم میں نہیں تھے۔ دوسری یہ کہ آج سے دو سال پہلے مکتوب بھیجنے کا آپ نے پکا وعدہ کیا تھا اور ایک دفعہ تو یہ بھی لکھ تھا کہ آپ کسی روز خود سے لینے آئیں گے۔ میں انتظار میں بیٹھا رہا لیکن آپ مکتوب نہ بھیج سکے۔ اسی بات کی شکایت میں نے کاظم صاحب سے کی تھی جو آپ کی خفگی کا باعث ہوئی۔ بات یہ ہے کہ آج سے دو سال پہلے یہ مکتوب مل جاتا تو اب تک کتاب کا دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہوتا۔ اب مجھے اسے نئے سرے سے ری ڈو کرنا پڑے گا۔

فقیر

علی عباس جلالپوری

جہلم

۵ جون ۱۹۸۹ء

عزیزم مظفر خان!

خوش رہو بامراد

آپ کے دونوں خط پہنچ گئے ہیں۔ ان سے آپ کی خیریت کی خبر ملی اور دلی اطمینان نصیب ہوا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں ان خطوط کا جواب بڑی دیر سے لکھوا رہا ہوں لیکن اس تاخیر کی وجہ بھی معقول تھی۔ کچھ عرصے سے میرے اپنے پاؤں میں درد رہتا ہے جس سے میری طبیعت بڑی پریشان رہتی ہے۔ میں نے اس بیماری مرض کا تدارک ہمت اور استقلال سے کرنے کی کوشش کی ہے لیکن آپ جانتے ہیں یہ مرض بڑھاپے میں آ جاتا ہے۔ پھر جو خدا کو منظور ہو وہی بہتر ہوگا

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ عنقریب وطن آ رہے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ کوئی چیز منگوانی ہو تو بتا دیں۔ بات یہ ہے کہ اب کسی قسم کے شوق ختم ہو گئے ہیں اس لیے باہر کی چیزیں بہت مہنگی آتی ہیں اور مجھے کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں ہے جو یہاں سے نہ مل سکتی ہو۔ آپ کو مبارک ہو کہ فرحت بیگم جہلم کے ہائی سکول میں بورڈنگ کی سپرنٹنڈنٹ لگ گئی ہے۔ تنخواہ معقول ہوگی۔ کھانا اور رہائش مفت ہے۔ بورڈنگ کا انتظام اس کے سپرد ہے۔ میری بیگم اور دلشاد بیگم اسے ملنے جاتی رہتی ہیں۔ وہ بھی کبھی کبھار آ جاتی ہے۔ [illegible] گرمیوں کی چھٹیوں میں آئی ہوئی ہے۔ اس سے یہ خط لکھوا رہا ہوں۔ آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ عزیز علی رضا کا بھی [illegible] ہو گیا ہے۔ ماشاءاللہ اس کی صحت اچھی ہے۔ حامد رضا، جعفر رضا، دلدار رضا، ان کی والدہ اور نعمان کی طرف سے سلام مسنون۔

دعاؤں کے ساتھ

علی عباس جلالپوری

۱۔ [illegible] سب سے چھوٹی ہمشیرہ ہیں۔ شادی سے [illegible] تعلیم [illegible] ہیں۔

سید علی عباس جلالپوری

معرفت

پروفیسر سید حامد شاہ

ایرا محلہ کچہری روڈ جہلم

۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء

مکرمی قاسمی صاحب السلام مسنون

"فنون" کا نیا شمارہ مل گیا ہے شکریہ۔ میں ابھی سرسری نظر ہی سے اسے دیکھ سکا ہوں۔ مجھے اس کا علمی حصہ بطور خاص معیاری معلوم ہوا ہے۔ آہستہ آہستہ پڑھوں گا تا کہ اس کے مطالعے میں زیادہ سے زیادہ دن گزار سکوں۔ سید محمد کاظم صاحب کا خط پڑھ کر میں بڑا محظوظ ہوا۔ انہوں نے مچھلی پکڑنے کے کانٹے کے ساتھ تعریف و تحسین کا چارہ لگا دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک آدھ مچھلی اسے نگل جائے گی اور ان کے شکار میں پذیرائی قدر دانی کرنے کا کوئی نہ کوئی عنوان بن جائے گا۔ میری طرف سے انہیں سلام پہنچے

نیاز مند

علی عباس جلالپوری

سید علی عباس جلالپوری
۱۱۵ محلہ کچہری روڈ جہلم
۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء

مکرمی محمد منیر بخش صاحب! سلام مسنون

آپ کا عنایت نامہ مل کر کاشف حالات ہوا۔ یہ معلوم کر کے دکھ ہوا کہ آپ بھی میری طرح ایک موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ خدا رحم کرے۔ میں دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا اسی میں مبتلا رہا۔ خدا کی مہربانی سے مجھے سچے سعادت مند بیٹے ہیں۔ ان کی شب و روز خدمت نے مجھے چلنے پھرنے کے قابل بنا دیا ہے۔ اب چھڑی کے سہارے گھر کے اندر تھوڑا بہت چل لیتا ہوں۔ اس مرض سے دماغ بھی متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے حافظہ کمزور ہو گیا ہے اور کسی بھی مسئلے پر غور کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ بہرحال ہلکی پھلکی چیزیں پڑھ لیتا ہوں۔ فلسفے کے مطالعے نے مجھے اپنی قسمت پر شاکر رہنا سکھا دیا ہے۔ کبھی کبھار افسردگی و شدید احساس ہوتا ہے لیکن پھر طبیعت خود بخود سنبھل جاتی ہے۔ اسی دھوپ چھاؤں میں زندگی گزر رہی ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا تھا:

کبھی حیرت کبھی مستی کبھی آہ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا درد مہجوری

میری دعا ہے کہ آپ کا سایہ برسوں تک اپنے بچوں پر قائم رہے۔ مجھے بھی آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے کہ زندگی کے بقیہ دن سکون سے گزر جائیں۔ ہم سب کی طرف سے آپ سب کو سلام

سلام اور دعا کے ساتھ

نیازمند
علی عباس جلالپوری

٭ لاہور میں ۱۹۹۰ء سے والد مکرم جناب منیر بخش صاحب کا ذکر ... مرحوم نہایت ... صادق الاعتقاد تھے۔

ایوانِ علم، کچہری روڈ
جہلم
۵ جولائی ۱۹۸۶ء

مکرمی آغا صاحب! سلام مسنون

بات یہ ہے کہ جس انداز میں آپ نے میرے مضامین کا مجموعہ واپس کر دیا تھا اس سے میری عزت نفس کی جراحت ہوئی تھی اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اب اپنی کتابیں خود ہی چھاپوں گا کیوں کہ اللہ کے کرم سے میرے پاس بھی وسائل کی کمی نہیں ہے۔
امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

خیر اندیش
علی عباس جلالپوری

آغا امیر حسین صاحب نے "تاریخ کا نیا موڑ" کا دوسرا ایڈیشن چھاپنے کی اجازت چاہی اور ناول کی [illegible] کیلئے لالہ جان نے اُن سے یہ خط لکھوایا۔

ایوا محلہ کچہری روڈ
جہلم
۳-۲-۹۲

عزیز القدر، السلام مسنون

آپ کا خط ملا۔ آپ نے میری کتابوں کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ میرے لیے تقویت قلب کا باعث ہے۔ میں بڑھاپے کی سرحد میں ہوں۔ گوناں گوں امراض کا علیل ہے۔ میرا دایاں ہاتھ رعشے سے بیکار ہو گیا ہے اس لیے خط کا جواب دینے سے قاصر ہوں جب کوئی لکھنے والا مل گیا تو خطوں کا جواب لکھا کر دیتا ہوں۔ یہاں میں اپنے بڑے بیٹے کے ہاں مقیم ہوں اور اتوار کو میں اپنے وطن جلالپور شریف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ہمہ وجوہ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

آپ کی نیک تمناؤں کا مستحق

فقیر
علی عباس جلالپوری

نوٹ: یہ خط کلیم اختر کے خط کے جواب میں ہے جس میں نے ... تحریر کیا تھا۔ یہ صاحب ان دنوں ...
نوشہرہ (N W F.P) میں مقیم تھے۔

سید علی عباس جلالپوری معرفت

پروفیسر سید حامد رضا

ایوا محلہ، کچہری روڈ جہلم

۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء

عزیزہ نبیلہ! سلامت رہو خوش رہو

تمہارے خط سے پتا چلا کہ تم ان کے بچے پڑھانے گئے تھے اور میں فی الحال سے یہاں مقیم ہوں۔ اس بیچ میں تمہارے کسی خط کا جواب نہیں دے سکا۔ تمہارا خط دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوا کہ تم اپنے دکھ پر بھی تک قابو نہیں پا سکے۔ قدرت نے چھوٹی سی عمر میں کیسی کڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ ہمت کرو اپنے غم کو بھلانے کی کوشش کیا کرو۔ ابھی تمہارے سامنے زندگی کی طویل راہیں پڑی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم ایک نہ ایک دن دلی خوشی سے ہمکنار ہو گی۔ سیر کیا کرو اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر دن میں دو چار بار مسکرا لیا کرو اس سے طبیعت سنبھل جائے گی۔ دنیا حادثات کا گھر ہے۔ ہر شخص کو کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہنے کا تاوان ادا کرنا پڑتا ہے

مجھے دیکھو۔ فالج جیسے موذی مرض میں مبتلا ہوں۔ چلنے پھرنے سے قریب قریب معذور ہو چکا ہوں پھر بھی کسی نہ کسی کتاب کے لکھنے کی فکر میں رہتا ہوں تاکہ اپنے شوق کے ساتھ انصاف کر سکوں۔ تم بھی دیدہ دلیری سے کام لو۔ ہار مان لینا ہمارے مسلک کا شیوہ نہیں ہے۔ شاید تم اگلے خط میں مجھے بتاؤ گی کہ تم ملازم ہو گئی ہو اور مستقل مزاجی سے کام کر رہی ہو۔

دعا گو

علی عباس جلالپوری

جون ۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین لالہ موسیٰ سے تبادلہ کروا کر آئی تھی۔ لالہ موسیٰ میں لاہور کالج برائے خواتین سے فزکس کی پروفیسر مس ساجدہ مرزا صاحبہ پرنسپل تھیں۔ نہایت وضع دار، ہمدرد اور شریف النفس خاتون تھیں۔ تقریباً ایک سال گزرنے کے بعد وہ بھی لاہور ٹرانسفر کروانے میں کامیاب ہو گئیں اور مجھے گوجرانوالہ کے مشہور و معروف سیٹلائٹ ٹاؤن کالج میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ مس زاہدہ سلطانہ مرزا پرنسپل تھیں۔ چنانچہ انہوں نے میرا تبادلہ اس ادارے میں کروا دیا اور مجھ پر بہت مہربان رہیں۔ میں ان دونوں بہنوں کو اپنا مربی اور محسن تسلیم کرتی ہوں۔

2008ء میں ایک صاحب مجھ سے ملنے تشریف لائے۔ کالج کی مصروفیت کے باوجود میں ان صاحب کو ملنے گئی۔ تو انہوں نے نہایت شائستگی سے اپنا نام بتایا۔ وہ گورنمنٹ ہائی سکول مزنگ کالا گوجرانوالہ کے سینئر ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان کا اسم گرامی محمد جمیل تھا۔ اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: مجھے معلوم ہوا کہ آپ پروفیسر سید علی عباس جلالپوری صاحب کی شاگرد رہی ہیں تو میں سلام کرنے چلا آیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے دو غیر مطبوعہ تحریریں مجھے دیں جو مرحوم نے اپنے استاد گرامی کے بارے میں مرتب کی تھیں۔ انہیں محفوظ کر کے سید صاحب کے حوالے سے علم ... ان کا ایک خط یہاں درج کیا جا رہا ہے

کیالا ضلع گوجرانوالہ

۳ نومبر ۲۰۰۸ء

محترم پروفیسر ... صاحب!

سلام عقیدت

حال ہی میں کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ پروفیسر علی عباس جلالپوری صاحب راوی ... عرصے تک گورنمنٹ کالج میں بطور اردو کے پروفیسر تعینات رہے تو ... جو ہمیشہ دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ رہی، سینے میں جوش مارنے لگی۔ آپ سے ملاقات کا مقصد بھی یہی تھا کہ ... محترم جناب سید علی عباس جلالپوری کے بارے میں آپ کو اپنے احساسات میں شریک کروں جو بہ حقیقت ... والی شخصیت اور عظیم فلسفی تھے۔

محترم ... میں ... کالج ... میں پی۔ ... میں ... آپ ... تعلیم ... حاصل کی۔ ... سے ... طریقہ تدریس ... اور ... تھا۔ ... پسندیدہ ... تھے۔ ... ان کے ساتھ ... آج ... ذہن میں ... ہمیشہ ... رہیں گے۔ ایک ... ان کی کتب ... ان کی ... اور ... ترجمے ... قوم ... علم ... کی ... کتاب ہے۔ ایک ... ایسی شخصیت ہے کہ جو ... میں لکھتے ہیں ... ہیں ... آپ نے ... تھا ... ایک ... سے ... ہم ... آپ کا ... ہے۔ ... کرتے ہیں۔ ... معلوم نہیں ... کی شخصیت ... صاحب ہیں؟ ... صاحب ... تھا۔ بعد میں ہم ... جواب کی ... بھی ... ہیں۔ بلاشبہ ... ہی عالم تھے۔

... کی ... ہے ... کے ...

والد گرامی ... کی ... ہوگی۔

سید صاحب ایک فلسفی، نقاد، ماہر تعلیم، دانشور، بے مثل نثر نگار تھے۔ بے شمار صفات رب عظیم نے انہیں عطا کی تھیں۔ اُن کی شخصیت پہلودار تھی۔ عقلیت پسند تھے۔ جھوٹے بناوٹی لہجے نہیں رکھتے تھے۔ ہر شخص کی بات بڑے غور سے سنتے تھے لیکن بات کو اپنی مرضی سے کہتے تھے۔ بات کرنے اور خود بحث ہوتا آپ پہل نہیں کرتے تھے۔ متحمل مزاج تھے۔ رواداری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ آپ جیسے لوگ نایاب ہیں۔ آج کل مختصر بات کرنے کا وقت ہے اور دوسرے کو برداشت نہ کرنا فیشن بن گیا ہے۔ بڑی بڑی کوٹھیوں اور بڑے مکانات میں رہنے والے لوگ اصل میں چھوٹے لوگ ہیں اور چھوٹے مکانوں کے مکین بڑے آدمی ہیں۔ قیمتی کاریں خریدنے والے اور تنگ زندگی گزارنے والے احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ بڑے لوگ وسیع القلب، مخلوق خدا کے لیے رحمت ہوتے ہیں۔

پروفیسر جلالپوری صاحب کا حلقہ احباب وسیع تھا۔ اُن کی رہائش [illegible] سنٹرل ٹریننگ کالج کے ہال میں مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔ ہال کو رنگ برنگے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ رات سہانی تھی اور سماں دل آویز تھا۔ ایسا لگا جیسے پرستان میں کوئی پریوں کی محفل سجی ہو۔ علاقے کے بڑے بڑے شعرائے کرام شامل تھے۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، کشور ناہید، جلیل ہوشیارپوری، قیوم نظر، عبدالمجید، احسان دانش کے علاوہ اور بھی شعراء موجود تھے۔ رقم [illegible] کے [illegible] ہال میں موسیقی کے [illegible] محفل شعر و شاعری سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

جناب جلالپوری صاحب سوٹ میں ملبوس جناح کیپ پہنے ہوئے اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔ رات جگمگ [illegible] ستارہ [illegible] مشاعرہ اختتام کو پہنچا [illegible] آخری ملاقات تھی۔

جلالپوری صاحب نابغہ روزگار اور ہمہ جہت شخصیت تھے۔ بڑے تحمل سے دوسروں کی بات [illegible] کرنے والے خود کسی کو بری لگے۔ چکنی چپڑی باتوں سے قطعاً ناواقف تھے۔ درویش صفت تھے۔ تصنع، بناوٹ اور مغرب کی چمک دمک سے دور تھے۔

جلالپور شریف کا قصبہ ضلع جہلم میں راقم [illegible] دیکھا ہے۔ یہ دریائے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے۔ نہایت پرفضا مقام ہے۔ دیہاتی زندگی کا ایک انمول تحفہ جس کی فضاؤں میں آپ نے آنکھ کھولی۔ ان کی وادیوں میں بسنے والے لوگ مخلص ہیں۔ فخر [illegible] آپ کی محبت [illegible] کی بے لوث [illegible] کوئی خوشبو [illegible] پھول [illegible] خوبصورت پھول

دیکھتا ہے تو پہلا پھینک کر اس کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ یعنی بھنورے کی طرح وہ ایک جگہ مطمئن نہیں ہوتا لیکن عورت زندگی میں ایک بار محبت کرتی ہے۔ اس کی محبت شہد کی مکھی کی طرح ہوتی ہے۔

میں نے سید صاحب کی اس بات کو معاشرے میں ہر کہیں کارفرما دیکھا ہے۔ چھوٹی سی مثال سے ایک بڑی حقیقت کی نشاندہی کرنا شاہ صاحب ہی کا شیوہ تھا۔ یہی ایک فلسفی کا کمال ہے۔ دانش ور مستقبل سے آگاہ کرتا ہے۔ دلیل سے بات کرتا ہے۔ اس کی تحریروں کو جھٹلانا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی دماغ سے سمجھ سکے تو اور بات ہے۔

شاہ صاحب مرحوم اب اس دنیا میں نہیں مگر ان کی تحریریں انہیں ہمیشہ زندہ و جاوید رکھیں گی جس طرح فیض احمد فیض کی شاعری روایت سے ہٹ کر ہے اور انہیں ماتمی ہوئی سمجھا جا رہا ہے۔ جلالپوری صاحب کی تحریریں دوسرے ادیبوں کو چبھتی تھیں۔ یہاں سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ محقق حضرات Foot Note دینے سے گھبراتے تھے۔ اب آپ کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں اور صاحب اسلوب نظر آتے ہیں۔ حقیقت اپنا آپ منوا لیتی ہے۔ ان کی سوچ روایتی ہے۔ یہی سوچ ان کے تلامذہ میں پل رہی ہے۔ ان کی زندگی بشری کمزوریوں کے باوجود بڑی بے داغ تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ مدارج سے نوازے۔ آمین۔

احقر

محمد اسلم ...

ساکن کیالہ کے گوجرانوالہ

سید علی عباس جلالپوری ۔۔ میرے استاد

وحدت رشید

لندن ۲۰ اگست ۲۰۰۶ء

چچا جان آپ کی وہ تصویر اسی طرح ہمیشہ مسکراتی رہتی ہے۔ لندن میں آتی جاتی رتیں جیسی بھی خوشیاں لائیں، غم اور دکھوں کا سامنا ہے۔ ہر لمحے پر آپ کی دی ہوئی اخلاقی قدریں اسی طرح رہنمائی کرتی رہیں۔ [illegible] نے کہا کہ "مکاتیب علی عباس جلالپوری" ترتیب دے رہی ہوں۔ اگر آپ کے پاس ان کے خطوط ہیں تو مجھے بھجوائیں تاکہ شامل اشاعت ہو جائیں۔

میں نے بتایا کہ میں گزشتہ تیس برس سے لندن میں مقیم ہوں۔ [illegible] میں سبھی چیزیں تھیں۔ معلوم نہیں خطوط بھی ہوں گے یا نہیں۔ کہنے لگیں اگر خطوط نہیں تو یادیں قلم بند کر کے E mail کر دو۔ میں نے حامی بھری مگر اب کاغذ قلم لے کر بیٹھی ہوں تو [illegible] سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے شروع کروں۔ آنکھوں میں آنسو ہیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔۔۔ [illegible] پھر بھی لکھتی جا رہی ہوں۔

چچا جان آپ جیسی عظیم شخصیت [illegible] میرے لیے ایک [illegible] ہستی ہیں۔ [illegible] آپ نے مجھے لکھنا سکھایا [illegible] ہی بنا سکتا ہوں۔ آپ میرے استاد تھے اور آج بھی ہیں۔ [illegible] وہاں سے شروع کروں جب میں پہلی بار آپ کے پاس پڑھنے آئی۔ [illegible] سفید رنگت، چمکتی آنکھیں، آنکھوں میں سوال، ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ [illegible] سب کچھ آپ کی شخصیت کا حصہ تھا۔ [illegible] بال سفید تھے [illegible] آپ کی شخصیت کا حسن تھا۔ اس وقت مجھے آپ پر [illegible] کا گمان ہوا تھا

[illegible]

اپ اپنے حصے میں ڈال گئے تھے۔ [illegible]
[illegible] ہمارا اتفاق ہے۔ [illegible]
بھائی گئے [illegible] سب حیران تھے [illegible]
[illegible]
ہے۔

[illegible] شریف میں [illegible] تھا۔ [illegible]
[illegible] گئے۔ [illegible] سب سے [illegible]
[illegible] معاف [illegible] کی۔۔۔ میں [illegible]
[illegible] تھے۔ [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] بہت [illegible] تھے۔ ایک روز میں [illegible]
[illegible] میں ایک [illegible]
[illegible] تھے۔ ہم [illegible] کوشش کی تھی۔۔ ایک [illegible]
[illegible] ساری خوبصورتی ختم ہو گئی۔ [illegible] تھے۔ [illegible]
[illegible] کوشش کی [illegible] اور
[illegible] "بہت [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] بہت [illegible] خوشی [illegible]

چچا جان انتہائی مہربان انسان تھے [illegible] ختم [illegible] بھائی جان کو
[illegible] تھے۔ [illegible]
[illegible] کرنا [illegible]
[illegible] درخواست [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] مجھے معلوم ہوا [illegible]
[illegible] شریف [illegible] تھا۔ [illegible]
[illegible] جب
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] ہم نے ایک [illegible] خوشی [illegible] مجھے [illegible]
[illegible] بھائی کی شادی ہے۔ [illegible]

[illegible]

کر کے مزے دار سوپ بناتی۔ ساتھ ہی پیچھے سے کچھ چیزیں ڈال کر دیتیں۔ جہلم میں دلاور بھائی کی بیکری والے سے نان کباب بھی منگواتیں۔ بڑے ہی خوبصورت دن کب بیت گئے۔ ایک بات بتانا تو میں بھول ہی گئی جلالپور میں قیام کے دوران وہ باقاعدگی سے سیر کے لیے پہاڑوں کی طرف جاتے۔ ان دنوں ان کی صحت بہت شاندار تھی۔ بعض اوقات مجھے اور دلاور کو بھی ساتھ لے جاتے۔ دلوں میں گھمانے لے جاتے۔ ہمیں فطرت کے حسین مناظر دکھاتے۔ ان راستوں پر بھی لے جاتے جہاں سکندر اعظم اپنی فوج کے ہمراہ گزرا تھا۔ پناہ گاہیں اور درے بھی دکھاتے جہاں سکندر اعظم نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ پہاڑوں سے پانی بہہ کر آتا تو خندق خوب بھر جاتا۔ بہتے پانی میں چلنا اور چھینٹے اڑانا ہمیں بہت پسند تھا۔ ان دل موہ لینے والے مناظر کو جب بھی یاد کرتی ہوں تو دل میں حسرت کروٹیں لینے لگتی ہے۔

جب بھی کبھی پاکستان جاتی ہوں تو اس خاندان کو ضرور ملتی ہوں، جہاں مجھے چچا جان جیسی زندگی گزارنے کا طریقہ سلیقہ نصیب ہوا۔ زندگی کی اصل قدروں کا شعور ملا۔ ہمیں تو میرا دوسرا میکہ چچی جان کا خاندان ہے۔ خصوصاً حامد بھائی اور دلاور کے گھروں میں مجھے بہت اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔ دلاور کے ساتھ میں چچی جان کی باتیں کرتے نہیں تھکتی۔

چچا جان سے آخری ملاقات یاد آتی ہے تو آنکھوں سے اشک پھوٹ پھوٹ کر بہہ نکلتے ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں پاکستان گئی تو چھوٹی بیٹی آمنہ بھی ساتھ تھی۔ جہلم میں حامد بھائی کے گھر ایک بڑے کمرے میں وہ کمزوری کے سبب پلنگ پر دراز تھے۔ میں ان کے گلے لگ کر رونے لگی ان کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ بات کی دیر تک مجھے ساتھ لگائے رہیں۔ میری بیٹی کو بہت پیار کیا اسے پیسے بھی دیئے۔ ہم نے بہت باتیں کیں۔ دلاور اپنی ملازمت کے سلسلے میں گوجرانوالہ مقیم تھی۔ ان کے بچے گھر سے مل گئے تھے۔ ہم جلالپور میں مت آئیں گی؟ ادبی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ چچی جان نے بتایا کہ تمہارے چچا جان تو خوش ہیں اسے کہ کراچی کی قدر کرنا وہ بہت اچھی ہے۔ میں پھر رونے لگی۔ اس اپنائیت کو تو میں ترس رہی تھی۔ چچی جان اور سب ہی نے مجھے اور آمنہ کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ جب میں رخصت ہوئی تو میرے غم کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ چچا جان بھیگی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے تھے اور ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہہ رہے تھے۔ اس کے بعد انہیں دیکھنا مجھے نصیب نہ ہوا۔

ہم پروفیسر سید حامد رضا (ر) پرنسپل کا وہ مضمون بھی شامل کرنا لازم سمجھتے ہیں جو انہوں نے ابا جان کی وفات پر "تحفۂ اساتذہ" میں تحریر کیا تھا۔ بطور بیٹا اور بطور شاگرد یہ تحریر محبت، عقیدت اور تحسین سے احساسات سے مملو ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس تحریر میں ابا جان کے ان خطوط کا حوالہ بھی موجود ہے جو مکمل صورت میں میرے پاس نہیں ہیں۔ ان خطوط پر حامد بھائی جان کا تبصرہ بھی بہت گراں قدر ہے جس سے ابا جان کی شخصیت اور کردار کے کئی نئے پہلو منعکس ہوتے ہیں۔ (ا۔ ا۔ ر۔ ج)

سید حامد رضا

علی عباس جلالپوری ـــــ ایک مثالی استاد

اگرچہ یہ لکھتے ہوئے دل بھر آتا ہے کہ آج وہ مرحوم اس دنیا میں نہیں رہے لیکن یہ خیال تسکین بخش معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی پردہ کرنے کے باوجود وہ اپنی تصنیفوں، تحریروں، خیالات و تاثرات کی دنیا میں موجود ہیں۔ گرچہ ابدی جدائی کا زخم گہرا ہے لیکن یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ کرب اب ہمارے تجسس و شعور و فکر میں سرایت کرتا جا رہا ہے۔ سوچا کیوں نہ چند باتیں کروں کہ ہم سب کے دلوں کا بوجھ ہلکا ہو۔ کچھ سہارا ملے، کچھ سکون حاصل ہو۔

میرے فہم کے مطابق وہ سراپا استاد تھے۔ وہ ویسے اور سب سے بڑھ کر استاد جو اپنی زندگی میں روز آخر علم حاصل کرتا اور بانٹتا رہتا ہے۔ ان کی زندگی کا مقصد معاشرے کو مہذب بنانا، جہل کے اندھیروں کو دور کرنا اور عقل پسندی کو معاشرے کا شعار بنانا تھا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں آپ بی اے کے طالب علم تھے کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ دونوں بھائی بڑی مشکل سے زیورات بیچ کر ان کو گریجویشن کرائی پھر [illegible] جس نے تقریباً ان کے سرچشمۂ حیات کو مکدر کر دیا۔ ابتدا ہی سے ان میں مطالعہ و موسیقی کا ذوق و شوق جاری رہا جس نے انہیں دنیا کی تلخیوں کے باوجود زندہ رکھا۔ ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ میں فلسفہ اور موسیقی دونوں میں کس چیز کا انتخاب کروں۔ بہرحال فیصلہ فلسفے کے حق میں ہوا۔ کتابوں میں سر دے کر گویا وہ اردگرد کی کلفتوں کو بھول جایا کرتے تھے۔ جلالپور شریف میں ایک آریہ سماجی ہندو نے ہمارے بزرگوں کی مدد سے سکول قائم کیا تھا اس میں آپ دو سال پڑھاتے رہے۔ ملازمت کے سلسلے میں مزید دقتیں ہوتی گئیں۔ انہوں نے 1935 میں بی ٹی کا کورس کیا اور مدرس کے طور پر اپنے کیریئر کا آغاز کیا۔ سرکاری ملازمت میں آنے کے بعد چند برس چکوال، جہلم، چکوال اور پنڈی گھیب میں بطور مدرس کام کرتے رہے۔ اسی دوران ایم اے اردو، ایم اے فارسی اور ایم اے فلسفہ امتیاز کے ساتھ پاس

جہاں رنگ و بو" بھی [illegible] کے بعد [illegible]
کے اقتباس موجود ہیں۔ ان کی لائبریری میں [illegible]
سے [illegible] کے لیے [illegible] کہ جب [illegible] ایک
دہ میں سے ساری کتابوں سے ترجموں کی ایک فہرست بنالی۔ جب [illegible]
لیے گئے تم نے بڑا کام لیا۔ بہت وقت لگا ہوگا۔ میں نے کہا [illegible] "آپ [illegible]
کیے۔ یہ سن کر مسکرانے لگے۔ میں نے کہا آپ نے یہ کام کیسے کر لیا۔ کہا دراصل یہ میری [illegible]
نہ کسی کے پاس آنا جانا۔ میں نے پڑھنے لکھنے کے سوا اور کیا کرتا؟ [illegible]
جناب آپ کے وقت مطالعہ [illegible] تھے [illegible] اوقات کیا ہوتے۔ [illegible]
تھا کہ تھوڑا تھوڑا [illegible] ۱۹۸۳ میں [illegible]
سے ہاتھ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جو [illegible] منقطع ہو گیا [illegible]
ہو جانے پر ہمیشہ [illegible] مرزا کی [illegible]
گیا تو جب میرا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا اب تو کچھ وقت گزر [illegible] ہاتھ سے لکھنے کی مشق [illegible]
دائیں ہاتھ میں رعشہ ہو [illegible] کامیاب [illegible] اس عرصہ میں صرف
"کائنات اور انسان" کا دیباچہ لکھوایا۔ [illegible] شگفتگی طبع رہی [illegible]
کے آخری دو سال [illegible] قوت ارادی کے
معترف تھے۔ [illegible]
لیجئے [illegible]
دیوار پر لگی ہوئی [illegible] تصویر کی طرف اشارہ [illegible] پوچھا "یہ کس کی تصویر ہے" [illegible] جب میں
زندہ تھا"۔ [illegible] ۱۹۶۲ [illegible] ۱۹۸۹ تک [illegible]
حکومت کی جانب سے [illegible] بہت خوش نظر آتے تھے۔ [illegible]
ہوا [illegible]
سے چمک اٹھا تھا۔

آپ نے ساری عمر تعلیم و تدریس کے شغل میں گزار دی۔ روپیہ پیسہ کو زندگی کی ایک ضرورت سمجھا
زندگی کا مقصد نہیں۔ [illegible] میسر آئے [illegible] ضرورت سے لگا
رہے۔ ہمیشہ اپنے [illegible] بے کسوں کی مدد بھی کرتے رہے۔

انھیں اپنے علم و فضل کا احساس تھا لیکن غرور نہ تھا۔ ان کا خیال تھا کہ دولت مندوں کو اپنی دولت کا گھمنڈ ہوتا ہے تو انھیں اپنے علم پر کیوں نہ ہو۔ وہ کہتے تھے کہ اہل علم کو اپنی عزت آپ کروانی چاہیے۔ دولت مندوں کے دروازے پر جا کر ان کے آگے پیچھے پھرتے رہیں۔ اصول سے ہٹ کر زندگی بھر نہیں پڑھائی۔ جس کسی نے وہ سب چاہا اس کی خوشی مدد [illegible]۔ وہ فطری طور پر استاد تھے۔ ان کی وفات پر جلالپور میں ان سے ۱۹۴۳ء کے زمانے کے شاگرد [illegible] نے مجھ سے کہا کہ ایسا استاد ہم نے پھر کبھی نہیں دیکھا۔ اپنے گاؤں میں اپنے [illegible] جو قابل طالب علم نظر آیا اس کی سرپرستی اور ہمت افزائی کی تاکہ پڑھ لکھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔

خودداری، حقیقت پسندی، [illegible] اور فکر کا ذوق اور حصول معرفت ان کا مذہب [illegible] جس کا انھیں [illegible] سے شروع سے ہی کرنا پڑا تھا اور مشکل حالات کے باوجود اس سے دستبردار نہ ہوئے۔ ایک دفعہ میرے ایک خط کے جواب میں لکھا ''[illegible] لکھنے کا مقصد یہی تھا کہ ناساعد حالات میں گھر جانے کے باوجود اچھی طرح [illegible] زندگی گزارنے کی کوشش کی جا سکتی ہے اور زندگی کا [illegible] رنگوں سے خوش حال ہو سکتے [illegible] پھول کی خوشبو سے لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے۔ مگر یہ زندگی بڑی قیمتی متاع ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو [illegible] کی طرح نہیں رہنا چاہتے بلکہ [illegible] کبھی [illegible] ہوتے ہیں۔'' [illegible] حالات کے باوجود [illegible] کے معاملات اور کتب بینی کا شغل ایسے ہی جاری رہا جیسے کہ صحت مند [illegible] کا ہوتا ہے۔ البتہ ایک سال سے وہ [illegible] شروع ہو گئے تھے کہ [illegible] بہت ہو چکا ہے یہ سلسلہ [illegible] طور پر طویل ہو گیا ہے۔ پڑھنا لکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ اب تنہائی نہیں [illegible] تھی [illegible] جدائی سے انھیں ساری عمر گلہ رہا۔ زندگی کے [illegible] ہو چکی تھی۔ بچوں سے فراغت ہو چکی تھی۔ [illegible] کی شادی ہو چکی تھیں بیٹوں کی طرف [illegible] کی۔ ہماری کوشش یہی رہی تھی کہ ان کے معمولات جاری رہیں لیکن پھر زندگی کا ختم ہو جانا [illegible] خوب سمجھتے تھے اور [illegible] کہ ایسا ہی ہو گا۔ ہم [illegible] میں [illegible] چاہتے تھے۔ انھوں نے [illegible] کے خلاف [illegible] کوئی بھی [illegible] ضدی ہو گئی تھی۔ جب بھی کبھی مرض شدت پکڑتا تو میری [illegible] میں اضافہ ہو جاتا اور جب انھیں آرام آ جاتا تو میں سمجھتا جیسے میں نے کوئی معرکہ سر کر لیا ہو۔ ایک دو ہفتے پہلے [illegible] آپ [illegible] یاد [illegible] مجھے تم نے تکلیف [illegible] خوب [illegible] چھوڑ دیا کہ [illegible] میں نے کہا یہ بھی کوئی بات ہوئی آپ تو ٹھیک [illegible] کریں گے [illegible] میں انھیں دیکھ کر اپنی [illegible]

بات آئی کہ وہ اپنی تکلیف کا نہیں میری تکلیف کا، جی میں رکھ کر ایسا کہہ رہے تھے۔ وفات سے چند دن پہلے صحت میں کچھ سدھار کے آثار نمودار ہوئے تو کہنے لگے "لگتا ہے بچ گئے"۔ میں نے کہا "جی ہاں، اب تو بچ گئے ہیں۔" یہ سن کر مسکرانے لگے۔ اس کے دو دن بعد ڈرپ لگی ہوئی تھی میں پاس بیٹھا ہوا ہاتھ سہلا رہا تھا۔ اچانک میری نظر ان کے چہرے پر پڑی تو بڑے پیار سے دیکھ رہے تھے میں تاب نہ لا سکا۔ نظریں جھکا لیں۔ جدائی کے احساس سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آنکھیں پونچھ کر ان کی جانب دیکھا تو نظریں جھک چکی تھیں۔ یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔

افضل توصیف پریشان ہیں کہ پت جھڑ کا موسم لگا ہے۔ مشاہیر اہل علم و فن رخصت ہو رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے شجر سے بوسیدہ اور سال خوردہ پتے گر رہے ہیں لیکن اسی شجر کی شاخوں پر نئے پتوں کو جگہ مل سکے گی۔ انسانی تہذیب و تمدن کا درخت بھی مردہ نہیں ہو۔ ہماری امید تو اس سے وابستہ رہ کر ہی کی جا سکتی ہے۔ جلالپوری صاحب کا بھی زاویہ نظر رجائی تھا۔ چند سال پہلے میں نے انہیں خط لکھ کر معاشرے سے آپ کی مسلمہ حیثیت کو بڑی ناقدری ہے کہ جس پایہ کی آپ کی لٹریری پوزیشن ہے اس طرح کا مقام بھی ملنا چاہیے تھا۔ اس کے جواب میں لکھا "میری لٹریری پوزیشن کا تعین عمر سے ہو رہا ہے۔ مجھے اپنی ناقدری کا کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ میں شہرت اور داد کو کسی اور شعبوں کی طرح کیش نہیں کرنا چاہتا۔ اپنی توفیق کے مطابق چپکے سے کام کیے جا رہا ہوں اور مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ میری بات بعض ہوشمند اور باشعور لوگوں تک پہنچ گئی ہے۔" جلالپوری صاحب کو ہوش مند اور باشعور نوجوانوں سے توقعات تھیں۔ امید ہے وہ خرد افروزی کی اس شمع کو اوہام و خرافات کے گھور اندھیروں میں روشن رکھنے کی جستجو کرتے رہیں گے۔

آفتابِ خرد افروزی

پروفیسر ظفر علی خان

چھ دسمبر ۱۹۹۸ء کو آفتابِ خرد افروزی پروفیسر علی عباس جلالپوری اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ لیکن اپنے پیچھے اپنی تصانیف کی صورت میں نقش ثبت چھوڑ گئے جو ان کے ہزاروں مداحوں اور چاہنے والوں کے لیے علم و آگہی کا درخشاں باب ہیں۔ انہوں نے پوری زندگی مطالعہ، تدریس و تحقیق و تصنیف میں گزاری۔ وسیع مطالعے اور تحقیق کے نتیجے میں یہ حقیقت ان پر آشکار ہوئی کہ مشرقی قوم بالعموم اور مسلم قوم بالخصوص اس لیے پس ماندہ و زوال پذیر ہیں کہ وہ ابھی تک زرعی معاشرے کے فرسودہ معتقدات اور اوہام میں جکڑی ہوئی ہیں۔ مغربی معاشرے تو کب کے تحریکِ احیائے علوم سے گزر کر آج فلسفہ، سائنس اور علوم و ... انسانی کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ جبکہ ہم قرونِ وسطیٰ کی عصبیت میں کھوئے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ علمی سطح پر تحریکِ خرد افروزی شروع کی جائے۔ اور یہ عمل تحقیق و تصنیف تقریباً پچیس تیس سال جاری رہا۔ زندگی کے آخری چودہ سال دائمی صدمے پر بیٹے کے صدمے کی نذر ہو گئے۔

انہوں نے فکری جمود کے ماخذات کی نشاندہی کی اور اپنی بیشتر مطبوعہ کتب میں ان ماخذات اور ان کے تاریخی عواقب کو بے نقاب کیا اور ثابت کیا کہ وہ مغالطوں پر مبنی اور بے کار ہو چکے ہیں۔ مثلاً پیداواری عمل اسبابِ اول ہے۔ پیداواری اور خاندانی رشتوں کے ناطے سے سماج صورت پذیر ہوتا ہے۔ زرعی معاشرے میں زرخیزی کے متعلق قصوں کی عجب کہانی سے منسلک ہوا اور رسمیں، تعبیرات، دیومالائی، جادو کا تصور جو موسم کو موافق بنانے، مٹی میں زرخیزی پیدا کرنے، آفاتِ فطرت سے بچانے،

نوٹ: زیرِ نظر مضمون دراصل "تعمیرِ ..." جنوری ۱۹۹۹ء کی اشاعت کا اداریہ ہے جو علی عباس جلالپوری کی وفات کے موقع پر لکھا گیا تھا۔ پروفیسر ظفر علی خان نے اس اداریہ میں جلالپوری کی تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔ مذکورہ ... کتاب میں درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کتاب کی تکمیل ہو سکے

ترقی [illegible] ہو جائے تو کیا ۔۔۔ لیکن محبت [illegible] کے تقاضے بدل جاتے ہیں۔ [illegible] شہری [illegible] تمدن کی [illegible] کے کارن [illegible] فطرت پر [illegible] ماضی کی تعلیم میں [illegible] [illegible] کے حصول تک [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] کرتے ہیں۔

ماضی سے ورثے میں ملنے والے معتقدات ہمارے ذہن و عقل میں [illegible] ہیں کہ ہم [illegible] حقیقتوں کو [illegible] جب [illegible] تعصب [illegible] صلاحیت کو متاثر کرتے ہیں [illegible] مغالطوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ [illegible] معروضی [illegible] فکری انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ [illegible] علی عباس جلالپوری [illegible] مغالطوں کا تاریخی اور فکری پس منظر [illegible] اصل [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] "انسانی فطرت ناقابل تغیر ہے" [illegible] عقل پر [illegible] حاصل [illegible] [illegible] "یہ کہ [illegible] دولت [illegible] محروم ہیں" [illegible] فکری مغالطے کے موضوعات ہیں

فلسفہ سوال اٹھاتا ہے۔ سوال تخلیق کی [illegible] آپ نے [illegible] سوالوں [illegible] جو [illegible] زمانے سے [illegible] کرتے رہے ہیں۔ مثلاً کائنات کیا ہے [illegible] زمان و مکاں کیا ہیں؟ انسان کا اس کائنات میں کیا مقام ہے؟ [illegible] انسان مجبور ہے یا [illegible] سچائی کیا ہے؟ [illegible] سوالوں کا جواب [illegible] کی ہے [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] کے تمام [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible]

اردو میں اسی لیے لکھی گئی۔

شاید چند ایک روز میں دو درجے مکمل ہو جائیں گے اور چند ایک نادر ہو جانے کے ہو گئے (...)
نئے سال میں بار بار لکھیں گے۔ نئے نئے خیالات آدمی کے دل و دماغ میں امڈ امڈ کر آتے ہیں۔
نئے سے نئی بات کا شعور شدید ذہنی کرب کا باعث بھی ہوتا ہے۔ لیکن دیانت اور جرأت سے کام لے کر
ایسے سے خیالات کو قبول کر لیا جائے جن کی صداقت آشکار ہو چکی ہے تو یہ کرب مسرت میں بدل جاتا
ہے۔ اور اس سے بڑی مسرت کا تجربہ کم از کم راقم کو کوئی تجربہ نہیں ہے۔

فلو نامی یہودی نے سب سے پہلے یہودیوں کے مذہبی معتقدات کو یونانی فلسفے کے قالب میں
ڈھالا اور مذہبی معتقدات کے لیے عقلی جواز مہیا کیے۔ بعد میں عیسائی اور مسلمان متکلمین نے بھی اپنے
اپنے مذہبی عقائد کے جواز تراشنے شروع کر دیے۔ دنیائے اسلام میں یونانی کتابوں کے ترجموں سے
جب بے چینی پیدا ہوئی تو معتزلہ نے عقلی دلائل سے مذہب اسلام کا دفاع کیا۔ اور علم کلام کے اصول مرتب کیے۔
مسلمانوں میں رازی اور غزالی مشہور متکلم ہو گزرے ہیں۔ فلسفہ پہلے سے قبول کیے ہوئے کسی عقیدے
کے حق میں عقلی جواز مہیا کرنے کا نام نہیں ہے۔ فلسفہ سوال اٹھاتا ہے اور عقلی استدلال اور تحقیق سے جو
جواب حاصل ہو (چاہے وہ کسی کے اپنے معتقدات کی نفی کرے) اسے بے جھجک ظاہر کرتا ہے۔ علامہ
اقبال اسی لیے فلسفی نہیں تھے کہ وہ اپنے معتقدات کے حق میں عقلی جواز تراشتے ہیں اور فلسفیوں کی باتوں کو
عقلی استدلال کے متعلق [illegible] ان سب
کے [illegible] مغربی مفکرین [illegible] ایک [illegible] میں
جس [illegible] مشرقی [illegible]
نہیں۔ [illegible] اقبال [illegible] تھے۔ اور [illegible]
[illegible] (اقبال کا علم کلام)

صوفیوں اور مفکروں میں خدا کے تصور کی دو روایتیں چلی آتی ہیں۔ ایک وحدت الوجود اور
دوسری وحدت الشہود۔ وحدت الوجود ہمہ اوستی تصور ہے کہ کائنات میں ایک ہی اصل اصول کارفرما
ہے۔ [illegible] ہمہ اوست بھی کہتے ہیں۔ خدا
کائنات سے الگ نہیں ہے۔ وہ کائنات میں جاری و ساری ہے۔ وحدت الشہود [illegible] میں خدا
کائنات سے ماورا اور الگ تھلگ ہے۔ [illegible] نے اپنی قدرت سے کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ [illegible]

بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے وحدت الوجود کا نظریہ قدیم یونان میں پرمینڈیس نے پیش کیا۔ بعد ازاں ریو اور فلاطینوس جو اشراقی نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ہندوؤں میں شنکر آچاریہ نے ویدانت کی صورت میں اسے یوں پیش کیا کہ صرف برہمن ہی کائنات ہے۔ وہی حقیقی ہے اس کے ما سوا سب ہیچ ہے۔ مسلمانوں میں ابن عربی، رومی، عطار اور جامی وغیرہ مشہور وجودی صوفی ہو گزرے ہیں۔

ہماری زبان پنجابی میں لکھی گئی کتاب "وحدت الوجود تے پنجابی شاعری" میں علی عباس جلالپوری نے خطۂ پنجاب کے تاریخی، سیاسی و ثقافتی پس منظر کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے کہ کس طرح دراوڑی، آریائی، یونانی، بدھ مت اور ویدوں کے فلسفہ میں آیا اور کیسے یہاں یونانی سریت، اشراق، ہندی ویدانت، بھگتی تحریک اور مسلمانوں کے تصوف و عرفان کی آمیزش سے وحدت الوجودی صوفیانہ شاعری تخلیق ہوئی جو صلح کل، وسعت مشرب اور انسان دوستی کی اقدار کی آئینہ دار ہے اور جس کی بدولت یہاں بابا فرید، شاہ حسین، وارث شاہ اور خواجہ فرید جیسے عظیم شعراء وجود پذیر ہوئے۔

بیسویں صدی میں ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس نے کروٹ لی ہے۔ جس نے بڑے پیمانے پر ایک فلسفۂ فکر و عمل نے دنیا کا کلپ بدل دی۔ روسی عوام فکر و عمل سے دیکھتے ہی دیکھتے انقلاب کے ذریعے پسماندہ زرعی معاشروں میں ترقی، عدل و مساوات کا دور شروع کیا۔ تاریخ سے ایک نیا سوال کہا۔ عوام جو طبقاتی معاشروں میں ہمیشہ دبے رہتے تھے اب اہم اور تاریخ ساز سمجھے جاتے ہیں۔ (تاریخ کا نیا موڑ)

عصر حاضر کے عمرانیوں میں جنس جیسے موضوع پر ہے کہ کس طرح اوہام اور معاملات میں پلٹ دیا گیا ہے۔ سے استحصال و ہیرا پھیری کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے فکری حوالے و سائنسی طریقے سے سمجھا جائے اور اس کی معاشرتی اہمیت سے پیش نظرات مصنف علیف سے واضح ہیں اور اسے معجزہ سے کا نتیجہ بتایا ہے۔ اقتصادی نظام اور رسم و رواج قربانی اور تمثیل رواج پائی ہے۔ اس کی تاریخ کی ضرورت ہے (جنسیاتی مطالعے)

آج کل رسمیں اور ریتیں جو صدیوں سے ہمارے رواج میں شامل ہیں ان میں آج بھی بہت سے اوہام معتقدات ملتے ہیں۔ مثلاً اس سے لوگ شعوری طور پر آگے نکل آئے ہیں مگر ہم انہیں کے رسوم و رواج میں لگے ہوئے بغیر سوچے سمجھے ہیں۔ انسانی تاریخ یک تسلسل ہے۔ ہمیں جاننا چاہیے کہ ہم کیا اور کیوں کر رہے ہیں۔ (رسوم اقوام)

بعض الفاظ و اصطلاحات غلط العام ہیں یا لوگ ان کے پس منظر سے ناواقف ہیں یہ ناواقفیت یا کم فہمی ذہنی آلائش فکری جمود کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے ان الفاظ و اصطلاحات کے علمی و تحقیقی و تاریخی معانی دے دیے گئے ہیں تاکہ مندرجات کھل جائیں۔ (خرد نامہ جلالپوری)

خرد نامہ کے پیش لفظ میں خرد افروزی کے ترکیبی عناصر کو خود بیان کرتے ہیں۔ (۱) عقلیت پسندی کی ترویج۔ (۲) سائنس اور فلسفے کو مذہبی تحکم سے نجات دلانے کی کوشش۔ (۳) انقلابیت و عقلیت پسندی یا سائنسی علوم کی روشنی میں معاشرے کو از سر نو مرتب کرنے کی کوشش۔ (۴) مذہبی منافرت اور جنون کا انسداد۔ (۵) انسان دوستی۔

مثبت اور خرد دوستی کے مصداق ان کی کچھ تصانیف کا سرسری سا تعارف یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ آپ طے کیے ہوئے خرد افروزی کے راستے پر استقامت اور عقل سے چلتے رہے۔ انہوں نے عقیدہ پرستی کے مقابلے میں عقلیت و تحکم کے مقابلے میں استدلال، روایت کے مقابلے میں جدیدیت، رومانیت کے مقابلے میں جدلیات، مثالیت پسندی کے مقابلے میں مادیت پسندی اور سرمایے کے مقابلے میں مشترکہ محنت کا علم بلند رکھا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ان کے فرزند ارجمند پروفیسر سید حامد رضا اور دختر نیک اختر پروفیسر ... خرد افروزی کی وہ شمع جو ان کے جلیل القدر والد نے روشن کی تھی، بجھنے نہ دیں گے۔

Will Durant
5608 Briarcliff Road
Los Angeles 28, Cal.

May 6, 1955

Professor S Ali Abbas
Emerson College
Multan
West Pakistan

Dear Professor:

Your letter of April 25 has been a tonic to me. You will understand how difficult it was for me, provincialized in America, to write about Islamic civilization without making errors that must seem to a Moslem scholar quite unforgivable. I am filing your letter, and its generous and patient corrections, along with other chastisements received, against the time when a revised edition of my books may be called for. Many, many, thanks.

Sincerely,

مشہور مؤرخ ول ڈیورانٹ کے پروفیسر علی عباس کے نام خط و لفافہ کا عکس

NATIONAL BOOK COUNCIL OF PAKISTAN
MINISTRY OF EDUCATION
GOVERNMENT OF PAKISTAN

CERTIFICATE OF COMMENDATION

In recognition of his life-long and outstanding services to Learning and Enlightenment, Syed Ali Abbas Jalalpuri is hereby awarded this Certificate of Commendation.

4th November, 1989.

Benazir Bhutto
PRIME MINISTER OF PAKISTAN

وزیر اعظم پاکستان بینظیر بھٹو کی طرف سے پرائڈ آف پرفارمنس کے اعزاز کے سرٹیفکیٹ کا عکس

پروفیسر لالہ رُخ بخاری کی تصانیف

- ☆ ترصد (ناول)
- ☆ خواب ہوئے مہتاب (ناول)
- ☆ مکاتیب علی عباس جلالپوری (مرتبہ)
- ☆ میری یادیں (علی عباس جلالپوری کے حوالے سے) (زیرِ طبع)
- ☆ جعفر عباسہ ناول (زیرِ طبع)
- ☆ رنگِ لالہ (شعری مجموعہ) (زیرِ طبع)

سیّد علی عباس جلالپوری کی فکری کتابیں

روایاتِ تمدنِ قدیم

مقالاتِ جلالپوری

رسومِ اقوام

خردنامہ جلالپوری

جنسیاتی مطالعے

عام فکری مغالطے

تاریخ کا نیا موڑ

روایاتِ تمدنِ قدیم

روحِ عصر

کائنات اور انسان

اقبال کا علمِ کلام

مقاماتِ وارث شاہ

روایاتِ فلسفہ

وحدت الوجود تے پنجابی شاعری

لکھت
سید حسن

تخلیقات

6 - بیگم روڈ، لاہور فون: 042-37238014

Email: takhleeqat@yahoo.com www.takhleeqatbooks.com